حرام الفاظ اور کفریہ کلمات کے متعلق علم سیکھنا فرض ہے۔

(فتاوٰی شامی جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانیٔ دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

SC1286

حرام الفاظ اور کُفرِیّہ کلِمات کے مُتعلِّق علم سیکھنا فرض ہے۔ (فتاوٰی شامی ج ۱ ص ۱۰۷)

کفریّہ کلمات کے بارے میں سوال جواب

مؤلف:

شیخ طریقت امیر اہلسنّت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر:

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

نام کتاب: کفریّہ کلمات کے بارے میں سوال جواب

مؤلف: شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

سالِ اشاعت: شوال المکرم ۱۴۳۰ھ، اکتوبر 2009ء

ناشر: مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، بابُ المدینہ کراچی۔

مکتبۃ المدینہ کی سات شاخیں:

(1) مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر بابُ المدینہ کراچی
(2) مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور
(3) مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی
(4) مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)
(5) مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان
(6) مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن حیدر آباد
(7) مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میر پور کشمیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اجمالی فہرست

(1) تقریظ جلیل

محسنِ دعوتِ اسلامی، عالم باعمل، حضرت علامہ مولیٰنا محمد اسمٰعیل قادری رضوی نوری مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء دار العلوم امجدیہ باب المدینہ کراچی)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَلَّذِیْ بُعِثَ مُعَلِّمًا وَنَوَّرَ الْخَلْقَ بِعُلُوْمِہِ النَّاجِیَۃِ

میں نے امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی صاحب دام ظلہ کی تالیف کردہ کتاب جو کہ عقائد بنام ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' از اوّل تا آخر پڑھنے کا شرف حاصل کیا، یہ کتاب بہت آسان اردو زبان میں لکھی گئی ہے، معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی بآسانی اِسے پڑھ سکتا ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیے تاکہ کفریہ کلمات سے آگاہی حاصل ہو اور ایمان کی حفاظت کا سامان ہو۔ بہت سے لوگوں کو عالم فاضل ہونے کا دعویٰ تو ہوتا ہے لیکن وہ عقائد کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوتے، اس کتاب کو پڑھنے سے ایسوں کو بہت کچھ سیکھنے کو مل سکتا ہے۔ میں نے اس کتاب کو بنظرِ غائر تنقیدی طور پر پڑھا ہے اور مجھے یہ کتاب بہت اچھی لگی ہے اس کو پڑھ کر الحمد للہ عزوجل میں خود مستفیض ہوا ہوں۔

اس کتاب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ کا خوب خوب فیضان ہے، نیز یہ کتاب مذکورہ بزرگوں کے علاوہ اسلاف معتمد مثلاً ملا علی قاری، صاحبِ رَدُّ الْمُحتار وغیرہ بَحُورُ الْعُلُوم کے مستند فتاویٰ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہے۔ یہ کتاب سوال و جواب پر مشتمل ہے اور بعض تنقیدی سوالوں کا اس میں سہل طریقے سے جواب دیا گیا ہے نیز یہ قرآن و حدیث، اقوالِ صحابہ و نصیحت آموز حکایات کا ایمان افروز اور دلچسپ مجموعہ ہے میری سوچ کے مطابق اس کتاب کا مطالعہ عوام تو عوام علماء کرام کے لئے بھی مفید ہے میری ناقص رائے ہے کہ جتنا زیادہ ہو سکے مشہور و معروف زبانوں میں اس کتاب کا ترجمہ کروایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفیض ہوں نیز اس کتاب کو اسکول و مدارس کے نصاب میں شامل کرنا بے حد بے حد مفید ہے

میری دُعا ہے **اللہ** تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مُستَفِیض فرمائے اوراس کتاب کے مؤلف کوجزائے خیر دے۔

امین بجاہِ سید المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم

محمد اسماعیل خادم الحدیث

دارالعلوم امجدیہ

(2) تقریظ جلیل

از: مفتیان کرام مدظلہم دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

مسلمان کیلئے سب سے اَہم اورعزیز ترین مَتاع اُس کا **اِیمان** ہے اور سب سے زیادہ اِسی کی حفاظت کی ضرورت ہے۔شیطان ہماراسب سے بڑا دُشمن ہے اوراس کا سب سے شدید حملہ اِسی اِیمان پر ہوتا ہے۔اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے **اِیمان کی حِفاظت** کی فِکر میں لگا رہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا ، اولیاء کرام سے وابستگی کے ساتھ مزید جو اہم اِقدامات اس سلسلے میں کئے جاسکتے ہیں انہیں بروئے کار لائے۔ اِیمان کی حفاظت کے اَہم ذرائع میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ جو چیزیں اِیمانیات میں داخل ہیں اور جن چیزوں سے اِیمان پر اَثر پڑتا ہے اُن کا علم حاصل کیا جائے تاکہ ہم ہر وقت ایسی تمام چیزوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں جو اِیمان کے منافی ہیں۔ ان چیزوں کا علم حاصل کئے بغیر **کُفریات** سے بچنا نہایت مُشکِل ہے لیکن نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ جس طرح کثیر مسلمان دِین کے دیگر

شعبوں سے متعلق غفلت و کاہلی اور لاعلمی کا شکار ہیں اسی طرح ایمانیات اور کفریات جیسے اہم و نازک مسائل سے بھی غافل و کاہل ہیں اور آئے دن نجانے کتنے مسلمان ایسے ہیں جو مذاق میں یا گپیں ہانکتے ہوئے کفریہ جملے بول دیتے ہیں اور اس روایت و حکم کا مصداق بنتے ہیں کہ بعض اوقات آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ بول دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہمیشہ کی ناراضی لکھ دیتا ہے۔

موضوع کی نزاکت و اہمیت کے پیش نظر اس موضوع پر علماء نے بکثرت کتابیں لکھی ہیں۔ تقریباً ہر فقہی کتاب میں ''کتاب السیر'' کے نام سے اس موضوع سے متعلق مواد موجود ہوتا ہے اور علم الکلام کی کتابوں میں بھی اس موضوع پر باب باندھے جاتے ہیں۔ اس موضوع پر امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا کلام فتاویٰ رضویہ اور المعتمد المستند میں جبکہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا کلام بہار شریعت اور فتاویٰ امجدیہ میں موجود ہے۔ اسی طرح دیگر علماء اہلسنت کی بھی اس موضوع پر نہایت مفید اور علمی کتابیں موجود ہیں۔

سیدی، مرشدی، شیخ طریقت، امیر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی ذات مبارکہ تبلیغ و اشاعت دین اور مسلمانوں کی اصلاح احوال کیلئے دنیا بھر میں معروف و مقبول ہے آپ نے جس طرح عقائد و اعمال کی اصلاح کیلئے دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی، اسے پروان چڑھایا، دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا، کثیر کتب تصنیف فرمائیں، بیانات کئے، مدنی مذاکرے فرمائے، آپ نے اپنی تمام تر مصروفیات کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے لئے وقف کر دیا ہے، یہاں تک کہ آپ نے اپنی کھانے کی مجلسوں تک کو اصلاح

اُمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ ہر واقفِ حال شخص آپ کی حفاظتِ ایمان کی کوشش کو بہتر طور پر جانتا اور سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے اسی جذبے کے پیشِ نظر آپ دامت برکاتہم العالیہ نے اس نازک موضوع پر قلم اُٹھایا اور محنتِ شاقہ کے بعد کثیر کتابوں کے مواد کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی عادتِ مبارکہ کے مطابق نہایت آسان الفاظ و پیرایہ میں اس موضوع پر زیرِ نظر عظیم و ضخیم اور جمیل و جلیل کتاب تالیف فرمائی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر قلم اُٹھانا نہایت ہی دشوار اور کٹھن کام ہے مواد کی فراہمی، اُس کی صحت کا اِلتزام، اکابر بزرگانِ دین اور ائمہ دین کی تحقیقات سے مطابقت، تمام مواد کی تسہیل و تخریج پھر حتّی الامکان بار بار بکثرت علماء سے کتاب میں مذکور بیسیوں جزئیات پر مفصل کلام اور خط و کتابت کرنا کوئی آسان کام نہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اس کتاب کے لئے مواد اکٹھا کیا، اس کو ترتیب دینے کے بعد دعوتِ اسلامی کی مجلس اِفتاء کے مفتیانِ کرام کو تفتیش کیلئے بھیجا، مجلس اِفتاء نے باقاعدہ کئی ہفتوں تک کئی کئی گھنٹوں کی طویل نشستوں میں اس کتاب کے ایک ایک جزئیہ پر غور کیا، جس پر اِشکال تھا اصل کُتُب سے مراجعت اور بڑی بحث و تمحیص و غور و فکر کے بعد اس جزئیہ کو رکھنے یا نہ رکھنے پر اِتفاق کیا۔ نیز کثیر احکام کا جزئیات کی روشنی میں اِستخراج کیا، مختلف متعارض جزئیات کی تنقیح کے ساتھ ساتھ کسی کلمہ کے توہین آمیز ہونے یا نہ ہونے نیز موہم ہونے یا صریح ہونے پر بھی تفصیلی کلام کیا گیا۔ پھر کئی دفعہ بنفسِ نفیس امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی کی موجودگی میں پوری پوری رات اس کتاب کے جزئیات و احکامات کے متعلق بحث ہوتی رہی، بالآخر یہ گوہرِ نایاب گوہرِ مُراد تک پہنچا۔ مذکورہ طریقۂ کار سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا طویل سفر کیسے گزرا لیکن پھر بھی امیرِ اہلسنّت دامت

برکاتہم العالیہ کی طبیعت میں مایوسی اور ہمت ہارنا نام کو نہیں آیا بلکہ اہم کاموں کے متعلق غور کرکے، ہدف مقرر کرکے تن دہی کے ساتھ اس میں لگے رہے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کتاب کو امیر اہلسنّت مدظلہ العالی نے اس قدر جانفشانی اور احتیاط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ بلا مبالغہ اُردو زبان میں ایمانیات اور کفریات کے موضوع پر اس سے زیادہ جامع، مفید اور اہم کتاب آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ پھر اس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کُتُب کے مقابلہ میں اس کتاب میں بعض خصوصیات کے حوالے سے انفرادیت بھی ہے کہ اس کتاب میں امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے جزئیات جمع کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں بولے جانے والے کفریہ جملے اور کفریہ افعال اور گانوں کے کفریہ اشعار کی نشاندہی بھی فرمائی اور ان کو علماء کرام کے جزئیات کی روشنی میں مدلل بھی فرمایا اور جہاں ممکن ہوا وہاں اس جملے کے کفریہ ہونے کی علت بھی بیان فرمائی، ساتھ ہی ساتھ اس کتاب میں جابجا اصلاح کے مدنی پھول، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین کے اقوال وواقعات اور شرعی احکام بھی پیش فرمائے تاکہ اس کتاب کا پڑھنے والا اُکتاہٹ کا شکار بھی نہ ہو اور احکامِ شرعیہ اور اصلاح کے مدنی پھولوں سے استفادہ بھی کرسکے۔

مجلس اِفتاء (دعوتِ اسلامی) کے تمام مفتیانِ کرام کو اس بات کا اقرار ہے کہ ہم نے اس کتاب کا کئی بار بغور مطالعہ کیا ہے اور اپنی معلومات کی حد تک اسے شرعی غلطیوں سے مبرّا پایا ہے۔ مجلس اِفتاء نے اس کتاب پر جو کام کیا اس کے نتیجے میں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب رسم الافتاء کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے اس میں

موجود تمام تر احکام اصول تکفیر کے تمام تر لوازمات اور ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے نیز فقہاء اور متکلمین کے مذہب کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کیے گئے ہیں۔اس کتاب میں اس بات کا بطورِ خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کُتُبِ فقہ میں جو فُقَہاء کے مذہب کی رِعایت کرتے ہوئے **لزوم** پر بھی تکفیر کی جاتی ہے جبکہ متکلمین کے نزدیک صرف **اِلتزام** پر تکفیر ہوتی ہے تو ایسا اُسلوب اِختیار کیا جائے کہ اَحکام متکلمین کے مذہب ہی پر بیان کئے جائیں اور فُقَہاء کی عبارات اس انداز سے پیش کی جائیں جس سے جُزئیہ کے اِنطباق میں پیچیدگی نہ ہو، البتّہ کہیں کہیں صرف مذہبِ فُقَہاء ہی بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ امیر اہلسنّت مدظلہ العالی کو پوری اُمت کی طرف سے دُنیا وآخرت میں عظیم سے عظیم تر جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ نے اُمتِ مُسلِمہ کو جو عظیم تُحفہ عطا فرمایا ہے اس کا بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔آپ کے علم وعمل اور عمر و عافیت میں مزید بَرَکتیں پیدا فرمائے۔آپ کے فیض کو عام سے عام تر فرمائے اور آپ کے صدقے ہمیں اِخلاص اور خدمتِ دِین کا جذبہ عطا فرمائے اور اِس کتاب کا نفع پُوری دُنیا میں عام فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم

(1) محمد ہاشم

(2) خفیف لہنا السلامی

(3) محمد فیض الرسول عطاری

(4) ابو محمد علی اصغر العطاری المدنی

(3) تقریظ جلیل

عالم نبیل فاضل جلیل استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعظم صاحب قبلہ مدظلہ العالی

(مفتی رضوی دار الافتاء بریلی شریف یوپی ہند)

اس کتاب میں ایمان و توحید و کفر و شرک کی تعریفات، کافر و مرتد کی تعریف و احکام کفر التزامی و کفر لزومی کی تعریف و احکام وغیرہا بہت سارے اہم مسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ کئی سو اقوال کفریہ اور چند افعال کفریہ کا بیان ہے سوال و جواب کی شکل میں اکثر بلکہ سب احکام فقہ حنفی کی مستند و معتمد کتب فقہ و فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ بہار شریعت و درمختار و رد المحتار و فتاویٰ عالمگیری وغیرہا کتب کے حوالوں سے بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ کتاب نہایت مستند و معتمد ہو کر عوام و خواص علماء دین و مفتیان شرع متین طلبہ و مدرسین سب کے لیے ایک بہت مفید علمی خزانہ ہے۔ بڑی محنت و مشقت کافی و طویل جد و جہد جاں کاہ مطالعہ کے بعد کئی سو اقوال کفریہ کو جمع کرکے ان کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔

شاید اب تک اردو زبان میں اس موضوع پر ایسی اتنی ضخیم و فہیم کتاب کی ترتیب و تالیف نہیں کی گئی، مولیٰ تعالیٰ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی امیر دعوت اسلامی اور ان کے رفقاء کار علماء کرام و مفتیان عظام کو اس عظیم شاہکار پر دونوں جہاں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقیر نے اول سے آخر تک اس کتاب کا مطالعہ کیا صحیح و درست و مطابق مسائل پر مشتمل پایا۔ مولائے کریم اس کتاب مستطاب کو مقبول خاص و عام اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ تام بنائے، اور اہل ایمان کو اس کے مطالعہ کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیم

مؤلف موصوف اور ان کے معاونین اس عظیم دینی کارنامہ انجام دینے پر

فقیر کی طرف سے اور فقیر کے تلامذہ و معتقدین و محبین و دارالعلوم مظہرِ اسلام کے مُدَرِّسین کی طرف سے بھی مُبارک باد صد مبارک تہنیتی کلمات قبول فرمائیں۔

محمد اعظم غفرلہ

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

(4) تقریظ جلیل

عالم نبیل، فاضلِ جلیل اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی دامت برکاتہم العالیہ

(رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، ہند)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِوَلِيِّهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ

بقدرِ حاجت علمِ دِین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر **فرض** ہے۔ حدیث میں اِرشاد ہے: طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِيۡضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسۡلِمٍ (مشکوٰۃ ص ۳۴)

طہارت، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ عبادات کے مسائل سیکھنا **فرضِ عین** ہے، لیکن عقائد کے وہ بنیادی مسائل جن کے اِعتقاد سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور اِنکار سے کافر یا گمراہ ہوجاتا ہے، اِن مسائل کا سیکھنا عبادات کے مسائل سے **اَہم** اور **فرضِ عین** ہے۔ درمختار میں ہے: **واعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین** ۔ ردالمحتار میں ہے: **وفی تبیین المحارم لا شک فی فرضیة العلم الفرائض الخمس...... وعلم الالفاظ المحرمة أو المکفرة ولعمری ھذا من اھم المھمات فی ھٰذا الزمان لانک تسمع کثیراً من العوام یتکلمون بما یکفر وھم عنھا غافلون۔** (مقدمہ ردالمحتار، جلد اوّل، ص ۲۹)

بَہُت سے ایسے اِنسان ہیں جو اپنی جہالت کے سبب ایسے اقوال بک دیتے ہیں یا ایسے اَفعال کا اِرتکاب کر بیٹھتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہوجاتے ہیں،

اور انہیں اس کا اِحساس تک بھی نہیں ہوتا۔ اس لیے اُردو زبان میں ایک ایسی عام فہم کتاب کی ضرورت تھی جس میں ان اَقوال و اَفعال کا تفصیلی بیان ہو جو اِیمان و عقیدے کے خلاف ہیں، مگر یہ سعادت حضرت امیرِ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی مدظلہ النورانی کے حصّے میں لکھی تھی۔ موصوف نے اس موضوع پر 41 ابواب اور 675 صفحات پر مشتمل سُوال و جواب کے انداز میں ایک کتاب تحریر فرمائی جس کا نام **''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب''** ہے۔ اس کتاب کو **میں** نے اَز اوّل تا آخر بغور مُطالعہ کیا ہے، میری معلومات کے مطابق اِس موضوع پر اِتنے **کثیر اَقوال واَفعالِ کفریہ** پر مشتمل کوئی اور کتاب مَعرضِ وُجود میں نہیں آئی۔

یہ کتاب مُستَنَد و مُعتَمَد کتابوں سے ماخوذ ہے، اس میں مذکور سب اَحکام **صحیح و دُرُست** ہیں۔ اگر یہ کتاب **مسلم اسکولوں اور کالجوں** میں داخلِ نصاب کر لی جائے تو دُنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان اس کتاب کے مُطالَعہ سے گمراہی و کفریات سے بچ سکتے ہیں، یہ کتاب صرف عوام ہی کے لیے مُفید نہیں بلکہ علمائے کرام حتّٰی کہ موجودہ دور کے مفتیانِ عام کے لیے بھی اعلیٰ درجے کی مُفید ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ عزوجل حضرت امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی کو اِسلام اور سُنّیت کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے، اِن کے ظِلّ ہمایوں کو دراز سے دراز تر فرمائے اور ان کا فیض عام کرے اور اس کتاب کو مقبولِ انام بنائے اور اِسے ہدایت کا ذریعہ کرے اور اس تصنیف میں ان کے شرکائے کار کو بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوٰۃ والتسلیم

محمد نسیم مصباحی

خادم الافتاء والتدریس

جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

١٤ر جمادی الآخرہ ١٤٣٠ھ دوشنبہ مبارکہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کُفرِیَّہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب

شیطٰن اِس اَہم تَرین کتاب کو مکمّل پڑھنے سے روکنے کی بھر پور کوشِش کریگا مگر آپ اِس کا وار ناکام بنا دیجئے، اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایمان کی حفاظت کی مَدَنی سوچ کا وہ انمول خزانہ ہاتھ آئے گا کہ شیطان سر پیٹ کر رہ جائیگا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نَماز کے بعد حمد و ثنا اور دُرُود **شریف** پڑھنے والے سے فرمایا: ''دُعا مانگ، قَبول کی جائے گی، سُوال کر، دیا جائے گا۔'' (سُنَنُ النَّسائی ص ۲۲۰ حدیث ۲۲۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ایمان پر موت کی کسی کے پاس ضَمانت نہیں

اللّٰہُ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے کروڑہا کروڑ اِحسان کہ اُس نے ہمیں

انسان بنایا، **مسلمان** کیا اور اپنے **حبیبِ مکرَّم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دامنِ کرم ہمارے ہاتھوں میں دیا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم **مسلمان** ہیں مگر ہم میں سے کسی کے پاس اِس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ وہ مرتے دم تک **مسلمان** ہی رہے گا۔ جس طرح بے شُمار کُفّار خوش قسمتی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اُسی طرح **مُتَعَدِّد** بدنصیب مسلمانوں کا **مَعاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ** ایمان سے مُنْحَرِف (مُن۔حَ۔رِف) ہو جانا (یعنی پھر جانا) بھی ثابت ہے۔ اور جو ایمان سے پھر کر یعنی **مُرتَد** ہو کر مریگا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا۔ چُنانچہ پارہ 2 **سُورَۃُ الْبَقَرہ** آیت نمبر 217 میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے، پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کِیا اَکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں، اور وہ دوزخ والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

ایماں پہ ربِّ رحمت عزوجل، دیدے تو استقامت
دیتا ہوں واسطہ میں تجھ کو ترے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا

نہ جانے ہمارا خاتمہ کیسا ہو!

ایک طویل حدیث پاک میں ہے نبیِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: اولادِ آدم مختلف طبقات پر پیدا کی گئی ان میں سے **بعض مومن** پیدا ہوئے **حالتِ ایمان** پر زندہ رہے اور **مومن** ہی مریں گے، **بعض کافر** پیدا ہوئے **حالتِ کفر** پر زندہ رہے اور **کافر** ہی مریں گے جبکہ **بعض مومن** پیدا ہوئے **مومنانہ زندگی** گزاری اور **حالتِ کفر** پر رخصت ہوئے **بعض کافر** پیدا ہوئے، **کافر** زندہ رہے اور **مومن** ہو کر مریں گے۔ (سُنَنُ التِّرمِذی ج ۴ ص ۸۱ حدیث ۲۱۹۸)

شیطان عزیزوں کے روپ میں ایمان چھیننے آئے گا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا میں آنے کو تو ہم آ گئے مگر اب دنیا سے **ایمان** کو سلامت لے جانے کیلئے سخت دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرنا ہوگا اور پھر بھی کچھ نہیں معلوم کہ خاتمہ کیسا ہوگا!

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

آہ! آہ! آہ! موت کے وقت ایمان چھیننے کیلئے شیطان طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کریگا حتّٰی کہ ماں باپ کا رُوپ دھار کر بھی **ایمان** پر ڈاکے ڈالے گا اور یہود و نصاریٰ کو دُرُست قرار دینے کی مذموم سعی کرے گا۔ یقیناً وہ ایسا نازک موقع ہوگا کہ بس جس پر **اللّٰہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم و احسان ہوگا وُہی کامیاب و کامران ہوگا اور اُسی کا **ایمان** سلامت رہے گا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 9 صفحہ 83 پر فرماتے ہیں کہ امام ابنِ الحاج مکّی (المالکی) قُدِّسَ سِرُّہٗ **"مدخل"** میں فرماتے ہیں کہ دمِ نَزع دو شیطان، آدمی کے دونوں پہلو پر آکر بیٹھتے ہیں ایک اُس کے **باپ** کی شکل بن کر دوسرا **ماں** کی۔ ایک کہتا ہے: وہ شخص یہودی ہوکر مرا تُو (بھی) یہودی ہو جا کہ یہود وہاں بڑے چَین سے ہیں۔ دوسرا کہتا ہے: وہ شخص نصرانی (یعنی کرسچین) ہوکر دنیا سے گیا تُو (بھی) نصرانی (کرسچین) ہو جا کہ نصاریٰ (کرسچین) وہاں بڑے آرام سے ہیں۔ (المدخل لابن الحاج ج ۳ ص ص ۱۸۱)

واقعی معاملہ بڑا نازک ہے بربادیٔ ایمان کے خوف سے خائفین کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔

فکرِ معاش بد بلا ہولِ معاد جانگزا

لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں (حدائقِ بخشش شریف)

پیدا نہ ہونے والا قابلِ رشک ہے

حدیثِ مبارک میں کثرتِ امت کی ترغیب دلائی گئی ہے اور ہمارے پیارے آقا **مصطفےٰ جانِ رحمت** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بروزِ قیامت اپنی امت کے کثیر ہونے پر خوش ہوں گے اور دیگر امتوں پر فخر کریں گے لہٰذا اولاد کے حصول کی خواہش میں دنیا وآخرت کی بھلائی پانے کے لئے اچھی اچھی نیتیں کرنی چاہئیں لیکن آج دنیا میں جو بے اولاد ہوتا ہے وہ عموماً خوب دل جلاتا ہے اور بچہ پانے کیلئے نہ جانے کیسے کیسے جتن کرتا ہے اگر اس کا مطمحِ نظر (یعنی مقصدِ اصلی) فقط گھر کی زینت اور دنیا کی راحت ہے حصولِ اولاد سے مقصودِ آخرت کی منفعت کی کوئی اچھی نیت نہیں، تو ایسا بے اولاد آدمی بالواسطہ طور پر گویا ”کسی“ کے دنیا میں

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

پیدا ہونے اور پھر بہت بڑے امتحان میں مبتلا ہونے کی آرزو کر رہا ہے! میری یہ بات شاید وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو "بُرے خاتمے کے خوف" میں مبتلا ہو۔ ایک خائف بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے فرمان کا خُلاصہ ہے: **"مجھے بڑے سے بڑے نیک بندے پر بھی رشک نہیں آتا، جو کہ قیامت کی ہولناکیوں کا مُشاہَدہ کرے گا، مجھے صرف اُس پر رشک آتا ہے جو "کچھ بھی" نہ ہو۔** (یعنی پیدا ہی نہ ہو) (حِلیَۃُ الاولیاء ج ۸ ص ۹۳ رقم ۱۱۴۷۰ مُلَخَّصاً) امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا **فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے **غلبۂ خوف** کے وقت فرمایا: **کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا!** (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۳ ص ۲۷۴) **اللّٰہ رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاش! کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا ‎ ‎ ‎ ‎ قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے ‎ ‎ ‎ ‎ کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

قابلِ رشک وُہی ہے جو قَبر کے اندر مومِن ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا میں جیتے جی مومِن ہونا یقیناً باعِثِ سعادت ہے مگر یہ سعادت حقیقت میں اُسی صورت میں سعادت ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وَقت ایمان سلامت رہے۔ **خدا کی قسم! قابلِ رشک وُہی ہے جو قَبر کے اندر بھی مومِن ہے۔** جی ہاں جو دُنیا سے ایمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہوا وُہی حقیقی معنوں میں کامیاب اور جو جنّت کو پالے وُہی بامُراد ہے۔ چُنانچِہ پارہ 4 سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 185 میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۱۸۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنّت میں داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہونچا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

میرا نازُک بدن جہنّم سے — بہرِ غوث و رضا (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما) بچا یا ربّ (عزوجل)

کر جوارِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) جنّت میں — اپنے عطّار کو عطا یا ربّ (عزوجل)

بُری صحبت ایمان کیلئے خطرناک ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بُری صُحبت ایمان کیلئے بَہُت خطرناک

ہے! **افسوس!** صد کروڑ افسوس! اس کے باوجود ہم بُرے دوستوں سے باز نہیں آتے، گپ شپ کی بیٹھکوں سے خود کو نہیں بچاتے، مذاق مسخریوں، اور غیر سنجیدہ حرکتوں کی عادتوں سے پیچھا نہیں چھڑواتے۔ **آہ!** بُری صحبت کی نحوست ایسی چھائی ہے کہ لمحہ بھر کیلئے بھی تنہائی میں یادِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ **ایمان کی حفاظت** کی اگرچہ چاہت ہے تاہم اس کیلئے بُرے دوست چھوڑنے بلکہ کسی قسم کی قربانی دینے کی ہمت نہیں۔ **یاد رکھئے!** بُرا دوست ایمان کیلئے باعثِ نقصان ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، یہ دیکھنا چاہئے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔'' **(مسند امام احمد ج ۳ ص ۱۶۸، ۱۶۹ حدیث ۸۰۳۴)** **مفسّرِ شہیر** حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی کسی سے دوستی کرنے سے پہلے اسے جانچ لو کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) **رسول** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا مطیع (یعنی فرمانبردار) ہے یا نہیں

رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (ترجَمۂ کنزالایمان : اور سچوں کے ساتھ ہو (پ ۱۱، التوبۃ:۱۱۹)) صُوفیاء فرماتے ہیں کہ انسانی طبیعت میں اخذ یعنی لے لینے کی خاصیّت ہے۔ حَریص کی صحبت سے حرص، زاہد کی صُحبت سے زُہد وتقوٰی ملے گا۔ خیال رہے کہ خُلّت دلی دوستی کو کہتے ہیں جس سے مَحَبَّت دل میں داخِل ہوجاوے۔ یہ ذکر دوستی ومَحَبَّت کا ہے کسی فاسِق وفاجِر کو اپنے پاس بٹھا کر مُتَّقی بنا دینا تبلیغ ہے۔ حُضُورِ انور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے گنہگاروں کو اپنے پاس بلا کر مُتَّقِیوں (یعنی پرہیز گاروں) کا سردار بنا دیا۔ (مراۃ المناجیح ج ٦ ص ٥٩٩)

آپ کے قدموں میں گر کر موت کی یا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم
آرزو کب آئیگی بر بے کس و مجبور کی

ایمان کی حفاظت کیلئے الگ تھلگ رہنے والا

ایک شخص سب سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا **ابودرداء** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس تشریف لا کر جب اِس کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا: ''میرے دل میں یہ خوف بیٹھ گیا ہے کہ

کہیں ایسا نہ ہو میرا ایمان چھن جائے اور مجھے اِس کی خبر تک نہ ہو" (فیض القدیر ج ۱ ص ۴۶۸ مُلَخَّصاً) **اللہ** رَبُّ العزّت عزوجل کی اُن پر **رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو ۔۔۔ پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانے پہ ترے سر ہو اَجل آئی ہو ۔۔۔ اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

ایمان لوٹنے کیلئے چھینا جھپٹی!

آہ! نہ جانے ہمارا کیا بنے گا! **موت** لمحہ بہ لمحہ قریب آرہی ہے قبر کی منزل کی جانب برابر آگے کوچ جاری ہے۔ تصوّر کیجئے کہ ہم گویا بڑی احتیاط کے ساتھ **ایمان** کو حفاظت سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں، **ایک طرف** نفسِ اَمّارہ ایمان پر جھپٹ رہا ہے تو **دوسری طرف** شیطان پے درپے بدل بدل کر وار کررہا ہے **تیسری طرف** بدمذہب **ایمان** پر ڈاکہ ڈالنے میں مصروف ہیں **چوتھی طرف** سے دنیا کی بے جا محبت ایمان کے درپے

ہے! یعنی یوں سمجھئے کہ کوئی **ہاتھ** مروڑ رہا ہے کوئی **ٹانگ** کھینچ رہا ہے کوئی **مُکّے** رسید کر رہا ہے کوئی **لاتیں** اُچھال رہا ہے ہر ایک پورا زور لگا رہا ہے کہ کسی طرح ہم سے **ایمان** چھین لے آہ! اِس حالت میں **ایمان** کی دولت کو سلامت لیکر قبر میں کیسے داخِل ہوں!

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم)

محبوبِ خدا سر پہ اَجَل آ کے کھڑی ہے
شیطان سے مکّار کا ایمان بچا لو

سَلبِ ایمان کی فکر میں شب بھر گریہ وزاری

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو!** اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام ایمان چِھن جانے کے خوف سے لرزاں و ترساں رہا کرتے تھے چُنانچِہ **حضرتِ سیِّدُنا یوسُف بن اَسباط** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دَفعہ (رات کے وقت) **حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضِر ہوا۔ **آپ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **ساری رات روتے رہے۔** میں نے دریافت کیا: کیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گناہوں کے خوف سے رو رہے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک **تنکا** اٹھایا اور فرمایا کہ گناہ تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اِس تِنکے سے بھی کم

فرمانِ مصطفٰے: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدبودار مُردار سے اٹھے۔

حیثیت رکھتے ہیں **مجھے تو اس بات کا خوف ہے کہ کہیں ایمان کی دولت نہ چھن جائے**۔ (منہاج العابدین ص۱۲) **اللہ** رَبُّ العزّت عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم

مسلماں ہے عطّار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی

صُبح مُؤمِن تو شام کو کافِر

حضرتِ سیِّدُنا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم، سراپا جُود و کَرَم، مُحسِنِ اعظم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا ارشادِ مُعَظَّم ہے: "ان فتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے میں جلدی کرو جو تاریک رات کے حصّوں کی طرح ہوں گے **ایک آدمی صُبح کو مؤمن ہوگا اور شام کو کافِر ہوگا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صُبح کافِر ہوگا**۔ نیز اپنے دین کو دُنیاوی ساز و سامان کے بدلے فروخت کر دے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

گا۔" (صحیح مُسلم حدیث ۱۱۸ ص ۷۳)

ہیں غلام آپ کے جتنے کرو دور ان سے تم

بُری موت سے بچانا مدنی مدینے والے

ایمان پر موت ملتی ہو تو آج اور ابھی آجائے!

آہ! آہ! آہ! دل پر بھی تو قابو نہیں، یہ بھی کبھی تولہ ہے تو کبھی ماشہ۔ ابھی جذبات کچھ ہیں تو چند لمحات کے بعد کچھ ہوں گے۔ **کاش!** ایمان کی حفاظت کے جذبے پر استقامت ملتی۔ **صد کروڑ کاش!** عافیت کے ساتھ ایمان پر موت کی تڑپ کو دنیا میں آسان زندگی گزارنے کے ارمان پر سبقت حاصل ہو جاتی۔ حُجَّۃُ الاِسلام حضرت سیِّدُنا امام **محمد بن محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی سے منقول کردہ ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کا خلاصہ ہے: اگر **ایمان پر موت** میرے لئے کمرۂ خاص کے دروازے پر مل رہی ہو اور **شہادت** عمارت کے صدر دروازہ (MAIN ENTRANCE) پر منتظر ہو تو شہادت اگرچہ اعلیٰ درجے کی سعادت ہے مگر میں کمرہ کے دروازے پر ملنے والی ایمان پر موت کو فوراً قبول کرلوں گا کہ کیا

معلوم عمارت کے صدر دروازے تک پہنچتے پہنچتے میرا دل بدل جائے اور میں **ایمان پر** **ملنے والی موت** کے شرف سے ہی محروم ہوجاؤں! (اِحیاءُ العلوم ج ٤ ص ١١ ٢ مُلَخّصاً)

مریضِ محبت کا دم ہے لبوں پر

سرہانے اب آجاؤ شاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

دل میں کبھی ایمان تو کبھی نِفاق

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو!** دل کو ''قلب'' اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ جب دیکھو مُنقلِب (یعنی اُلٹ پلٹ) ہوجاتا یعنی بار بار بدلتا رہتا ہے۔ رات کو دل میں آتا ہے کہ کل سے خوب عبادتیں اور ریاضتیں کروں گا مگر صبح کو یہی دل بدل کر گناہوں کے ذوق دل میں ڈال دیتا ہے۔ کبھی دل پر **خوفِ خدا** سے کپکپی طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں تو کبھی گناہوں کی ایسی ضد چڑھ جاتی ہے کہ الامان والحفیظ۔ **حضرت سیِّدُنا حُذیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مُنافقین اور اسبابِ نِفاق کے علم کے ماہر تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: دل پر کبھی تو ایسی گھڑی آتی ہے کہ وہ **ایمان** سے بھر

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود پڑھو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے۔

جاتا ہے حتّٰی کہ اس میں سوئی کی نوک جتنی بھی **نِفاق** کے لیے گنجائش باقی نہیں رہتی اور کبھی اس پر ایسی گھڑی وارد ہوتی ہے کہ وہ **مُنافَقت** سے پُر ہو جاتا ہے اور اس میں سوئی کی نوک جتنی جگہ بھی **ایمان** کے لیے باقی نہیں بچتی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۲۱ مُلخصاً) **اللہُ رَبُّ الْعِزَّت عزّوجلّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

مرا دل ہو میرے کب جاناں سے یا رب عزّوجلّ بچا لے مجھے حرص و عصیاں سے یا رب عزّوجلّ
میں دنیا سے جس دم چلوں جاں سے یا رب عزّوجلّ نہ خالی ہو دل میرا ایماں سے یا رب عزّوجلّ

جھوٹی خوشامد سے بچتے رہنا چاہیے!

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: **نِفاق** کہ زبان سے دعویٰ اسلام کرنا اور دل میں اسلام سے انکار یہ بھی **خالص کفر** ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لیے جہنّم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ

اِس صفت کے اِس نام کے ساتھ مشہور ہوئے کہ ان کے کفرِ باطنی پر قرآن ناطِق ہوا، نیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور فرما دیا کہ یہ **مُنافِق** ہے اب اِس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت، قطع کے ساتھ (یعنی یقینی طور پر) **مُنافِق** نہیں کہا جاسکتا، کہ ہمارے سامنے جو دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے، جب تک اس سے وہ قول یا فعل جو مُنافیِ ایمان (یعنی ایمان کے خلاف) ہے نہ صادِر ہو۔ **(بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۱۸۲)**

مُنافَقت کی دوسری قسم **نِفاقِ عملی** ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کام کرے جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ہو مُنافقین کے کرتوت ہوں جیسا کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، نبیِ مُحتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ عظیم ہے: مُنافِق کی تین نشانیاں ہیں ﴿۱﴾ جب بات کرے تو جھوٹ بولے ﴿۲﴾ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور ﴿۳﴾ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(صحیح البخاری ج۱ ص ۲۴ حدیث ۳۳)

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالٰی اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! موت کسی بھی لمحے آسکتی ہے اور یہ کس قدر تشویش کی بات ہے کہ اگر موت اس لمحے آتی جس لمحے دل **ایمان** سے خالی اور **نفاق** سے بھرپور ہوا تو ذرا سوچئے تو سہی ہمارا کیا ہوگا **افسوس!** اکثر ہمارا حال یہ ہوتا ہے کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ، دل کے اندر مخاطب (یعنی جس سے بات کی جائے اُس) کے بارے میں بغض کے بچھو بھرے ہوتے ہیں مگر اس کے سامنے خوشامدانہ انداز میں اس کی تعریف کے پُل باندھتے چلے جاتے ہیں یقیناً یہ عملی منافقت ہے جو کہ **اللہ** ربُّ العزت عزوجل کی ناراضگی کی صورت میں ایمان کیلئے سخت نقصان دِہ ثابت ہوسکتی ہے۔ چنانچہ **حضرت** سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرمان کا خلاصہ ہے: بعض اوقات ایک شخص جب گھر سے نکلتا ہے تو **دیندار** ہوتا ہے مگر جب گھر لوٹتا ہے تو **دیندار** نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ملنے جلنے والوں کی خواہ مخواہ تعریفیں کرتا ہے حالانکہ جس کی تعریف کر رہا ہے وہ شخص مذمّت کا مستحق ہوتا ہے مگر اس (تعریف کرنے والے) شخص کی زبان اور دل میں اختلاف ہوتا

ہے۔ (قرۃ القلوب ج۱ ص ۱۷۶ ملتقطاً)

خوشامد کے عادیوں کیلئے بس عبرت ہی عبرت ہے، سچ ہی ہے کہ زیادہ بولنے میں پھنستا ہی پھنستا ہے۔ یا ربِّ مصطفےٰ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمیں اِخلاص کی دولت اور زبان کے قفلِ مدینہ کی نعمت سے نواز دے۔

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

جس کو بربادیٔ ایمان کا خوف نہ ہو گا.....

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **کاش!** ایمان کی سلامتی کی مَدَنی سوچ نصیب ہو جائے **صد کروڑ کاش!** ہر وقت بُرے خاتمے کے خوف سے دل گھبراتا رہے، دن میں بار بار توبہ و استغفار کا سلسلہ رہے۔ **اللہ** غفّار عزوجل کے دربارِ کرم بار سے **ایمان کی حفاظت** کی بھیک مانگنے کی رٹ جاری رہے۔ تشویش اور سخت تشویش کی بات یہ ہے کہ جس طرح دُنیوی دولت کی حفاظت کے

مُعامَلے میں غفلت اُس کے ضِیاع (یعنی ضائع ہونے) کا سبب بن سکتی ہے اِسی طرح بلکہ اِس سے بھی زیادہ سخت مُعامَلہ **ایمان** کا ہے۔ چُنانچِہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب، **"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت"** صَفْحَہ 495 پر میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کا ارشاد ہے: عُلمائے کرام فرماتے ہیں: "جس کو سَلبِ ایمان کا **خوف نہ ہو نَزْع** کے وقت اُس کا ایمان سَلب ہو جانے کا شدید خطرہ ہے۔"

زندگی اور موت کی ہے یا الٰہی کشمکش
جاں چلے تیری رِضا پر بےکس و مجبور کی

ایک "غَلَط لفظ" بھی جہنَّم میں جھونک سکتا ھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اچّھی صحبتیں کمیاب (کم یاب) ہو گئیں! زَبان کی عدمِ حفاظت کا دَور دَورہ ہو گیا! ہماری اکثریَّت کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ جو منہ میں آیا بک دیا! افسوس! **اللہ** عزوجل کی خوشی اور ناخوشی کا احساس کم ہو گیا۔ زَبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اَہَمِّیَّت (اَ۔ہَم۔مِی۔یَت) کے تعلُّق سے ایک عبرت انگیز حدیثِ پاک

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درودِ پاک پڑھے ہوں گے۔

ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صاحبِ معطر پسینہ باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بات کہتا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا (یعنی بعض باتیں انسان کے نزدیک نہایت معمولی ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ اس (بات) کی وجہ سے اس کے بہت سے درجے بلند کرتا ہے اور کبھی اللہ پاک کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور اس کا خیال بھی نہیں کرتا اس (بات) کی وجہ سے جہنم میں گرتا ہے۔ (بخاری ج ۴ ص ۲٤۱ حدیث ٦٤٧٨) اور ایک روایت میں ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان میں جو فاصلہ ہے اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر جہنم میں گرتا ہے۔

(مسلم ص ۱۵۹۸ حدیث ۲۹۸۸)

بک بک کی عادت نہ جہنم میں گرادے
اللہ زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ

ہاتھ میں آگ کی چنگاری

آج کل حالات نا گفتہ بہ ہیں دنیا کی محبت اکثر کے دل پر

غالب ہے **ایمان کی حفاظت** کا ذہن کم ہو گیا! **ایمان** بچانا بھی ضروری ہے مگر اِس کیلئے کوشش کرنے کا کوئی خاص جذبہ نہیں، **ایمان** کو سنبھالنا اور احکامِ اسلام کی پیروی کرنا نفس بدکار پر ایک اَمرِ دشوار ہے۔ **میرے آقا** نامدارِ مدینے کے تاجدار ، نبیوں کے سَرور، سرکارِ والا تَبار، ہم غریبوں کے غمگسار، شفیعِ روزِ شُمار، محبوبِ پروردگار جنابِ احمدِ مختار عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اُس وقت لوگوں کے درمیان اپنے **دین پر صبر** کرنے والا، **آگ کی چنگاری** پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔''

(سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۱۵، حدیث ۲۲۶۷)

گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی ❖ مرا حشر میں ہو گا کیا یا الٰہی
بنا دے مجھے نیک ، نیکوں کا صدقہ ❖ گناہوں سے ہر دم بچا یا الٰہی

(عزّوجلّ)

سنّت کا ترک کہیں کفر تک نہ پہنچا دے!

حضرتِ سیِّدُنا ابو محمد سَہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: خوف کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے بارے میں **اللہ** عزّوجلّ کے علم

اَزَلی کے تعلّق سے ڈرتا رہے (کہ نہ جانے میرے بارے میں کیا طے ہے، آیا اچھا خاتمہ یا کہ بُرا خاتمہ!) اور اِس بات سے بھی خوفزدہ رہے کہ کہیں کوئی کام **خلافِ سنّت** (یعنی سنّت کو مٹانے والی بُری بدعت کا ارتکاب) نہ کر بیٹھے جس کی نحوست اُسے **کفر** تک پہنچا دے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۱۶۲)

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ عزوجل ‌ عُقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ عزوجل

بیٹھوں جو درِ پاکِ پیمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حُضور ‌ ایمان پہ اُس وقت اُٹھانا مولیٰ عزوجل

گناہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے

آہ! گناہوں کا سلسلہ رُکنے کا نام نہیں لیتا، مَعصِیَت کی مصیبت جان نہیں چھوڑتی، **افسوس!** گناہوں کی عادت نے کچھ ایسا ڈھیٹ بنا چھوڑا ہے کہ گناہ کرنے سے دل بھی قطعاً نہیں لرزتا، **ہائے! ہائے!** گناہوں کی کثرت کی نحوست کہیں بربادیٔ ایمان کا سبب نہ بن جائے! گناہوں کے عادیوں کو خبردار کرتے ہوئے حُجَّۃُ الاسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی **صالحین** رحمھم اللہ المُبین کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: ''بیشک گناہ کرنے سے

دل کالا ہو جاتا ہے اور دل کی سیاہی کی علامت و پہچان یہ ہے کہ گناہوں سے گھبراہٹ نہیں ہوتی، اطاعت کی سعادت نہیں ملتی اور نصیحت اثر نہیں کرتی۔ اے عزیز! تم کسی بھی گناہ کو معمولی مت سمجھو اور کبیرہ گناہوں پر اصرار کرنے کے باوجود اپنے آپ کو توبہ کرنے والا گمان نہ کرو۔" (منہاج العابدین ص ۳۵)

کر کے توبہ میں پھر گناہوں میں ہو ہی جاتا ہوں مبتلا یا ربّ عزّوجلّ
نیم جاں کر دیا گناہوں نے مرضِ عصیاں سے دے شفا یا ربّ عزّوجلّ

مرنے کے بعد نوجوان بوڑھا ہو گیا!!!

ہائے! ہمارا یہ نازک بدن تو نہ گرمی سہہ سکتا ہے نہ ہی سردی۔ اگر معاذ اللہ عزوجل ایمان برباد ہو گیا تو یہ عذابِ نار کیسے برداشت کر سکے گا! آہ! جہنم کی ہولناکیاں!! حضرتِ سیِّدُنا ہمام بن عثمان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں: **میرا ایک بیٹا جوانی کی حالت میں فوت ہو گیا۔** بعد از وفات میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ **بوڑھا** ہو چکا ہے میں نے پوچھا: **اے بیٹے!** تو بوڑھا کس طرح ہو گیا؟ تو اس نے جواب دیا: جب فلاں شخص مرنے کے بعد دنیا

سے ہمارے پاس پہنچا تو دوزخ نے اُسے دیکھ کرایک سانس لی جس کی وجہ سے ہم سب ایک پَل میں بوڑھے ہو گئے!

نَعُوْذُبِاللّٰہِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَذَابِ الْاَلِیْم ۔یعنی ہم اللہ عزّوجلّ جو کہ بڑامہربان ہے اُس کی پناہ مانگتے ہیں دردناک عذاب سے۔

(منہاج العابدین ص ۱٦۷)

گر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی ہائے! میں نارِ جہنّم میں جلوں گا یارب عزّوجلّ!

عَفو کر اور سدا کے لئے راضی ہوجا گر کرم کردے تو جنّت میں رہوں گا یارب عزّوجلّ!

جو مومِن ہے وہ خدا سے ڈرے

اللہ تبارَک وَتعالٰی پارہ4 سورۂ اٰلِ عِمران آیت نمبر175 میں ارشادفرماتا ہے:

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔ (پ ٤ اٰلِ عمران ۱۷۵)

کاش! خوفِ خدا نصیب ہو جائے

اے کاش! اِس آیتِ مقدّسہ کے صدقے غفلت کا پردہ چاک ہو جائے اور امّیدِ رحمت کے ساتھ ساتھ ہمیں صحیح معنوں میں **خوفِ**

فرمانِ مصطفےٰ [illegible]

خدا بھی میسر آجائے، دنیا کی بے ثباتی کا حقیقی معنوں میں احساس ہو جائے، کاش! کاش! بُرے خاتمے کا ڈر دل میں گھر کر جائے، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگیوں کا ہر دم دھڑکا لگا رہے، نزع کی سختیوں، موت کی تلخیوں، اپنے غسلِ میت و تجہیز و تدفین کی کیفیتوں، قبر کی اندھیریوں اور وحشتوں، منکر و نکیر کے سوالوں، قبر کے عذابوں، محشر کی گرمیوں اور گھبراہٹوں، پُل صراط کی دہشتوں، بارگاہِ الٰہی کی پیشیوں، میدانِ قیامت میں چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی پُرسشوں اور سب کے سامنے عیب کھلنے کی رسوائیوں، جہنم کی خوفناک چنگھاڑوں، دوزخ کی ہولناک سزاؤں اور اپنے نازوں کے پلے بدن کی نزاکتوں، جنت کی عظیم نعمتوں سے محرومیوں وغیرہ وغیرہ کا خوف ہمیں بے چین کرتا رہے اور اے **کاش!** یہ خوف ہمارے لئے ہدایت و رحمت کا ذریعہ بن جائے جیسا کہ پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 154 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: ہدایت اور رحمت ہے ان کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ (پ۹ الاعراف ۱۵٤)

زمانے کا ڈر میرے دل سے مٹا کر ۔۔۔ تو کر خوف اپنا عطا یا الٰہی عزوجل

ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ ۔۔۔ میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی عزوجل

خوفِ خدا سے کیا مراد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''**خوفِ خدا**'' سے مراد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر، اس کی بے نیازی، اُس کی ناراضگی، اس کی گرفت (پکڑ)، اس کی طرف سے دیئے جانے والے عذابوں اس کے غضب اور اس کے نتیجے میں ایمان کی بربادی وغیرہ سے خوف زدہ رہنے کا نام **خوفِ خدا** ہے۔ اے کاش! ہمیں حقیقی معنوں میں **خوفِ خدا** نصیب ہو جائے۔ آہ! آہ! آہ! ہم تو اپنے خاتمے کے بارے میں **اللہ قدیر** عَزَّوَجَلَّ کی **خُفیہ تدبیر** جانتے ہیں نہ کبھی جیتے جی جان سکیں گے۔ زبانِ رسالت سے **جنّت** کی بِشارت کی عظیم سعادت سے بہرہ مَند قَطعی جنّتی ہستیوں کے **خوفِ خدا** کی باتیں جب

پڑھتے سنتے ہیں تو اپنی غفلت پر واقِعی حسرت ہوتی ہے چُنانچِہ

پڑھئے اور گُڑھئے:

سات صَحابہ کے رِقّت انگیز کلِمات

﴿1﴾ امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا **ابوبکر صِدِّیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار پرندے کو دیکھ کر فرمایا: "**اے پرندے!** کاش! میں تمہاری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا" ﴿2﴾ امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے: "کاش! میں ایک **درخت** ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا" ﴿3﴾ امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا **عثمانِ غنی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: "میں اِس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے وفات کے بعد اُٹھایا نہ جائے" ﴿4،5﴾ حضرتِ سیِّدُنا **طلحہ** اور حضرتِ سیِّدُنا **زُبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: "کاش! ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے" ﴿6﴾ اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا **عائِشہ صِدِّیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: "کاش! میں نَسْیًا مَّنسِیًّا (یعنی کوئی بھولی بسری چیز) ہوتی" ﴿7﴾ حضرتِ سیِّدُنا **عبدُاللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے: کاش! "میں راکھ

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

ہوتا۔‘‘ (قُرۃُ العُیُون ج۱ ص ۴۵۹، ۴۶۰ مُلَخَّصاً) **اللہ رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

کاش! ایسا ہو جاتا خاک بن کے طیبہ کی مصطفےٰ کے قدموں سے میں لپٹ گیا ہوتا

پھول بن گیا ہوتا گلشنِ مدینہ کا کاش! ان کے صحرا کا خار بن گیا ہوتا

میں بجائے انساں کے کوئی پودا ہوتا یا نخل بن کے طیبہ کے باغ میں کھڑا ہوتا

گلشنِ مدینہ کا کاش! ہوتا میں سبزہ یا بطور تنکا ہی میں وہاں پڑا ہوتا

جاں کنی کی تکلیفیں ذبح سے ہیں بڑھ کر کاش! مُرغ بن کے طیبہ میں ذبح ہو گیا ہوتا

آہ! کثرتِ عصیاں ہائے! خوفِ دوزخ کا کاش! اِس جہاں کا میں نہ بشر بنا ہوتا

شور اُٹھا یہ محشر میں خُلد میں گیا عطار

گر نہ وہ بچاتے تو نار میں گیا ہوتا

عوامی بیٹھکوں سے دُور رہنے میں عافیت ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماحول بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے زبانوں کی لگامیں اکثر ڈھیلی ہو چکی ہیں، **سُنّی عُلَماء** کی صحبتوں سے

محروم، **مَدَنی ماحول** سے دُور، غیر سنجیدہ نوجوانوں بلکہ اسی طرح کے بک بک جھک جھک کرنے والے بُوڑھے بڑے بوڑھوں کی فُضول بیٹھکوں سے مَدَنی مُنّا بہت گھبراتا ہے کیوں کہ ایسی جگہوں پر زبانیں قینچیوں کی طرح چل رہی ہوتی ہیں، مَعاذَ اللہ بسا اوقات **کُفریہ کلمات** بھی بک دیئے جاتے ہیں۔ ایسی مجلسوں میں بربادیِٔ ایمان کا سخت خطرہ رہتا ہے۔ نیکی کی دعوت دینے یا کسی سخت حاجت پڑنے پر شَرعی اجازت ملنے پر بقدرِ ضَرورت شرکت کرنے کے علاوہ ایسی بیٹھکوں سے دُور رہنا بے حد ضَروری ہے۔

تُو دوزخ سے ہم کو بچا یا الٰہی (آمین) دے بَردوں میں رِضا یا الٰہی (آمین)
بُری صحبتوں سے بچا یا الٰہی (آمین) تُو کر دوست اچھے عطا یا الٰہی (آمین)
تُو ایمان پہ مجھ کو اُٹھا یا الٰہی (آمین)
جہنم سے کر دے رِہا یا الٰہی (آمین)

تشویش سخت تشویش کی بات یہ ہے کہ ضَروریاتِ دین میں سے کسی ضَروری کا انکار یا بھی جو فعل منافیٔ ایمان (یعنی ایمان کی ضد) ہے مَثَلاً بُت یا **چاند سورج کو سجدہ کرنا ایسا قطعی کُفر ہے کہ اس میں جہالت بھی عذر نہیں یعنی اس کا کُفر ہونا**

معلوم ہو یا نہ ہو دونوں ہی صورتوں میں کفر ہے۔ چنانچہ علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **عمدۃ القاری** میں ارشاد فرماتے ہیں: ”ہر اس انسان کی **تکفیر** کی جائے گی (یعنی اس کو کافر قرار دیا جائے گا) جو **صریح کلمۂ کفر** منہ سے نکالے یا پھر ایسا فعل کرے جو **کفر** کا باعث ہو اگرچہ وہ یہ جانتا نہ ہو کہ یہ کلمہ یا فعل **کفر** ہے۔“

(عمدۃ القاری ج۱ ص۴۰۲)

افسوس! کفریات کی معلومات نہیں

افسوس! ہماری غالب اکثریت کو **کُفریہ کلمات** کی کماحقہ معلومات بھی نہیں۔ ہر ایک کو اپنے بارے میں یہ خوف رکھنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے کوئی ایسا قول یا فعل صادر ہو جائے جس کے سبب **مَعاذَ اللہ** ایمان برباد ہو جائے اور کیا کرایا سب اکارت جائے، اور **مَعاذَ اللہ ثُمَّ مَعاذَ اللہ** **کفر** ہی پر دنیا سے سفر ہو جائے اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم مقدر ہو جائے۔

کُفریہ کلمات عام ہونے کے بعض اسباب

افسوس! صد کروڑ افسوس! آج کل فلموں ڈراموں، فلمی گانوں،

اخباری مضمونوں، جنسی و رومانی ناولوں، عشقیہ و فسقیہ فسانوں، بچوں کی بیہودہ کہانیوں، طرح طرح کے بے تکے منفت روزوں، حیا سوز ماہناموں اور مخرّبِ اخلاق ڈائجسٹوں اور مزاحیہ چٹکلوں کی کیسٹوں وغیرہ کے ذریعے **کفریہ کلمات** عام ہوتے جا رہے ہیں۔

کُفریہ کلمات کے مُتَعَلِّق عِلم سیکھنا فرض ہے

یاد رکھئے! **کُفریہ کلمات** کے مُتَعَلِّق علم حاصل کرنا **فرض** ہے چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد 23 صَفْحَہ 624 پر فرماتے ہیں: **مُحَرَّمَاتِ باطِنِیَّہ** (یعنی باطنی ممنوعات مَثَلاً) **تکبُّر و ریا و عُجب** (یعنی خود پسندی) **و حسد وغیرہا اور اُن کے مُعالَجات** (یعنی علاج) **کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے**(1) مزید صَفْحَہ 626 پر **فتاویٰ شامی** کے

---

(1) اِحیاءُ العلوم جلد ۳ میں مُتَعَدِّد باطنی امراض کا بیان کیا گیا ہے، اس کا بغور مطالعہ کرنا نیز مکتبۃ المدینہ سے جاری کردہ سنّتوں بھرے بیانات کی کیسٹیں سننا، مدنی رسائل پڑھنا اور دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا بھی ان فرض علوم کو سیکھنے کے ذرائع ہیں۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالٰی اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

حوالے سے فرماتے ہیں: **حرام اَلفاظ** اور **کُفریہ کلمات** کے **مُتَعَلِّق علم سیکھنا فرض ہے اِس زمانے میں یہ سب سے ضَروری اُمور ہیں۔** (رَدُّالمحتار ج۱ ص۱۰۷)

کُفرِیہ کلمات سے مُتَعَلِّق اَہَم ضابِطہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قول کا کفر ہونا اور بات اور قائل (یعنی کہنے والے) کو کافر مان لینا اور بات ہے۔ **کُفرِ لُزومی** (جسے کفرِ فقہی بھی کہتے ہیں) کے مُرتکب کو بھی اگرچہ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام **کافر** کہتے ہیں مگر **عُلَمائے مُتَکَلِّمِین** رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِین کفرِ لُزومی والے کی تکفیر نہیں کرتے۔ **کُفرِ اِلتِزامی** (کی تعریف) یہ (بیان کی گئی ہے) کہ **ضَروریاتِ دین** سے **کسی شے کا صَریحاً** (یعنی صاف صاف) **خِلاف کرے یہ قَطعاً اِجماعاً** (یعنی سب کے نزدیک) **کُفر ہے۔** عُلَمائے مُتَکَلِّمِین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِین کا طریقہ ہی زیادہ مُحتاط ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 15 میں **کُفرِیہ کلمات** پر **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہ

الاسلام کا قول کفر ذکر کرنے کے بعد آگے چل کر صفحہ 445 پر

فرماتے ہیں: ''اگرچہ ائمہ مُحَقِّقِین وعُلَمائے مُحْتاطِین انہیں **کافر**

نہ کہیں اور یہی صواب (یعنی صحیح) ہے **ھُوَ الْجَوَابُ وَبِہٖ یُفْتٰی**

وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی وَھُوَ الْمَذْھَبُ وَعَلَیْہِ الْاِعْتِمَادُ وَفِیْہِ السَّلَامَۃُ

وَفِیْہِ السَّدَادُ، یعنی ''یہی جواب ہے اسی کے ساتھ **فتویٰ** دیا جاتا

ہے، اسی پر **فتویٰ** ہے یہی مذہب ہے اسی پر اعتماد ہے اسی میں

سلامتی ہے اور یہی دُرُست ہے۔'' لہٰذا **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!**

اگر آپ کو کسی مسلمان کا قول یا فعل بظاہر **کفر** نظر آئے تب بھی

جذبات میں آکر محض اپنی اٹکل سے اُس کو **کافر** و **مُرتد** نہ ٹھہرائیں،

مُفتیانِ اہلسنّت کی خدمت میں رُجوع لائیں، وہ جس طرح

فرمائیں اُسی کو عملی جامہ پہنائیں۔

بغیر علم کے دینی بحثیں کرنے والو خبردار!

دین کے مُتَعَلِّق جوابات تحقیقی طور پر معلوم ہوں تو ہی بیان کرنی چاہئے،

زیادہ **عقل کے گھوڑے** دوڑانا ایمانیات کے معاملے میں انتہائی

خطرناک ہوتا ہے کہ ٹھوکر لگنے پر آدمی بسا اوقات **کفر بک** جاتا ہے

فرمانِ مصطفےٰ ﷺ: مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

گہری کھائی میں جا پڑتا ہے اور اُسے اِس بات کا پتا تک نہیں چلتا کہ اس کا **ایمان** برباد ہو چکا ہے! چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد 24 صفحہ 159 تا 160 پر فرماتے ہیں: امام حُجَّۃُ الاِسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارحِ جامع صغیر پھر سیدی عبدالغنی نابلسی **حدیقہ** میں فرماتے ہیں: ”کوئی آدمی بدکاری اور چوری کرے تو باوجود گناہ ہونے کے اس کے لئے یہ عمل اتنا مُہلک (ہلاکت خیز) اور تباہ کُن نہیں جتنا بلا تحقیق علم الٰہی کے بارے میں کلام کرنا مُہلک (یعنی ہلاک کرنے والا) ہے کیونکہ بلا تحقیق اور بغیر **پختگیِ علم** کے کہیں وہ **کفر** کا مرتکب ہو جائے گا اور اسے علم بھی نہیں ہوگا! اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیرنا جانے بغیر دریا کی موجوں اور لہروں پر سوار ہونے کے، اور شیطان کی فریب کاریاں جو عقائد اور مذاہب سے تعلق رکھتی ہیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ اور **اللہ** عزوجل سب کچھ خوب جانتا ہے۔

(اَلْحدیقۃ الندیۃ ج ۲ ص ۲۷۰)

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

مفتئِ دعوتِ اسلامی کی فرمائش

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! مفتیِ دعوتِ اسلامی الحاج مفتی **محمد فاروق** عطاری مَدَنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی فرمائش اور انہیں کے تعاون سے اُمّت کی خیر خواہی کے مقدّس جذبے کے تحت **"کُفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب"** کا کام شروع ہوا تھا، پھر اس میں طویل وقفہ آگیا۔ یہ کام دشوار ہی نہیں دشوار ترین تھا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے کبھی کبھی معمولی سا قلم تو چلایا ہے مگر زندگی میں کبھی اتنے نازک اور کٹھن موضوع پر قلم اُٹھانے کی جُرأت نہیں کی تھی۔ بہر کیف **اللّٰہ رَبُّ العِزَّت** عَزَّوَجَلَّ کی اِعانت اور نبیِّ رَحمت کی حمایت کے بھروسے ہمّت کر کے دوبارہ کام شروع کیا اور بالآخر چند بے ربط فقرات ترتیب دینے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ غالباً اس عُنوان پر اُردو زبان میں اس طرح کی کوئی کتاب اس سے پہلے کبھی منظرِ عام پر نہیں آئی۔ انداز حتّی الامکان آسان رکھا ہے کہیں کہیں قصداً مشکل الفاظ لکھ کر اِعراب لگا کر ثوابِ آخرت کی نیّت سے ہلالین میں ان

کے صفحات بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ اسلامی بھائیوں کو دیگر دینی کُتُب سے مُطالعہ میں سہولت ہو کہ ہر کتاب میں اِس طرح کا انداز نہیں ہوتا مگر میں نے اِس کتاب میں کہیں بھی فَقَط اپنی رائے سے کوئی حکمِ شرعی قائم نہیں کیا۔ دیگر کُتُب کے ساتھ ساتھ بالخصوص **فتاوٰی رضویہ شریف** سے خوب خوب راہنمائی حاصل کی ہے اور پھر دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے **عُلَمائے کرام** دامت برکاتھم العالیہ سے تخریج وتطبیق بھی کروائی ہے نیز **مفتیانِ اہلسنّت** کثّرھم اللہ تعالٰی (اللہ عزوجل ایسوں کی کثرت فرمائے۔ آمین) نے اِس کتاب کو بالاستیعاب (یعنی از ابتدا تا انتہا) پڑھا / سنا ہے اور تفتیش فرمائی ہے اور ان حضرات کی اجازت ملنے پر ہی اِس کی اشاعت کی گئی ہے۔

سرسری دیکھنے اور سیکھنے کا فرق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوجل اعلٰی حضرت کی عنایات اور عُلَمائے اہلسنّت کی نوازشات سے آئندہ صفحات میں **کفریہ کلمات** کی سوالاً جواباً مختصر معلومات فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے جو کہ کلماتِ کفر

کا **فرض علم** حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ ''سرسری نظر دوڑا لینے'' اور ''سیکھنے'' کے فرق کو ہر طالبِ علم خوب جانتا ہے۔ لہٰذا خود کو ''طالبِ علم'' تصوُّر کرتے ہوئے بمطابق اِس **مقولہ**: اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَّالتَّکْرَارُ اَلْفٌ یعنی ''سبق (اگرچہ) ایک حرف ہو (مگر اس کو یاد کرنے کیلئے اس کی) تکرار ایک ہزار بار ہونی چاہئے۔'' اِس کتاب میں دیئے ہوئے مضامین کو حتَّی الامکان ''سیکھنے'' کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ خاص خاص باتوں کو ذِہن نشین کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی برکتیں خود ہی دیکھ لیں گے۔

کتابوں کی اَغلاط دُرُست کروانے کا طریقہ

اگر اِس کتاب کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو مفتیانِ اہلسنّت سے رُجوع فرمائیں، اگر اِس کتاب میں کہیں غَلَطی پائیں تو تحریری طور پر مع نام و ٹیلیفون نمبر مُطّلع فرما کر خود کو ثواب کا حقدار بنائیں۔ سا تھ ہی ٹیلیفون نمبر یوں بھی ضَروری ہوتا ہے کہ اگر پڑھنے والے کو غَلَط فہمی ہوئی ہو تو دُور کرنے کی سعی کی جا سکتی ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھئے! کہ زبانی نشاندہی کرنے یا کسی کے ذَرِیعے کہلوا دینے سے کتابوں کی

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

غلطیوں کی اِصلاح مُشکل ہوتی ہے۔

دعائے عطّار

یاربِّ مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ہر طرح کے کفر سے ہماری حفاظت فرما۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمارا ایمان سلامت رکھنا۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ایمان و عافیت کے ساتھ مدینۃ منوّرہ میں زیرِ گنبدِ خضرا جلوۂ محبوب میں شہادت، جنّتُ البقیع میں مدفن اور جنّتُ الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پڑوس نصیب فرما۔ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اس کتاب "**کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب**" کو لکھنے پڑھنے، تقسیم کرنے اور ہر طرح کی مُعاوَنت کرنے والوں کو دونوں جہان کی بھلائیوں سے مالا مال فرما۔

کفریہ بات اور ادا ہو لب سے ایسا محتاط دے بنا مؤمن یا رب

میرا ایمان سدا رہے محفوظ سارے نبیوں کا واسطہ مؤمن یا رب

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بعض اَہَم اصطلاحات کے بارے میں سُوال جواب

ایمان کی تعریف

سُوال: ایمان کی تعریف بتا دیجئے۔

جواب: ایمان لُغت میں **تصدیق کرنے** (یعنی سچ ماننے) کو کہتے ہیں۔ **(تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۱۶۷)** ایمان کا دوسرا لُغوی معنیٰ ہے: **اَمن** دینا۔ چُونکہ مومن اچھے عقیدے اختیار کر کے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اس لئے اچھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو **ایمان** کہتے ہیں۔ **(تفسیرِ نعیمی ج ۱ ص ۱۱۵)** اور اِصطلاحِ شرع میں **ایمان** کے معنیٰ ہیں: "سچّے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو **ضروریاتِ دین** سے ہیں۔"

(ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۹۲)

اور اعلیٰ حضرت امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقّانیت کو صدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مُقِر (یعنی اقرار

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جو مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا انکار یا تکذیب (یعنی جھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۵٤)

کُفر کی تعریف

سُوال: کفر کے کیا معنی ہیں؟

جواب: کفر کا لغوی معنی ہے: ”کسی شے کو چھپانا“ (المفردات ص ۷۱٤) اور اِصطلاح میں کسی ایک **ضروریاتِ دینی** کے انکار کو بھی **کفر** کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام **ضروریاتِ دین** کی تصدیق کرتا ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۹۲) جیسے کوئی شخص اگر تمام **ضروریاتِ دین** کو تسلیم کرتا ہو مگر **نماز** کی فرضیت یا **ختمِ نبوت** کا منکر ہو وہ **کافر** ہے کہ نماز کو فرض ماننا اور **سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آخری نبی ماننا دونوں باتیں **ضروریاتِ دین** میں سے ہیں۔

ضروریاتِ دین کی تعریف

سُوال: ضروریاتِ دین کسے کہتے ہیں؟

جواب ضروریاتِ دین، اسلام کے وہ احکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی وحدانیت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبُوَّت، نَماز، روزے، حج، جنّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرہا۔ مَثَلاً یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور رَحمۃٌ لِّلعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم "خاتَمُ النَّبِیِّین" ہیں **حُضُورِ اکرم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ **عوام** سے مُراد وہ مسلمان ہیں جو **عُلَما** کے طبقہ میں شُمار نہ کئے جاتے ہوں مگر **عُلَما** کی صُحبت میں بیٹھنے والے ہوں اور عِلمی مسائل کا ذَوق رکھتے ہوں۔ وہ لوگ مُراد نہیں جو دُور دراز جنگلوں پہاڑوں میں رہنے والے ہوں جنہیں صحیح **کلمہ** پڑھنا بھی نہ آتا ہو کہ ایسے لوگوں کا **ضَروریاتِ دین** سے ناواقِف ہونا اِس دینی ضَروری کو غیر ضَروری نہ کردے گا۔ البتّہ ایسے لوگوں کے **مسلمان** ہونے کے لئے یہ بات ضَروری ہے کہ **ضَروریاتِ دین** کے مُنکِر (یعنی انکار کرنے والے) نہ ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان

سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۷۲ ملخصاً)**

ضروریاتِ دین کی مزید وضاحت کیلئے **نُزْهَةُ الْقَارِی شرح صحیح البخاری جلد اوّل صفحہ 239** سے اقتباس ملاحظہ ہو چنانچہ شارحِ بخاری حضرت علامہ مفتی **محمد شریف الحق امجدی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ایمان کی تعریف میں **ضروریاتِ دین** کا (جو) لفظ آیا ہے اس سے مراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قطعی یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں ذرہ برابر شبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مراد علماء ہیں اور عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو عالم نہیں مگر علماء کی صحبت میں رہتے ہوں۔ اِس بنا پر وہ دینی باتیں۔ جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثبوت قطعی نہیں تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں مثلاً عذابِ قبر، اعمال کا وزن۔ یونہی وہ باتیں جن کا ثبوت قطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام و خواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی **ضروریاتِ دین** سے نہیں، جیسے

صُلبی بیٹی (1) کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ ملیگا۔

جن دینی باتوں کا ثبوت **قطعی** ہو اور وہ **ضروریاتِ دین** سے نہ ہوں ان کا منکر (یعنی انکار کرنے والا) اگر اس کے ثبوت کے **قطعی** ہونے کو جانتا ہو تو **کافر** ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی اگر انکار کرے تو **کافر**۔ (شامی ج ۳ ص ۳۰۰)

وہ باتیں جن کا دین سے ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثبوت **قطعی** نہیں ان کا منکر **کافر** نہیں اگر یہ باتیں **ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت سے** ہوں تو (انکار کرنے والا) گمراہ اور اگر اس سے بھی نہ ہو تو **خاطی** (یعنی خطا کار)۔

---

(1) نزہۃ القاری کے نسخوں میں اس جگہ "بیٹی" کے بجائے "بیٹیوں" لکھا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت علامہ ابنِ ہمام علیہ رحمۃ اللہ السلام "المسایرہ" صفحہ 360 پر تحریر فرماتے ہیں: جن کا ثبوت **قطعی** ہے مگر وہ **ضروریاتِ دین** کی حد کو نہ پہنچا ہو جیسے (میراث میں) صُلبی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ ملخّصاً (المسایرۃ ص ۳۶۰)

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اس نے جفا کی۔

ضروریاتِ مذہبِ اہلسنّت

مذہبِ اہلسنّت کی **ضروریات** کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا مذہبِ اہلسنّت سے ہونا سب عوام و خواصِ اہلسنّت کو معلوم ہو۔ جیسے عذابِ قبر، اعمال کا وزن۔ (نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۱ ص۲۲۱)

توحید کی تعریف

سُوال: توحید کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالٰی کو اس کی ذات و صفات اور احکام و افعال میں شریک سے پاک ماننا **توحید** ہے۔

شِرک کی تعریف

سُوال: شرک کے کیا معنٰی ہیں؟

جواب: شرک کا معنٰی ہے **اللہ** عزّوجلّ کے سوا کسی کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت (یعنی عبادت کے لائق) جاننا یعنی اُلوہیّت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ **کفر** کی سب سے بدترین قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً **شرک** نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۹۶ ملخصاً)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

واجبُ الوُجود کسے کہتے ہیں؟

سُوال: ابھی آپ نے واجبُ الوُجود کی اصطلاح بیان کی اس کے معنیٰ بھی بتا دیجئے۔

جواب: واجبُ الوُجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وُجود (یعنی "ہونا") ضروری اور عدم مُحال (یعنی نہ ہونا غیر ممکن) ہے یعنی (وہ ذات) ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں، کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۶)

نِفاق کی تعریف

سُوال: نِفاق کی کیا تعریف ہے؟

جواب: زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا **نِفاق** ہے یہ بھی **خالص کفر** ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنّم کا سب سے نچلا طبقہ ہے سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات کے زمانے میں اس صفت کے کچھ

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

افراد بطورِ منافقین مشہور ہوئے، **ان** کے باطنی کفر کو **قرآن مجید** میں بیان کیا گیا ہے نیز **سلطانِ مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بعطائے الٰہی عزوجل اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور نام بنام فرما دیا کہ یہ یہ **منافق** ہیں۔ اب اس زمانے میں کسی **مخصوص** شخص کی نسبت یقین سے کہنا کہ وہ **منافق** ہے ممکن نہیں کہ ہمارے سامنے جو **اسلام** کا دعویٰ کرے ہم اُسے **مسلمان** ہی سمجھیں گے جب تک کہ **ایمان** کے منافی (یعنی ایمان کے اُلٹ) کوئی قول (بات) یا فعل (کام) اس سے صادر نہ ہو۔ البتہ **نفاق** یعنی منافقت کی ایک شاخ اس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ بہت سے **بد مذہب** اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جائے تو **اسلام** کے دعوے کے ساتھ ساتھ بہت سے **ضروریاتِ دین** کا انکار بھی کرتے ہیں۔ **(بہارِ شریعت حصہ اول ص ۹۶ ملخصاً)**

مُرتد کی تعریف

سُوال: مُرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: مُرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو

ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے **کلمۂ کفر** بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال (کام) بھی ایسے ہیں جن سے **کافر** ہو جاتا ہے مثلاً بُت کو سجدہ کرنا، مُصحف شریف (قرآن پاک) کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص۱۷۲)

کُفر کی اَقسام اور تکفیر کے بارے میں سُوال جواب

کلماتِ کُفر کی قسمیں

سُوال: کلماتِ کُفر کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: کلماتِ کُفر کی دو قسمیں ہیں (۱) لُزومِ کُفر (۲) اِلتزامِ کُفر۔ چنانچہ صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **اقوالِ کُفر** دو قسم کے ہیں (۱) ایک وہ جس میں کسی معنیٔ صحیح کا بھی اِحتمال (یعنی پہلو) ہو (۲) دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنیٰ نہیں بنتے جو قائل کو کُفر سے بچاوے۔ اس میں اول کو **لُزوم**

کُفر کہا جاتا ہے اور قسم دُوُم کو **اِلْتِزامِ کُفر**۔ لُزومِ کفر کی صورت میں بھی فُقَہائے کرام (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام) نے حکمِ **کفر** دیا مگر مُتَکَلِّمِین(1) (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین) اِس سے سُکوت کرتے (یعنی خاموشی اختیار فرماتے) ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب تک **اِلتِزام** کی صورت نہ ہو قائل کو **کافِر** کہنے سے سُکوت کیا جائیگا اور اَحوط (یعنی زیادہ احتیاط) یہی مذہبِ مُتَکَلِّمِین (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین) ہے۔ واللہ اعلم۔ **(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۱)**

لُزوم و اِلتِزام کی تفصیل

سُوال: لُزُومِ کُفر اور اِلتزامِ کُفر کی مزید تفصیل بیان کر دیجئے۔

جواب: لُزُومِ کُفر کی تعریف کا خُلاصہ یہ ہے کہ وہ بات عینِ کفر نہیں مگر کفر تک پہنچانے والی ہے اور اِلْتِزامِ **کُفر** یہ ہے کہ **ضَروریاتِ دِین** میں سے کسی چیز کا صَراحۃً (یعنی واضح طور پر) اِنکار کرے۔ چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امامِ اہلِ

---

(1) جو علمائے کرام علمِ کلام یعنی علمِ عقائد کے ماہر ہوتے ہیں اور نقلی یعنی شرعی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل سے بھی عقائد کو ثابت کرتے ہیں انھیں مُتَکَلِّمِین کہا جاتا ہے۔

مُجَدِّدِ دین و مِلّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لُزُوم والتِزام کے مُتَعَلِّق فرماتے ہیں: ''مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللّٰہ (عزّوجلّ و) صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جو کچھ اپنے رب (عزّوجلّ) کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور مَعَاذَ اللّٰہ (عزّوجلّ) ان میں سے کسی بات کا جُھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کُفر (ہے)۔ پھر یہ انکار جس سے خدا بچائے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے (۱) لُزُومی و (۲) اِلتِزامی۔ التِزامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شے کا تَصرِیحًا (یعنی صاف صاف) خلاف کرے یہ قَطعًا اِجماعًا کُفر ہے اگرچہ (خلاف کرنے والا) نام کُفر سے چِڑے اور کمالِ اسلام کا دعویٰ کرے جیسے طائفۂ تالِفۂ نیاچرہ (یعنی ہلاک ہونے والے نیچری فرقہ والوں) کا اِنکار وجودِ مَلَک و جِنّ و شیطان و آسمان و نار و جِنان و مُعجِزاتِ انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے اُن مَعانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حُضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مُتَواتِر ہیں

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

انکار کرنا اور اپنی تاویلاتِ باطِلہ وتَوَہُّماتِ عاطِلہ (یعنی جھوٹی تاویلوں اور خالی وہموں) کو لے مرنا، نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے فرشتے انہیں **کُفر** سے بچائیں گے، نہ مُحَبَّتِ اسلام وہمدردی کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ـــــــ اور **لُزُومی** یہ کہ جو بات اس نے کہی عَینِ **کفر** نہیں مگر مُنْجَر بکفر (یعنی کفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے یعنی مآلِ سُخَن ولازمِ حُکم کو ترتیبِ مقدمات و تتمیمِ تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی **ضروریِ دینی** کا انکار لازم آئے **(فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۱)**

اعلٰی حضرت کے فتوے کا آسان لفظوں میں خلاصہ

سُوال: سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارَک **فتوے** کے بیان کردہ اقتباس کا آسان لفظوں میں خلاصہ کر دیجئے۔

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا **خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے **مبارَک فتوے** کے مذکورہ اقتباس میں ایمان وکفر کی تعریف بیان کرنے کے بعد کفر کی دو اقسام **لُزوم و اِلتِزام** (اِن سے مُراد) کا ذکر کرتے

ہوئے فرماتے ہیں: (۱) **اِلتِزامِ کُفر** یعنی ضَروریاتِ دین میں سے
کسی ایک چیز کا بھی خلاف کرنا۔ چاہے وہ خلاف کرنے والا بظاہر
اسلام کا کیسا ہی شیدائی بنتا ہو اور بے شک کفر کے نام سے چِڑتا ہو مگر
اس پر حکمِ کفر ہے اور وہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ نیچری فرقہ
والے جو کہ بظاہر اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی مَحَبّتوں کا خوب دم
بھرتے اور بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں گُھساتے ہیں
مگر کئی ضَروریاتِ **دین** کا خلاف کرتے ہیں مَثَلاً ملائکہ، جنّات،
شیطان، آسمان، جنّت، دوزخ اور معجِزاتِ انبیاءِ کرام علیہم الصّلوٰۃ
والسّلام کے وہ معانی جو کہ ہمارے مکّی مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ
وسلم سے بتواتُر ثابت ہیں اور جن پر اہلِ اسلام کا اتّفاق ہے ان
کو تسلیم کرنے کے بجائے اُلٹی سیدھی تاویلوں کے ذریعے اپنے من
گھڑت جداگانہ معنیٰ بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا نیچریوں کو ان کے حُبِّ
اسلام کے دعوے ہرگز کفر سے نہیں بچاسکتے (۲) **لُزومِ کُفر**
یعنی کفر تو نہیں ہوتا مگر کفر تک لے جانے والا ہوتا ہے۔ یعنی کلام کا
انجام اور حکم کا لازم کفرِ حقیقی ہے۔ مراد یہ کہ اگر مُقدِّمات کو ترتیب دیا
جائے اور تقریبات کو مکمل کرتے جائیں تو بالآخر کسی ضَروری دینی کا

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

انکار لازم آئے۔ اس کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں۔

اختلافی کُفر کے بارے میں حُکم

سُوال: ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس کے "قول" کے کفر ہونے نہ ہونے میں اَئِمَّۂ دین یعنی فُقَہا اور **مُتَکَلِّمِین** کا اِختِلاف ہو؟

جواب: ایسا شخص اگرچہ اسلام سے خارِج نہیں، تاہم اس کیلئے **توبہ و تجدیدِ ایمان و نکاح** کا حکم ہے۔ چُنانچہ میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا **شاہ احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "پھر جبکہ اَئِمَّۂ دین (یعنی فقہا اور مُتکلمین) ان کے **کفر** میں مُختلف ہوگئے تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سرِ نو کلمۂ اسلام پڑھیں۔" چند سطور بعد مزید فرماتے ہیں: "اس کے بعد اپنی عورتوں سے تجدیدِ نکاح کریں کہ **کفرِ خِلافی** (یعنی جس قول یا فعل کے کفر ہونے میں فقہا اور مُتکلمین کا اِختلاف ہو اُس) کا حکم یہی ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۴۴۵، ۴۴۶)

کُفرِ لُزُومی میں اَعمال برباد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

سُوال: جس کے کسی قول یا فعل کے کفر ہونے میں اَئِمَّۂ دین یعنی فقہا اور مُتَکَلِّمِین کا اِختِلاف ہو کیا اُس کے بھی تمام اعمال برباد ہو

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

جاتے ہیں؟

جواب: نہیں۔ کیوں کہ یہ **کفرِ فقہی** ہے اور ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اس کا نکاح بھی نہیں ٹوٹتا اس کی بیعت بھی برقرار رہتی ہے اور اس کے سابقہ اعمال بھی برباد نہیں ہوتے۔ البتہ اس کیلئے تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح کا حکم ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نقل کرتے ہیں: علامہ حسن بن عمار شرنبلالی (علیہ رحمۃ اللہ الوالی) شرح وہبانیہ میں پھر علامہ علائی (علیہ رحمۃ اللہ الباقی) شرح تنویر میں فرماتے ہیں: ''جو **متفقہ** کفر ہو وہ اعمالِ صالحہ اور نکاح کو باطل کر دیتا ہے اور اسکی اولاد اولادِ زنا ہوگی۔ اور جس (قول یا فعل کے کفر ہونے) میں اختلاف (یعنی اختلاف) ہو تو اسے **استغفار**، توبہ اور **تجدید** (ایمان و) **نکاح** کا حکم دیا جائے گا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ ص ٤٤٦)

کیا قطعی کفر میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے؟

سوال: اگر کفر قطعی ہو (مثلاً قادیانی کا کفر) اور کوئی مفتی اس میں اختلاف

کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ "مفتی" ہی نہیں جو **قطعی کفر** میں اختلاف کرے بلکہ عوام کے ساتھ ساتھ ایسے مفتی کا حکم بھی **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کے نزدیک یہ ہے **مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ** ۔ یعنی جو اس (قطعی کفر بکنے والے کافر) کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ **(بہارِ شریعت ج ۱ ص ۴۵۶)**

مسلمان کو کافر کہنا کیسا؟

سُوال: کسی سُنّی صحیح العقیدہ مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟

جواب: صَدْرُ الشَّرِیْعَہ بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "کسی مسلمان کو **کافر** کہا تو تعزیر (یعنی سزا) ہے رہا یہ کہ وہ قائل (یعنی مسلمان کو کافر کہنے والا) خود **کافر** ہوگا یا نہیں، اِس میں **دو صورتیں** ہیں: ﴿1﴾ اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو **کافر** نہ ہوا اور ﴿2﴾ اگر اسے **کافر** اِعتقاد کرتا (یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ کافر ہے) تو خود **کافر** ہے کہ مسلمان کو **کافر** جاننا دینِ اسلام کو **کفر** جاننا ہے اور دینِ اسلام

کو کفر جاننا **کفر** ہے ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بِنا پر تکفیر ہو سکے اور اس نے اُسے **کافر** کہا اور **کافر** جانا تو (کہتے الا) **کافر** نہ ہوگا۔ (**درمختار، ردالمحتار ج ۶ ص ۱۱۶**) نیز فرمایا: (مسلمان کو بطورِ گالی) بد مذہب، منافق، زندیق، یہودی، نصرانی، نصرانی کا بچہ، کافر کا بچہ کہنے پر بھی تعزیر (سزا) ہے۔ (**بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۲۶، ۱۲۷، درمختار ج ۶ ص ۱۱۲، فتح القدیر ج ۵ ص ۷۲**) البتہ جو واقعی **کافر** ہے اس کو **کافر** ہی کہیں گے۔

دوسرے کے بارے میں کافر ہونے کی آرزو

سُوال: زید نے بکر سے کہا: ”کاش! تو سکھ ہوتا کم از کم تیرے چہرے پر داڑھی تو ہوتی۔“ زید کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب: زید بے چارے کے اِس **قولِ بد** کو اُس قول میں **کفر** پر راضی رہنا پایا جا رہا ہے یہ کہنا **کفر** ہے حضرت علّامہ **علی قاری** علیہ رحمۃ اللہ البارِی نقل کرتے ہیں: ”**سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: کسی کے **کفر** پر راضی ہونا بغیر کسی تفصیل کے

فرمانِ مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

کفر ہے۔" (منح الروض للقاری ص ۱۸۰، ۱۵۱)

بے خیالی میں کُفر بک دینا

سُــوال: اگر کسی کے منہ سے بے خیالی میں کفر نکل گیا مثلاً کہنا چاہتا تھا، "اللہ مالک ہے" مگر معاذ اللہ منہ سے نکلا، "اللہ مالک نہیں" کیا اس صورت میں بھی **کافر** ہو جائیگا؟

جواب: قائل کا قول تو یقیناً کفر ہے مگر اس کی **تکفیر** نہیں کی جائیگی کہ بے خیالی میں یہ کُفر صادر ہوا۔ صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو **کافر** نہ ہوا یعنی جبکہ اس امر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غَلَطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پَچ کی (یعنی جو کچھ منہ سے نکلا اس پر اَڑا رہا) تو اب **کافر** ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔" (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۴)

نابالِغ کا کُفر بکنا

سُوال: اگر کوئی نابالغ بچہ کلمۂ کُفر بک دے تو کیا اُس پر بھی حکمِ کفر لاگو

ارشادِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم: اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔

ہو جاتا ہے؟ اگر ہاں تو پھر جب بالغ ہونے کے بعد اس کو پتا چلے کہ میں نے نابالغی میں **کفر** بکا تھا اور جو **کفر** بکا تھا کچھ کچھ یاد ہے صحیح طرح یاد بھی نہیں تو اب کس طرح **توبہ** کرے؟

جواب: نابالغ سمجھدار کا **کفر** و اسلام مُعتبر ہے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: سمجھدار بچہ اگر **اسلام** کے بعد **کفر** کرے تو ہمارے نزدیک وہ **مُرتد** ہوگا۔" **(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ص ۱۶)** معلوم ہوا بالغ یا **سمجھدار نابالغ کفر کرے تو مُرتد** ہو جائے گا۔ اگر بالغ ہونے کے بعد احساس ہوا اور اگر **کفر** یہ قول یاد ہے تو خاص اُس سے توبہ کرے اور اگر شک ہے یا یاد نہیں تو اس **مشکوک کفریہ** کلمہ سمیت ہر قسم کے **کفر** سے توبہ کرے یعنی اس طرح کہے: "میں تمام **کفریات** سے توبہ کرتا ہوں۔" پھر کلمہ پڑھ لے۔

نابالغ بچّے کے مسلمان ہونے کا مسئلہ؟

سُوال: والدین میں ایک کافر ہے اور دوسرا مسلمان۔ اس صورت میں بچّوں کو مسلمان شمار کریں گے یا کافر؟

جواب نابالغ مگر سمجھدار بچے کے مسلمان یا کافر ہونے میں خود اُسی بچہ کا اعتبار ہے لیکن نا سمجھ بچہ میں تفصیل یہ ہے کہ کافر میاں بیوی میں سے اگر کوئی ایک مسلمان ہو گیا تو اُن کے نابالغ نا سمجھ بچے مسلمان ہونے والے کے تابع ہوں گے یعنی مسلمان مانے جائیں گے لہٰذا **کافر** باپ زندہ ہو یا مر گیا ہو ماں کے **قبول** اسلام سے نا سمجھ نابالغ بچے خود بخود مسلمان ہو گئے۔ جیسا کہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 26 صَفْحَہ 327 پر فرماتے ہیں: ”**ماں کے مسلمان ہونے سے دونوں نابالغ بچے مسلمان ہو گئے۔**“ ہدایہ و دُرِّ مختار وغیرہما میں ہے: (**فُقَہائے کِرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں:) بچہ والدین میں بہتر دین والے کے تابع ہوتا ہے۔ **(مجمع الانھر ج ۱ ص ۳۶۲)**

نابالِغ کا کُفر کس عُمر میں مُعتَبَر ہے؟

سُوال: نابالغ بچہ کا کفر کس عمر میں مُعتبر ہے؟

جواب: سات برس یا زیادہ عمر کا بچہ جو کہ اچھے بُرے کی تمیز رکھتا ہو وہ اگر کفر

کرے گا تو **کافر** ہو جائے گا کیوں کہ اُس کا کفر و اسلام مُعتبر ہے۔ (مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۴۲)

کافِر کو کافِر کہنا ضَروری ہے

سُوال: کافر کو کافر کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: کافِر کو کافِر کہنا نہ صِرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔ صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقہ حضرتِ علّامہ مَولانا مُفتی محمد امجد علی اَعظمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: ''ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ہم تو **کافِر** کو بھی **کافِر** نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اِس کا خاتِمہ کُفر پر ہوگا۔'' یہ بھی غَلَط ہے۔ قُرآنِ عظیم نے **کافِر** کو **کافِر** کہا اور **کافِر** کہنے کا حُکم دیا۔ (چُنانچِہ ارشاد ہوتا ہے:)

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۟ۙ تَرجَمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اے کافرو! (پ ۳۰ الکافرون ۱)

اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی **مسلمان** نہ کہو، تمہیں کیا معلوم کہ اِسلام پر مرے گا، خاتِمہ کا حال تو **خدا** (عَزَّوَجَلَّ) جانے۔ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: بعض **جاہل** یہ کہتے ہیں کہ ''ہم کسی کو **کافِر**

نہیں کہتے عالم لوگ جانیں وہ **کافر** کہیں۔" مگر کیا یہ لوگ نہیں
جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن و حدیث وغیرہما
سے عُلَما نے انہیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جُداگانہ
ہے؟ جب ایسا نہیں تو پھر عالِم دین کے بتانے پر کیوں نہیں چلتے!
نیز یہ کہ **ضروریاتِ دین** کا انکار کوئی ایسا امر نہیں جو عُلَما ہی
جانیں۔ عوام جو عُلَما کی صحبت سے مشرَّف ہوتے رہتے ہیں
وہ بھی اُن سے بے خبر نہیں ہوتے۔ پھر ایسے مُعامَلہ میں پہلو تہی اور
اِعراض (یعنی منہ پھیرنے) کے کیا معنیٰ!

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

قطعی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے

مزید **بہارِ شریعت** حصّہ اوّل میں ہے: "**مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے**..... قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو **کافر** بنا دیتا ہے...... اِس زمانہ میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں! جتنی دیر اسے **کافر** کہو گے اُتنی دیر اللہ اللہ کرو یہ ثواب کی بات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب

کہتے ہیں کہ **کافر کافر** کا وظیفہ کرلو! مقصود یہ ہے کہ اسے **کافر** جانو اور پوچھا جائے تو قطعاً (یعنی یقینی طور پر) **کافر** کہو نہ یہ کہ اپنی صُلح کُل سے اس کے **کُفر** پر پردہ ڈالو۔ (ماخوذ از **بہارِ شریعت** حصہ ۱ ص ۹۸)

کیا عام آدمی حکمِ کُفر لگا سکتا ہے؟

سُوال: گھر کے فرد یا دوست وغیرہ کی کوئی بات سُن یا دیکھ کر کیا عام آدمی بھی اس کو **کافر** کہہ سکتا ہے؟

جواب: جب کسی بات کے **کُفر** ہونے کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو مثلاً کسی مفتی صاحب نے بتایا ہو یا کسی مُعتبر کتاب مثلاً **بہارِ شریعت** یا **فتاویٰ رضویہ شریف** وغیرہ میں پڑھا ہو تب تو اُس کُفری بات کو **کُفر** ہی سمجھے ورنہ صرف اپنی اٹکل سے ہرگز ہرگز ہرگز کسی مسلمان کو **کافر** نہ کہے۔ کیوں کہ کئی جملے ایسے ہوتے ہیں جن کے بعض پہلو **کُفر** کی طرف جا رہے ہوتے ہیں اور بعض اسلام کی طرف اور کہنے والے کی نیّت کا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اُس نے کون سا پہلو مُراد لیا ہے میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں 99 اِحتمال کُفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ اِحتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۴، ۶۰۵)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں: کسی کلام میں چند معنے بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اُس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل (کہنے والے) نے معنیٔ کفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی (کفریہ معنی والی) ہے تو (اب) کلام کا مُحتَمِل (مُح۔ تَ۔ مِل) ہونا (یعنی کلام میں تاویل کا پایا جانا) نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمے کے کفر ہونے سے قائل کا کافِر ہونا ضَرور نہیں۔

(بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۳)

بغیر عِلم کے فتوٰی دینا کیسا؟

سُوال: جو مُفتی نہ ہونے کے باوجود بغیر علم کے فتوٰی دے اُس کیلئے کیا حکم

ہے؟

جواب: ایسا شخص سخت گنہگار اور عذاب نار کا حقدار ہے۔ سرکار مدینہ قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان باقرینہ ہے: ''جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو آسمان وزمین کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' (**الجامع الصغیر** ص ۵۱۷ حدیث ۸۴۹۱) میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوی رضویہ** جلد 23 صفحہ 716 پر فرماتے ہیں: سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں، ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے (تعلیم خواہ) مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر۔ اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر ''نیم ملا خطرۂ ایمان'' ہوگا۔ ایسے شخص کو **فتویٰ نویسی** پر جرأت **حرام** ہے اور اگر **فتویٰ** سے اگرچہ صحیح ہو (مگر) وجہ اللہ مقصود نہیں (یعنی درست فتویٰ دے کر بھی اگر اللہ کی رضا مطلوب نہیں) بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظور ہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عوض ثمن قلیل (یعنی اللہ عزوجل کی آیتوں کے بدلے تھوڑا مال) حاصل کرنے پر فرمایا گیا:

اُولٰٓىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ۪ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(۷۷)

(پ۳ اٰل عمران ۷۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: آخِرت میں ان کا کچھ حصّہ نہیں، اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر فرمائے قِیامت کے دن، اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کیلئے درد ناک عذاب ہے۔

غَلَط مسئلہ بتانا سَخت کبیرہ گناہ ھے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ جلد 23 صَفْحَہ 711 تا 712** پر فرماتے ہیں: جُھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ (گناہ) ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افترا ء (یعنی جھوٹ باندھنا) ہے اور شریعت پر افترا ء اللہ عَزَّوَجَلَّ پر افترا ء ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَؕ(۶۹)

(پ۱۱ یونس ۶۹)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

اگر عالم بھول کر غلط مسئلہ بتا دے تو گناہ نہیں

اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتویٰ دے۔ ہاں اگر عالم سے اِتفاقاً سَہو (بھول) واقع ہوا اور اس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادِر ہوا تو مؤاخذہ (پکڑ) نہیں مگر فرض ہے کہ مُطّلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے اس پر اصرار کرے تو پہلی شق یعنی اِفتراء (جھوٹ باندھنا) میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۷۱۱، ۷۱۲)

جاہل سے مسئلہ پوچھنا کیسا؟

سُوال: جان بوجھ کر کسی جاہل سے مسئلہ پوچھنا کیسا؟

جواب: گناہ ہے۔ تاجدارِ رسالت، محبوبِ ربُّ العزّت عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ سراپا عبرت ہے: مَنْ اُفْتِیَ بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ۔ ''یعنی جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔''

(سُنَنُ اَبی دَاوٗد ج ۳ ص ۴۴۹ حدیث ۳۶۵۷)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، **ایک** یہ کہ جو شخص عُلَماء کو چھوڑ کر جاہلوں سے مسئلہ پوچھے اور وہ غلط مسئلہ بتائیں تو (بتانے والا تو گنہگار ہے ہی) پوچھنے والا بھی **گناہ گار** ہوگا کہ یہ **عالِم** کو چھوڑ کر اس کے پاس کیوں گیا، نہ یہ پوچھتا نہ وہ غلط بتاتا۔ **دوسرے** یہ کہ جس شخص کو **غلط فتویٰ** دیا گیا تو اس کا **گناہ** فتویٰ دینے والے پر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بے علم کا مسئلہ شرعی بیان کرنا سخت جُرم ہے۔''

(مِراٰۃُ المناجیح ج۱ ص۲۱۲)

مُرتَد کے بارے میں سُوال جواب

مُرتَد کسے کہتے ہیں؟

سُوال: مُرتَد کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو **ضروریاتِ دین** سے ہو یعنی زبان سے (ایسا) **کلمۂ کفر** بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوں ہی بعض افعال بھی ایسے

ہوتے ہیں جن سے **کافر** ہوجاتا ہے مَثَلاً بُت کو سجدہ کرنا، مُصحف شریف (قرآن پاک) کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۲)

مُرتَد کی دُنیا میں سزا

سُوال: کیا مُرتَد کی دنیا میں بھی کوئی سزا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 182 صَفَحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" حصہ 9 صفحہ 174 تا 175 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو شخص مَعاذَ الله عَزَّوَجَلَّ مُرتَد ہوگیا تو مُستَحَب ہے کہ حاکمِ اسلام اُس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شُبہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مُہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یوہیں اگر اس نے مُہلت نہ مانگی مگر اُمید ہے کہ اسلام قُبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے۔ پھر اگر مسلمان ہوجائے فَبِہا (یعنی بات بہتر) ورنہ **قتل** کردیا جائے۔ بِغیر اسلام پیش کیے اُسے قتل کرڈالنا مکروہ ہے۔

(دُرِّمختار ج ۶ ص ۳۴۶-۳۴۹)

کیا مُرتَد کو ہر کوئی قتل کر سکتا ہے؟

سُوال: کیا مُرتَد کو ہر کوئی قتل کر سکتا ہے؟

جواب: جی نہیں۔ یہ صِرف **بادشاہِ اسلام** کا کام ہے چُنانچِہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مُرتَد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کرڈالنا **بادشاہِ اسلام** کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تَعَرُّض نہ کیا گیا (یعنی روک ٹوک نہ کی گئی) تو مُلک میں طرح طرح کے فَساد پیدا ہوں گے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقّی پذیر ہوگا، جس کی وجہ سے اَمنِ عامّہ میں خَلَل پڑیگا، لہٰذا ایسے شخص کو ختم کردینا ہی مُقتَضائے حکمت (یعنی مصلحت کا تقاضا) تھا۔ اب چُونکہ حکومتِ اسلام ہندوستان میں باقی نہیں، کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا، ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں، ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں، ان تمام خرابیوں کا

باعث ہوئی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی، اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیا وآخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۸۵)

عورت یا بچہ مُرتد ہو تو سزا

سُوال: اگر عورت یا سمجھدار بچہ مُرتد ہو جائے تو کیا اس کو بھی قتل کیا جائے گا؟

جواب: نہیں۔ صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرتِ علامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عورت یا نابالغ سمجھ والا (یعنی سمجھدار) بچہ مُرتد ہو جائے تو قتل نہ کرینگے بلکہ قید کرینگے یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۵، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۴)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درود پاک پڑھے اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

مُرتد کی اولاد حرامی ہوتی ہے

سُوال: کیا مُرتَد کی اولاد حرامی ہوگی؟

جواب: جی ہاں۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام سے نقل کرتے ہیں: جو شخص معاذَ اللہ **مُرتَد** ہو جائے اُس کی عورت **حرام** ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو اس سے **جدید نکاح** کیا جائے اس سے پہلے اس **کلمۂ کفر** کے بعد کی صُحبت سے جو بچہ ہوگا **حرامی** ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس **کفر** سے **توبہ** نہ کرے کہ عادت کے طور پر **مُرتَد** کے کلمہ پڑھنے سے اس کا **کفر** نہیں جاتا۔ **(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۹۹، ۳۰۰)**

کیا مُرتد کے تمام اعمال ضائع ہوجاتے ہیں؟

سُوال: کیا کلمۂ کُفر بکنے سے تمام اَعمال اَکارَت ہوجاتے ہیں؟

جواب: مُتَعَرِّض بک کیا اِس طرح کا فعلِ کفر کرکے جو **کافر** و **مُرتَد** ہوا اس کے تمام اَعمال برباد ہو جاتے ہیں سپارہ 2 سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر 217 میں **فرمانِ باری تعالیٰ** ہے:

وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

(پ ۲ البقرة ۲۱۷)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اکارت گیا دنیا اور آخرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

کُفر بکنے والے کی ھاں میں ھاں ملانے والے کا حکم

سُوال: کفر بکنے والے کی ہاں میں ہاں ملانے والے کے بارے میں کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: اگر فِقہی ولُزومی کفر بکا ہے تو بکنے والا اور ہاں میں ہاں ملانے والا اسلام سے خارِج نہ ہوئے اور سابِقہ نیک اَعمال بھی برباد نہ ہوئے۔ البتّہ توبہ وتجدیدِ ایمان فرض ہے اور بیوی والے کو تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا البتّہ بِلا اِکراہِ شَرعی ہوش وحَواس میں صریح کُفر بکنے والا، ایسے ہی صریح کلمۂ کفر کے معنیٰ سمجھنے کے باوُجود ہاں میں ہاں ملانے والا اور تائید میں سر ہِلانے والا بھی **کافِر ومُرتد**

ہو جاتا ہے اور شادی شدہ تھا تو نکاح ٹوٹ جاتا، کسی کا مرید تھا تو بیعت ختم ہو جاتی اور زندگی بھر کے نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں، اگر حج کر لیا تھا تو وہ بھی گیا، اب بعد تجدید ایمان صاحب استطاعت ہونے پر نئے سرے سے حج فرض ہوگا۔

مُرتد دوبارہ ایمان لائے تو نماز روزے کے مسائل

سُوال: اگر کوئی مسلمان مَعاذَ اللہ عزوجل مُرتَد ہو جائے تو اُس کی سابِقہ نماز و روزہ اور حج کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ نیز اگر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو کیا احکام ہیں؟

جواب: مُرتَد ہوتے ہی اس کے پچھلے تمام نیک اعمال مَثَلاً نماز، روزہ، حج وغیرہ ضائع ہو گئے۔ دوبارہ ایمان لانے کے بعد یہ ہے کہ جو نمازیں زمانۂ اسلام میں قضا ہوئی تھیں اُن کی قضا ایمان لانے کے بعد بھی باقی ہے اور یہی حکم روزۂ رمضان اور زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادتوں کا ہے۔ چنانچہ دُرِّمُختار میں ہے: ''اور زمانۂ اسلام میں جو عبادتیں ترک کیں، اِرتِداد یعنی دین سے مُنْحَرِف ہونے (دین سے پھر جانے) کے بعد از سرِ نو مسلمان ہونے پر ان کو

دوبارہ ادا کرے، کیونکہ نماز اور روزہ کا **ترک** گناہ ہے اور **اِرتِداد** کے بعد (اگرچہ نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں مگر) گناہ باقی رہتے ہیں۔ اگر (پہلے حج کر لیا ہو تب بھی) صاحبِ استطاعت ہونے پر **حج** نئے سرے سے فرض ہوگا۔" **(مُلخصاً ج ۹ ص ۲۸۲ - ۲۸۵)** ہاں زمانۂ اِرتِداد میں رہ جانے والی نمازوں اور دیگر عبادتوں کی **قضا** نہیں ہے اور اس دوران جو عبادتیں کی ہیں وہ مقبول بھی نہیں۔

مُرتَدین کی صُحبت سے ایمان برباد ہو سکتا ہے

سُوال: مُرتَد کی صُحبت میں بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے۔ یاد رہے کہ بغیر دلیلِ قَطعی صرف شک کی بنا پر کسی کو **مُرتَد** نہیں بول سکتے۔ مُرتَدین کے ساتھ نشست و برخاست (یعنی اٹھنے بیٹھنے) کے مُتَعَلِّق کئے جانے والے ایک سُوال کے جواب میں میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 21 صفحہ 278 پر فرماتے ہیں: ان کے پاس نشست و برخاست **حرام** ہے اُن سے میل جول **حرام** ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔ اللہ

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جس نے مجھ پر سو مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ (پ۷ الانعام ۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ

(پ ۲۸ المجادلة ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے **رسول** (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔

فتاوٰی رضویہ جلد 14 صَفحہ 328 پر ہے: مُرتَدّوں میں سب سے بدتر مُرتَد ''مُنافِق'' ہے۔ یہی وہ ہے کہ **اِس کی صحبت ہزار کافِر کی صُحبت** سے زیادہ مُضِر (نقصان دِہ) ہے کہ یہ (بظاہر) مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔

مُرتَد کی نمازِ جنازہ کا حُکمِ شَرعی

سُوال: مرتد اور کافر کے جنازہ کی نماز ادا کرنے والے کے بارے میں کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: مرتد اور کافر کے جنازے کا ایک ہی حکم ہے۔ مذہب تبدیل کر کے عیسائی (کرسچین) ہونے والے کے جنازہ پڑھنے والے کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سیّدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی** رضویہ جلد 9 صَفْحہ 170 پر ارشاد فرماتے ہیں: اگر بہ ثُبوتِ شرعی ثابت ہو کہ میّت عِیاذاً باللہ (خدا کی پناہ) تبدیلِ مذہب کر کے عیسائی (کرسچین) ہو چکا تھا تو بیشک اُس کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین سب حرامِ قَطعی تھی۔ قالَ اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے):

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ (پ ۱۰ التوبہ: ۸۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

مگر نماز پڑھنے والے اگر اس کی نصرانیت (یعنی کرسچین ہونے) پر مطلع نہ تھے اور بربنائے علمِ سابق (پچھلی معلومات کے سبب) اسے مسلمان سمجھتے تھے نہ اس کی تجہیز و تکفین و نماز تک اُن کے نزدیک اس شخص کا نصرانی (کرسچین) ہوجانا ثابت ہوا تو ان افعال میں وہ اب بھی معذور و بے قصور ہیں کہ جب اُن کی دانست (معلومات) میں وہ مسلمان تھا، اُن پر یہ افعال بجالانے بزعمِ خود شرعاً لازم تھے، ہاں اگر یہ بھی اس کی عیسائیت سے خبردار تھے پھر نماز و تجہیز و تکفین کے مرتکب (مرحلہ ء گناہ پر) ہوئے قطعاً سخت گنہگار اور وبالِ کبیرہ میں گرفتار ہوئے، جب تک توبہ نہ کریں نماز ان کے پیچھے مکروہ، مگر نہ حاملہ مرتدین پھر بھی برتنا جائز نہیں کہ یہ لوگ بھی اس گناہ سے کافر نہ ہوں گے۔ ہماری شرعِ مطہر صراطِ مستقیم ہے افراط و تفریط (یعنی حدِ اعتدال سے بڑھنا گھٹنا) کسی بات میں پسند نہیں فرماتی، البتہ اگر ثابت ہو جائے کہ انہوں نے اُسے نصرانی جان کر نہ صرف بوجہ حماقت و جہالت کسی غرضِ دُنیوی کی نیت سے بلکہ خود اسے بوجہ نصرانیت مستحقِ تعظیم و قابلِ تجہیز و تکفین و نمازِ جنازہ

تصوّر کیا تو بیشک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافر و مُرتد ہیں اور ان سے وُہی مُعامَلہ برتنا واجِب جو مُرتدین سے برتا جائے! اور ان کی شرکت کسی طرح روا نہیں، اور شریک و معاون سب گنہگار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کافر کو مرحوم کہنا کیسا؟

سُوال: اپنے مرے ہوئے مُرتد باپ کو مرحوم کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اِحتِمالِ علم ہونے کی صورت میں مرحوم کہنا **کُفر** ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "جو کسی **کافِر** کیلئے اس کے مرنے کے بعد **مغفِرت** کی دعا کرے یا کسی مُردہ مُرتد کو **مرحوم** (یعنی رحمت کیا جائے) یا **مغفور** (یعنی مغفرت کیا جائے) یا کسی مرے ہوئے ہندو کو بیکُنٹھ باشی (یعنی جنّتی) کہے وہ خود **کافِر** ہے۔"

(بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۲)

نماز اور روزہ وغیرہ کے بعد والدین کیلئے دعائے مغفرت کا اہم مسئلہ

سُوال: اگر کسی کے والدین یا دونوں میں سے ایک کافِر یا مُرتد ہو تو وہ فیضانِ

سنّت کا درس دینے کے بعد یہ دعا: ''**یا اللہ** ہماری، ہمارے ماں باپ کی اور ساری اُمّت کی مغفِرت فرما۔'' کرسکتا ہے یا نہیں؟ نیز نَماز میں اس قرانی دعاء **رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ**...... کا یہ حصّہ **رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ** الخ (یعنی اے ہمارے پروردگار! میری اور میرے ماں باپ کی مغفِرت فرما۔ الخ) پڑھے یا نہیں؟

جواب: اگر والِدَین **کافِر** ہوں تو اُن کے لئے دعائے **مغفِرت** کرنا کُفر ہے۔ اِس لئے درسِ **فیضانِ سنّت** میں دعا کے یہ الفاظ ''ہمارے ماں باپ کی'' نہ بولے بلکہ اِس طرح دعاء کرے: **یا اللہ** ہماری اور ساری امّت کی مغفِرت فرما۔ نَماز میں بھی ایسی دعا نہیں پڑھ سکتا۔ اگر سُوال میں مذکور دعاء کا ترجَمہ جانتا ہے کہ والِدَین کی بخشش کی دُعا اس میں ہے اور جانتا ہے کہ اس کے والِدَین کافِر یا **مرتد** ہیں پھر بھی جان بوجھ کر اپنے والِدَین کی مغفِرت کی نیّت سے اِس نے یہ دُعا کی تو اس دُعا کرنے والے پر **حکمِ کفر** ہے اور **توبہ و تجدیدِ ایمان اس پر فرض** ہے۔

خاندان کا کوئی فرد بِالفرض کافِر ہو تو....

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ماں باپ یا خاندان کا کوئی فرد اگر

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جُمعہ دوسو بار دُرُود پاک پڑھا اُس کے دوسو سال کے گناہ مُعاف ہوں گے۔

مَعاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **کافر یا مُرتد** ہو تو واقِعی سخت آزمائش ہوتی ہے، مگر کسی صورت شریعت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔ ذَیل میں دی ہوئی **آیت** اور اس کے تحت دیا ہوا **مضمون** پڑھیں گے تو اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِستِقامت ملنے کے ساتھ ساتھ **معلومات** کا خزانہ لاجواب ہاتھ آئے گا۔ چُنانچِہ پارہ 28 سورۂ مُجادَلہ آیت نمبر 22 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ

(پ۲۸ المجادلة ۲۲)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں **اللہ** اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے **اللہ** اور اس کے رسول سے مخالَفت کی اگرچِہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔

مسلمان کی پہچان

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان، شانِ حبیبُ الرحمٰن صَفحَہ 235 تا 236 پر فرماتے ہیں: یہ آیتِ

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر دس رحمتیں بھیجے گا۔

کریمہ بھی حضور علیہ السلام کی نعت ہے اور مسلمانوں کی پہچان ہے۔ اس میں مسلمانوں کی نشانی یہ بتائی گئی کہ مومن ہرگز ایسا نہیں کر سکتا کہ اللہ و رسول علیہ السلام کے دشمنوں سے محبت رکھے اگرچہ وہ اس کے خاص اہلِ قرابت ہی ہوں۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ماں باپ کا بہت بڑا حق ہے مگر حقِ مصطفےٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں کسی کا کچھ حق نہیں۔

ماں باپ اگر کافر ہوں تو ان سے محبت حرام ہے

حضور علیہ السلام کا حکم ہے کہ داڑھی رکھو۔ ماں یا باپ یا دوست کہیں کہ داڑھی منڈواؤ ہرگز جائز نہیں کہ منڈائے۔ **رب کا** حکم ہے کہ نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ **ماں** کہے: یہ کام نہ کر۔ ماں کی بات ہرگز نہ مانی جاوے گی۔ کیونکہ **اللہ و رسول** علیہ السلام کا حق سب پر مقدم (یعنی سب سے بڑھ کر) ہے اسی طرح اگر کسی کا بیٹا یا بھائی یا باپ یا ماں کافر ہوں، تو ان سے محبت دوستی تمام کی تمام حرام ہیں۔

صحابہ نے جنگ میں کافر رشتے داروں کو قتل کیا

اس آیت کی تفسیر **صحابۂ کرام** (علیہم الرضوان) کی زندگی ہے چنانچہ

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

حضرت **ابو عُبَیدہ** بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **جنگِ اُحُد** میں اپنے والد "جرّاح" کو **قتل** کیا۔ **حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند عبدالرحمٰن کو جو اس وقت کافر تھے مقابلہ کے لئے بلایا کہ عبدالرحمٰن آؤ آج باپ بیٹے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ لیکن **حضور** علیہ السلام نے ان کو روک دیا (الحمد للہ عزوجل حضرت سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد میں مسلمان ہو گئے) حضرت **مُصعَب** بن **عُمَیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی عبید اللہ بن عُمیر کو **قتل** کیا جو **کافر** تھا اور حضرت **عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو **قتل** کیا جو **کافر** تھا، اور حضرت **علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت **حمزہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربیعہ کے لڑکوں عُتبہ اور شَیبہ کو **جنگِ بدر** میں **قتل** کیا جو ان کے قرابت (رشتہ دار) تھے، **خدا** اور **رسول** پر ایمان لانے والوں کو (جسمانی) رشتہ داری کا کیا پاس!

(روح البیان ج ۹ ص ۳۴۶، خزائن العرفان ص ۸۷۰)

گستاخوں سے میل جول رکھنا بے ایمانوں کی نشانی ہے

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ **اللہ تعالیٰ** اور **رسول** علیہ السلام

کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے میل جول اور محبت رکھنا حرام ہے اور بے ایمانوں کی نشانی۔ **سعادت مند فرزند اپنے باپ کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتا، اگر کوئی شخص کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو** (اس کا بیٹا) **اس سے بولنا گوارا نہیں کرتا، تو جن پر دونوں جہان** (اور) **ماں و باپ قربان ان** (پیارے پیارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) **کی بدگوئی کرنے والوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا اور ان سے محبت کرنا کیوں کر گوارا کیا جا سکتا ہے!** اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بدمذہب کے جلسوں اور صحبتوں میں بے دھڑک شرکت کرتے ہیں۔ خدائے پاک (سمجھنے کی) توفیق عطا فرمائے۔ (امین بجاہِ النبیِّ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

سانپ جان اور بُرا دوست ایمان لیتا ہے

تا توانی دور شو از یارِ بد　　یارِ بد بدتر بود از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند　　یارِ بد بر دین و بر ایماں زند

(مثنوی شریف کے ان دو اشعار کا خلاصہ ہے کہ) جہاں تک ہوسکے بُرے

دوست سے دُور رہو کیونکہ برا دوست سانپ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔

سانپ تو صرف جان لیتا ہے جبکہ بُرا یار ایمان لیتا ہے۔

دولت مند (اگر) ڈاکو سے مَحَبَّت رکھے تو ایک دن (اُسی ڈاکو کے

باعث) اپنی دولت برباد کر دے گا۔ اِسی طرح دولتِ ایمان رکھنے

والا اگر بے ایمانوں سے مَحَبَّت رکھے، تو ایک دن اپنا ایمان کھو

دیگا۔ آج بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بُروں کی صحبت میں

بیٹھ کر بدمذہب بن گئے۔ (شانِ حبیب الرحمٰن ص ۲۲۵_۲۲۶)

قادیانی کافر ہیں

سُوال: ختمِ نبوت کے منکرین یعنی جو قادیانیوں کو کافر نہ مانے اس کے

بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مرزائیوں (قادیانیوں) کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ سمجھنے والا

خود **کافر مرتد** ہے۔ (**فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۲۱ ملخصاً**) اس

میں قادیانیوں کے تمام گروہ شامل ہیں۔ وہ **قادیانی** بھی جو مرزا

غلام احمد کو **نبی** مانیں اور وہ بھی جو مرزا کو **مجدد** یا مسیح مانیں اور وہ بھی

جو ان میں سے تو کچھ نہ مانیں مگر اس کو مسلمان مانیں بلکہ وہ بھی

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

کافر و مُرتَد ہیں جو اس کے عقائد کو جاننے کے باوجود اس کے **کافر** ہونے پر شک کریں۔ **قادیانی عقائد** کی تفصیل میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے رسائل میں موجود ہے جو **رَدِّ مرزائیت** کے نام سے مل سکتے ہیں۔ (ایمان کی حفاظت ص ۵۵)

حُسامُ الحَرَمین کے مُتَعَلِّق سُوال

سُوال: کیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابِ مُستَطاب **حُسامُ الحرمین** سے آپ مُتَّفِق ہیں؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مکمّل اِتفاق ہے میں **حُسامُ الحَرَمین** کے ایک ایک لفظ بلکہ ہر ہر حرف کا مُؤَیِّد ہوں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرتَبت پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سُنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری

شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے **حُسامُ الحرمین** میں گستاخانِ رسول کی گستاخانہ عبارات کی شرعی گرفت فرما کر گستاخوں کی **تکفیر** فرمائی ہے۔ اس **کتاب پر حرمین طیبین کے اُس دور کے جید علمائے کرام** رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلام کی **تصدیقات موجود ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه** میں نے بھی ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ کو اِس پر چند تائیدی سُطور لکھی ہیں۔ جو **دعوتِ اسلامی** کے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والی اِس کتاب میں برابر شامل کی جاتی ہیں۔ **دعوتِ اسلامی** سے وابستہ اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی خاطر جاری کئے جانے والے "**مَدَنی اِنعامات**" میں ہر سال کم از کم ایک بار **حُسامُ الحرمین** کا مطالعہ کرنے کی بھی ترغیب موجود ہے۔ **دعوتِ اسلامی** سے وابستہ پڑھے لکھے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے کم از کم ایک بار **حُسامُ الحرمین** کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ "**حُسامُ الحرمین**" پر کی جانے والی تائید بنام "**مَدَنی اِلتجاء**" کی نقل ملاحظہ فرمائیے:

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

مَدَنی اِلتجاء ـ سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی عُفِیَ عنہ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید الانبیاء والمرسلین

اما بعدُ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمؕ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

اللہ عزوجل کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اُس نے ہمیں مسلمان کیا اور دامنِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاتھوں میں دیا۔ سلطانِ مدینہ منورہ اور سردارِ مکۂ مکرمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جہاں ہم بے شمار اولیائے کرام کے فیضان سے مالا مال ہیں وہاں اللہ عزوجل کے ولی، عاشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نائبِ غوثِ جلی (رضی اللہ عنہ) مجدّدِ دینِ مصطفوی سیّدی ومرشدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا فیضان بھی ہمارے لئے ان شاء اللہ عزوجل باعثِ فلاحِ دارین ہے۔ آپ ایک ایسے مُتبحّر عالم تھے کہ جس عنوان پر قلم اٹھایا علم کے دریا بہا دیئے۔ آپ کی کتبِ مبارکہ سے آج بھی ایک دنیا فیضیاب ہو رہی ہے۔ زیرِ نظر کتاب **تمہیدُ الایمان مع حُسامُ الحرمین** کے تو کیا کہنے! واللہِ العظیم جَلَّ جَلَالُہٗ میرے آقا احمد رضا نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا!

؎ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا (رضی اللہ عنہ)

تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مَدَنی اِلتجاء ہے کہ پہلی فرصت میں اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اس میں دی ہوئی ہدایات پر سختی سے عمل کریں۔ اعلیٰحضرت (رضی اللہ عنہ) کی جملہ تحریریں عین قرآن و سنت کے مطابق ہیں۔ اگر شیطان کے وسوسوں میں پھنس کر میرے آقا اعلیٰحضرت (رضی اللہ عنہ) کی کسی بھی تحریر پر تنقید کی یا تنقید کرنے والے کی صحبت اختیار کی بلکہ اُس سے محبت بھی کی تو خبردار! کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

میں ہوں سُنّی رہوں سُنّی مروں سُنّی مدینے میں
بقیع پاک میں بن جائے تُربت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹ ذوالقعدۃ ۱۴۱۹ھ

مُرتَد کی دعوت کھانا کیسا؟

سُوال: مُرتَد کے یہاں جا کر **دعوت** کھانا کیسا ہے؟

جواب: حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ **حدیث پاک** میں فرمایا: نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ اُن کے ساتھ پانی پیو، نہ اُن کے پاس بیٹھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ (**جمعُ الجوامع للسّیوطی** ج ۲ ص ۱۰۱ حدیث ۱۱۱۹) میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ فیض دَرَجت میں **سُوال** ہوا: اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کے واسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالبِ علم یا اور شخص کو مکان پر بُلا کر کھانا کھلائے یا بھیج دے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا (بیان فرمائیے اجر پائیے)

الجواب: نہ وہ روپے لئے جائیں، نہ کھانا کھایا جائے، اور اُس کے یہاں جا کر کھانا **سخت حرام** ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم **(فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۲۸)** مگر یہ یاد رہے کہ بِلا دلیلِ شرعی مَحض اٹکل پچّو سے یا فَقَط شک کے سبب کسی مسلمان کو **مُرتَد** نہیں کہہ سکتے۔

جیسے کسی کو قادیانیوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے دیکھا تو اگرچہ اس کا یہ فعل حرام ہے مگر صرف اس وجہ سے اس کو قادیانی نہیں کہہ سکتے۔ ہاں جب کسی کا قادیانی ہونا یا کسی دوسری قسم کا مُرتد ہونا قطعی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر اسے کافر ماننا ضروری ہے اور بوقتِ ضرورت کافر کہنا بھی۔

مُرتد کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

سُوال: مُرتد اگر بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اکبر کہہ کر قربانی کا جانور ذبح کرے تو قربانی ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: قربانی بھی نہیں ہوگی اور اُس جانور کا گوشت کھانا بھی **حرام** ہوگا۔ چاہے جانور قربانی کا ہو یا کوئی اور۔ مَثَلاً مرتد نے بِسمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکبر پڑھ کر مرغی ذبح کی تو وہ بھی **حرام** ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "مُرتد کا ذبیحہ مُردار ہے اگرچہ بِسمِ اللّٰہ پڑھ کر ذبح کرے۔ یونہی (مُرتد نے) کتّا یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مُردار ہے اگرچہ چھوڑنے کے وقت بِسمِ اللّٰہ کہہ لی

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ہو۔" (بہارِ شریعت حصہ ۱۵ ص ۱۲۲، عالمگیری ج ۵ ص ۱۵۵)

مُرتَد کی قربانی کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سُوال: مُرتَد کے گھر سے آیا ہوا قربانی کا گوشت کھانا کیسا ہے جب کہ مسلمان قصاب نے ذبح کیا ہو۔

جواب: قربانی کا جانور ہو یا عام ذبیحہ قاعدہ یہ ہے کہ مسلمان کا ذبح کردہ گوشت ذبح سے لیکر کھانے تک ایک لمحے کیلئے بھی مسلمان کی نظر سے اوجھل ہو کر اگر مرتد یا غیر کتابی کافر کے قبضے میں نہ گیا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے ورنہ حرام۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "اگر وقتِ ذبح سے وقتِ خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا خریدنا، جائز اور کھانا حلال ہوگا۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۲۰ ص ۲۸۲)

مُرتَد بیٹا، باپ کی وراثت کا حقدار ہے یا نہیں؟

سُوال: اگر بیٹا معاذ اللہ عزوجل مُرتَد ہو گیا ہو تو وہ اپنے باپ کی وفات کے

بعد وِرثہ پائے گا یا نہیں؟

جواب: نہیں پائے گا۔ کیوں کہ مُرتَد کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **مُرتَد** کسی مُعاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور **کسی کا وارِث نہیں ہوسکتا** اور زمانۂ اِرتِداد میں جو کچھ کمایا اس میں **مُرتَد** کا کوئی **وارِث** نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۷، الدُّرُّ المختار و رَدُّ المحتار ج ۶ ص ۳۸۱)

مُرتَد سے مسلمان کیا سُلوک کریں؟

سُوال: مسلمانوں کو مُرتَد کے ساتھ کیا رَوَیَّہ (رَ۔ وَی۔ یَہ) رکھنا چاہئے؟

جواب: اس سلسلے میں **فتاویٰ** رضویہ جلد 14 صفحہ 298 تا 299 سے گستاخیٔ رسول والے اِتّفاقی پرچے کے مُتَعَلِّق ایک مبارَک فتوے کا اقتِباس مُلاحَظہ ہو، چُنانچِہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مُرتَّب کیا وہ **کافِر مُرتَد** ہے، جس جس نے اس پر نظر ثانی کر

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو مجھ پر ایک دُرود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے

کے برقرار رکھا وہ **کافر مرتد**، جس جس کی نگرانی میں چھپا ہو وہ **کافر مرتد**، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور اُنھوں نے بخوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اس کو اپنے نمبر کھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی **کافر مرتد**، بالغ ہوں خواہ (سمجھدار) نابالغ، ان چاروں فریق میں ہر شخص (چونکہ مرتد ہو چکا ہے لہٰذا اس) سے مسلمانوں کو سلام کلام **حرام**، میل جول **حرام**، نشست و برخاست **حرام**، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا **حرام**، مر جائے تو اس کا جنازہ اٹھانا **حرام**، اسے مسلمانوں کے گورستان (یعنی قبرستان) میں دفن کرنا **حرام**، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا **حرام**، اسے مٹی دینا **حرام**، اس پر فاتحہ **حرام**، اسے کوئی ثواب پہنچانا **حرام** بلکہ خود قطعِ اسلام (یعنی مرتد کو ایصالِ ثواب کرنا کفر) جب ان میں کوئی مر جائے اس کے اعزہ اقربا مسلمین اگر حکمِ شرع مانیں تو اس کی لاش دفعِ عفونت (یعنی بدبو سے نجات) کے لئے مُردار کتّے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر اوپر سے آگ پتھر جو

چاہیں پھینک کر پاٹ دیں کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ ہو۔ یہ احکام ان سب (مرتدین) کے لئے عام ہیں۔ اور جو جوان میں نکاح کئے ہوئے ہوں ان سب کی جورُوئیں (یعنی بیبیاں) ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قُربت ہوگی **حرام حرام** و زنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وَلَدُ الزِّنا ہوگی۔ عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ بعد عِدّت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں۔ ان (مرتدین) میں جسے ہدایت (نصیب) ہو اور (وہ) توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو، اُس وقت یہ احکام جو اس کی موت سے مُتَعَلِّق تھے مُنْتَفِی (یعنی ختم) ہوں گے، اور وہ مُناکحت جو اس میں بیبیوں کی تھی جب بھی باقی رہے گی، یہاں تک کہ اس کے حال سے صدقِ ندامت و خلوصِ توبہ و صحتِ اسلام ظاہر و روشن ہو مگر عورتیں اس سے (یعنی مرتد شوہر کے توبہ و تجدید ایمان کرلینے کے باوجود) بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں، انہیں اب بھی اختیار رہے گا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں، ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا۔ ہاں ان (عورتوں) کی

مرضی ہو تو جدید (قبول) اسلام ان (یعنی سابقہ شوہروں) سے بھی نکاح کر سکیں گی۔"

امتحانی پرچے میں مُرتد لیڈر کے بارے میں سوال آئے تو۔۔۔؟

سُوال: اِس جواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امتحانی پرچوں میں کسی مُرتد لیڈر کے فضائل کے بارے میں سُوال ہو تو اس کا جواب نہ دیا جائے؟

جواب: بے شک نہ دیا جائے چاہے امتحان میں فیل ہونا پڑے۔ اگر اس لیڈر کے مُرتد ہونے کے بارے میں یقینی معلومات ہونے کے باوجود جواب میں مسلمان لکھ دیا تو لکھنے والا بالغ یا سمجھدار نابالغ طالب علم خود کافر و مُرتد ہو جائے گا مزید تفصیل گزشتہ جواب میں موجود ہے۔

لاکھوں بلا میں پھنسنے کو روح بدن میں آئی کیوں!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم دنیا میں پیدا ہو کر واقعی سخت امتحان میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ بہت احتیاط سے زندگی بسر کرنی چاہئے اگر خدانخواستہ کسی کے قول و فعل سے اس پر **کفرِ قطعی** لازم ہو گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ کرے بغیر توبہ و تجدید ایمان کے موت آ پہنچی تو

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

چاہے لاکھ حاجی نمازی ہو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان قطعی (یعنی یقینی) جنّتی ہونے کے باوجود خوفِ خدا عزوجل سے ہمیشہ لرزاں وترساں رہا کرتے تھے۔ چنانچہ تین صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے خوفِ خدا عزوجل میں ڈوبے ہوئے عبرت انگیز ارشادات ملاحظہ ہوں:

﴿1﴾ کاش میں مینڈھا ہوتا

اسلام کے عظیم سپہ سالار حضرتِ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالٰی عنہ جنہیں حضورِ پُرنور، فیض گنجور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اِس اُمت کا امین فرمایا، اپنے بارے میں کہا کرتے تھے: **کاش میں مینڈھا ہوتا، میرے گھر والے مجھ کو ذبح کرلیتے، میرا گوشت کھالیتے اور شوربہ پی لیتے۔** (حِلیۃُ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۲) **اللہ رَبُّ الْعِزَّت عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

﴿2﴾ کاش! میں راکھ ہوتا

حضرتِ سیدنا عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں

حضرت سیِّدُنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **کاش! میں راکھ ہوتا جسے ہوائیں اُڑا لے جاتیں۔** (الزہد للامام احمد بن حنبل ص ۱۲۲) **اللہ رَبُّ الْعِزَّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** امین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

﴿3﴾ کاش! میں روزِ قیامت نہ اُٹھایا جاؤں

امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حضورِ پُرنور شافعِ یومُ النُّشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقرب ترین صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ہیں خوفِ خدا عزوجل کے غلبہ کی بنا پر فرماتے ہیں: **کاش! مرنے کے بعد مجھے دوبارہ نہ اُٹھایا جاتا۔** (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۲۶) **اللہ رَبُّ الْعِزَّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** امین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کاش کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

آہ! سلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے

کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

وُجُودِ الٰہی کے انکار کے بارے میں سُوال جواب

''اللہ ہوتا تو غریبوں کا ساتھ دیتا'' کہنا کیسا؟

سُوال: کسی نے مشکلات سے تنگ آکر یہ کہہ دیا: ''اگر واقعی اللہ عَزَّوَجَلَّ ہوتا تو غریبوں کا ساتھ دیتا، مجبوروں کا سہارا ہوتا'' اس بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے۔

جواب: مذکورہ جملے سے صاف ظاہر ہے کہ کہنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وُجُود ہی کا اِنکار کر رہا ہے کہ غریبوں مجبوروں کی مدد نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ (معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ) اللہ عَزَّوَجَلَّ نہیں ہے اگر ہوتا تو ان کی مدد ہوتی۔ کہنے والا کافِر و مُرتَد ہے۔

''اللہ ہوتا تو ضرور سنتا'' کہنا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا کیسا کہ ''مجھے ایسا لگتا ہے کہ اللہ نہیں ہے اگر ہوتا تو میری دعا ضرور سنتا۔''

جواب: اس جملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے وُجُود کا انکار پایا جا رہا ہے۔ کہنے والا کافِر ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب تک آسائشیں ملتی ہیں، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے خوش رہتے ہیں مگر جُوں ہی روزی میں تنگی وغیرہ کے ذَرِیعے آزمائشیں آتی ہیں تو اُول فُول بکنے اور خدا کی پناہ! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں جیسا کہ پارہ 30 سُوْرَۃُ الْفَجْر کی آیت نمبر 15 اور 16 میں **اللّٰہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ ۙ۬ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَكْرَمَنِ ؕ۝۱۵ وَ اَمَّاۤ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ۬ فَيَقُوْلُ رَبِّيْۤ اَهَانَنِ ۚ۝۱۶

(پ ۳۰ سورۃ الفجر ۱۵،۱۶)

تَرجَمۂ کنزالایمان: لیکن آدمی تو جب اُسے اُس کا رب (عَزَّوَجَلَّ) آزمائے کہ اِس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے: **میرے رب** (عَزَّوَجَلَّ) نے مجھے عِزَّت دی اور اگر آزمائے اور اسکا رِزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے: **میرے رب** (عَزَّوَجَلَّ) نے مجھے خوار کیا۔

دُشواری کے ساتھ آسانی بھی ہوتی ہے

اگر بیماری، بے رُوزگاری یا کسی طرح کی دشواری کا سامنا ہو تو صَبْر،

صَبْر اور صرف صَبْر ہی کرنا چاہئے کہ اللہ تَبارَکَ وَتَعالٰی نے صَبْر کرنے والوں کے لئے ڈھیروں ڈھیر اَجر رکھا ہے۔ اللہ باری عَزَّوَجَلَّ نے ہر دشواری کے ساتھ آسانی بھی رکھی ہے، چُنانچہ پارہ 30 سُورَۂ اَلَمْ نَشْرَح کی آیت نمبر 5 اور 6 میں ارشادِ ربّانی ہے:

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ﴿۶﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو بیشک دُشواری کے ساتھ آسانی ہے، بیشک دُشواری کے ساتھ آسانی ہے۔ (پ ۳۰ الم نشرح ۵۔۶)

خُدا، جزا اور سزا کا انکار

سُوال: ایک شخص نے کہا: خالِق، مالِک، زندگی، مَوت، جزاوسَزا بس سب یوں ہی ایک سوچ ہے۔ اِس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کہنے والا اگر مسلمان تھا تو **کافِر و مُرتَد** ہوگیا۔ اِس قولِ بد تراز بول میں ربِّ وَدُود عَزَّوَجَلَّ کے **وُجُود** کا اِنکار ہے جو کہ بدترین کُفر ہے۔ نیز اِس میں موت اور جزا وسَزا کا بھی انکار ہے اور یہ بھی صَریح کُفریات ہیں۔

ابھی توبہ کرلینے اور زَبان کو قابو میں رکھنے میں عافیّت ہے، ورنہ جو لوگ کُفر کی موت مرکر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے واصِلِ جہنَّم ہوجائیں گے وہ بَہُت ہی پچھتائیں گے۔ ان جہنَّمیوں کا اور اہلِ جنّت کا مُکالمہ (مُکا۔لَ۔مہ) مُلاحظہ فرمائیے جو کہ نہایت ہی قابلِ عبرت ہے۔ چُنانچِہ اس کو پارہ 29 سورۃُ المُدَّثِّر کی آیت نمبر 40 تا 47 میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ﴿۴۷﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: باغوں میں پوچھتے ہیں، مجرموں سے، تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ وہ بولے: ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا جسم ماننا کیسا؟

سُوال: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو انسان کی طرح بدن والا ماننا کیسا ہے؟

جواب: **ایسا کہنے یا ماننے والا کافر** ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد 14، صفحہ 250 پر "دُرِّمختار" کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: "اگر **ضروریاتِ دین** سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے جیسے یہ کہنا کہ اللہ عزوجل اجسام کے مانند جسم ہے۔"

(**دُرِّمختار** ج ۲ ص ۲۵۸)

"اللہ عزوجل مکان سے پاک ہے" کے بارے میں سُوال جواب

"روزی دینے والا اوپر بیٹھا ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: "روزی دینے والا یا انصاف کرنے والا اوپر بیٹھا ہے" کہنا کیسا؟

جواب: یہ کلمۂ کفر ہے کیوں کہ اس میں **اللہ الرحمٰن** عزوجل کے لئے سمت و**مکان** ثابت کئے گئے ہیں۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے لئے **مکان** ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ **مکان** سے پاک ہے یہ کہنا کہ "اوپر خدا ہے نیچے تم" یہ کلمۂ

کفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱، الملفوظ مکمل ج ۱ ص ۲۶۷)

بچوں کو اللہ کہنا سکھایئے

سُوال: اپنے بچوں کو بعض لوگ یہی ذِہن دیتے ہیں کہ **اللہ** اوپر ہے۔ لہٰذا ان بچوں کو جب پیار سے پوچھا جائے کہ **اللہ تعالیٰ** کہاں ہے؟ تو فوراً آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھا دیتے ہیں۔ ایسا سکھانا کیسا؟

جواب: اس طرح وُہی سکھاتا ہوگا جس کا اپنا ذِہن بھی یِہی **بنا** ہوگا کہ **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ "اللہ تعالیٰ اوپر ہے یا اوپر اُس کا **مکان** ہے جس میں وہ رہتا ہے" یہ دونوں باتیں **کفر** ہیں۔ **اللہ تعالیٰ** جِہت (یعنی سمت) سے بھی پاک ہے اور **مکان** سے بھی۔ بچّے کو اشارہ مت سکھایئے بلکہ جوں ہی بولنے کے لائق ہو سب سے پہلے اُس کی زَبان سے لفظ "**اللہ**" نکلوانے کی کوشش فرمایئے۔ اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہنا سکھایئے نیز اس کو یہ کہنا بھی سکھایئے: **اللہ ہماری جان سے بھی قریب ہے۔** پارہ 26 سورۃ ق آیت نمبر 16 میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

ارشاد فرماتا ہے:

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فرماتے ہیں: یہ کمالِ علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں، ''وَرِید'' وہ رَگ ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر ہر جُزو (یعنی حصّے) میں پہنچتا ہے، یہ رگ گردن میں ہے۔ معنیٰ یہ ہیں کہ انسان کے اَجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔ (خَزائِنُ الْعِرفَان ص ۸۲۶)

''اللہ'' کا اشارہ گونگے بہرے کس طرح کریں؟

سُوال: آج کل گونگے بہروں کو تربیّت دینے والے ''اللہ'' کا اشارہ آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھوا کر سکھاتے ہیں یہ کہاں تک دُرُست ہے؟

جواب: یہ طریقہ قطعاً (قَطْ۔عاً) غَلَط ہے۔ ان بے چاروں کے ذِہن میں یِہی نظریات بیٹھ جاتے ہوں گے کہ ''اللہ تعالٰی اوپر ہے یا اوپر

اُس کا **مکان** ہے جس میں وہ رہتا ہے یہ دونوں باتیں **کفر** ہیں"

اللہ عَزَّوَجَلَّ جہت (یعنی سَمت) سے بھی پاک ہے اور **مکان** سے

بھی ۔ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کے بجائے ان کو ہاتھ کے

ذریعے لفظ "**اللّٰہ**" بنا کر دکھانا چاہئے اور اس کا طریقہ نہایت ہی

آسان ہے سیدھے ہاتھ کی اُنگلیاں معمولی سی کُشادہ کر کے

انگوٹھے کا سر اوپر کی طرف تھوڑا سا بڑھا کر شہادت کی اُنگلی کے پہلو

کے وسط میں لگا لیجئے اب سیدھی ہتھیلی کی پُشت کی طرف دیکھئے تو

لفظ **اللہ** محسوس ہوگا۔ اسی طرح کرکے اُلٹے ہاتھ کی ہتھیلی کی اگلی

طرف دیکھیں گے تو **اللہ** لکھا ہوا نظر آئے گا۔

فلمیں کُفریات سیکھنے کا ذریعہ ہیں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و جہت (یعنی

سَمت) ثابت کرنے والے جُملے لوگوں میں کافی رائج ہوتے جا

رہے ہیں مثلاً "اُوپر والا" کہنا تو بہت زیادہ عام ہے۔ جو کہ اکثر

لوگوں نے زیادہ تر فلموں ڈراموں سے سیکھا ہے۔ چونکہ ہر مسلمان

کفریات کی پہچان نہیں کر پاتا، اس وجہ سے نہ جانے کتنے مسلمان

روزانہ یہ غلطیاں کرتے ہوں گے۔ **جن لوگوں سے زندگی میں کبھی ایک بار بھی یہ جملہ صادر ہو گیا ہو انہیں چاہیے کہ اس سے توبہ کریں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھیں اور اگر شادی شدہ ہیں تو نئے سرے سے نکاح بھی کریں**۔ کاش! مسلمان بُرے خاتمے کا ڈر اپنے اندر پیدا کریں، فلموں ڈراموں اور گانے باجوں سے کنارہ کشی اختیار کریں اور **فرض علومِ دین** کا علم حاصل کریں۔ **آہ!** موت ہر وقت سر پر کھڑی ہے! **موت** بیماریوں، دھماکوں، ہنگاموں، سیلابوں، طوفانی بارشوں، زلزلوں، آتش زدگیوں، نیز تیز رفتار گاڑیوں کے حادثوں کے ذریعے اچھے خاصے کڑیل جوانوں کو بھی فوری طور پر اُچک کر لے جاتی ہے اور ساری خرمستیاں اور رنگ رلیاں خاک میں مل جاتی ہیں ؎

جل گئے پروانے شمعیں پانی پانی ہو گئیں
میرا تیرا ذکر ہو کر انجمن میں رہ گیا

''اللہ آسمان سے دیکھ رہا ہے'' کہنا کیسا؟

سُوال: بدنگاہی کرنے والے کو ڈرانے کیلئے یہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہ، **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ **آسمان سے دیکھ رہا ہے۔**

جواب: نہیں کہہ سکتے کہ یہ **کُفریہ جملہ** ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد 2 صَفحہ 259 پر ہے: ''اللہ تعالیٰ آسمان سے یا عرش سے دیکھ رہا ہے'' ایسا کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری ج۲ ص۲۵۹) ہاں بدنِگاہی بلکہ کسی بھی طرح کا گناہ کرنے والے کو یہ اِحساس دلایا جائے کہ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ **دیکھ رہا ہے۔**'' جیسا کہ پارہ 30 سورۃ العَلَق کی 14 ویں آیتِ کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: کیا نہ جانا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) دیکھ رہا ہے۔

ہزار حج سے بہتر عمل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کاش! حقیقی معنوں میں ہمارے ذِہن میں ہر وَقت یہ بات جمی رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ **ہمیں دیکھ رہا ہے** اگر واقعی اس تصوُّر کی معراج نصیب ہوجائے تو پھر گناہوں کا صُدور نہیں ہوسکتا۔ حضرتِ سیِّدُنا **امام ابو القاسم قُشَیری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرت حصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''ایک

بار دیکھنا ہزار حج سے بہتر ہے " اس ایک بار دیکھنے سے مُراد یہی

ہے کہ تمام تر توجُّہ جمع کر کے اَللّٰہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے آپ کو

حاضر تصوُّر کرنا (کہ اَللّٰہ عزوجل مجھے دیکھ رہا ہے) (قرۃ العیون ونزھۃ الفتوحیہ

ص ۴۲۰) **اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عزوجل کی اُن پر رحمت ہو**

اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

آنکھوں میں آگ کی سلائی پھیر دی جائے گی

کاش! نگاہوں کی حفاظت کی عادت بن جائے، یقیناً بدنگاہی کا

عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔ علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نقل کرتے ہیں: " جس نے نامحرم سے آنکھ کی حفاظت نہ کی

بروزِ قیامت اُس کی آنکھ میں آگ کی سلائی پھرائی جائے

گی۔ " (بحر الدموع ص ۱۷۱-۱۷۲)

آنکھوں کے قُفلِ مدینہ[1] کا ایک مَدَنی نُسخہ

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل

---

(1) بدنگاہی کے ساتھ ساتھ فضول نگاہی سے بھی بچنا اور حیا سے اکثر نظریں نیچی رکھنا دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں " آنکھوں کا قفلِ مدینہ " کہلاتا ہے۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے کسی نے عرض کی: یا سیِّدی! میں آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنانا چاہتا ہوں، کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے جس سے مدد حاصل کروں۔ فرمایا: یہ ذہن بنائے رکھو کہ میری نظر کسی دوسرے کو دیکھے اِس سے پہلے ایک دیکھنے والا (یعنی اللہ عزوجل) مجھے دیکھ رہا ہے۔ (اِحیاءُ العُلوم ج ۵ ص ۱۲۹) **اللہُ رَبُّ الْعِزَّت عزوجل کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم

نیچی نظر رکھنے کا لاجواب طریقہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا حَسّان بن اَبی سِنان علیہ رَحْمۃُ الحنّان نَمازِ عید کے لیے گئے۔ جب واپَس گھر تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اہلیہ کہنے لگی: آج آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کتنی عورتیں دیکھیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خاموش رہے جب اُس نے زیادہ اِصرار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: **گھر سے نکلنے سے لے کر تمہارے پاس واپَس آنے تک میں اپنے** (پاؤں کے)

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

اَنگوٹھوں کی طرف دیکھتا رہا۔ (الصَّمت مع موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا ج ۱ ص ۲۰۵) سُبْحٰنَ اللّٰه! اللہ والے بلا ضرورت بالخصوص بھیڑ کے موقع پر اِدھر اُدھر دیکھتے ہی نہیں کہ مَبادا (یعنی ایسا نہ ہو کہ) شرعاً جس کی اجازت نہ ہو اس پر نظر پڑ جائے! (گزرے ہوئے نیک بندوں کی ایک علامت بیان کرتے ہوئے) حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نیک لوگ فضول اِدھر اُدھر دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (ایضاً ص ۲۰۶) **اللّٰه** رَبُّ الْعِزَّت عزوجل **کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** اٰمین بجاہِ النبیِّ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

کوئی دیکھ نہیں رہا!

حضرتِ سیِّدُنا فرقد سَبَخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مُنافق جب دیکھتا ہے کہ اسے کوئی (آدمی) نہیں دیکھ رہا تو وہ گناہ کر ڈالتا ہے۔ **افسوس!** کہ وہ اس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اسے نہ دیکھیں مگر **اللّٰه** عزوجل **دیکھ رہا ہے** اس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔ (ایضاً ص ۱۲۰) **اللّٰه** رَبُّ الْعِزَّت عزوجل **کی اُن پر رحمت**

ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

چھپ کے لوگوں سے کئے جس کے گناہ   وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

ارے او مجرم بے پروا دیکھ   سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

(حدائقِ بخشش شریف)

مَدَنی التجاء: سنّتوں بھرے بیان کا کیسٹ بنام "**اللہ دیکھ رہا ہے**" مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کر کے خود بھی سنئے اور گھر والوں کو بھی سنائیے اِن شاءَ اللہ عزوجل انتہائی مفید پائیں گے۔

"اوپر اللہ کا سہارا" کہنے کا حکمِ شرعی

سوال: کسی سے یوں کہنا کیسا ہے کہ " اوپر **اللہ** کا سہارا اور زمین پر آپکا سہارا ہے"

جواب: کفر ہے کہ اس میں **اللہ** تبارک وتعالیٰ کے لئے **مکان و جہت** کو ثابت کیا جا رہا ہے۔

اللہ عزوجل کو "اوپر والا" کہنا کیسا؟

سوال: اللہ عزوجل کی ذات کے لیے **اوپر والا**، بولنا کیسا ہے؟

جواب: اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے لئے لفظ ''اُوپر والا'' بولنا **کفر** ہے کہ اس لفظ سے اس کے لئے **جِہت** (یعنی سَمت) کا ثُبوت ہوتا ہے اور اس کی ذات **جِہت** (سَمت) سے پاک ہے جیسا کہ حضرت علامہ سعدُ الدّین تفتازانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ''اللّٰہ تبارک وتعالیٰ **مکان** میں ہونے سے پاک ہے اور جب وہ **مکان** میں ہونے سے پاک ہے تو **جِہت** (یعنی سَمت) سے بھی پاک ہے (اسی طرح) **اُوپر و نیچے** ہونے سے بھی پاک ہے۔ (شرح عقائد ص ۶۰) اور حضرت علامہ ابنِ نُجَیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں: ''جو اللّٰہ عزوجل کو **اُوپر یا نیچے** قرار دے تو اس پر حکمِ **کفر** لگایا جائے گا۔'' (بحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳) لیکن اگر کوئی شخص یہ جملہ **بلندی و برتری** کے معنیٰ میں استعمال کرے تو قائل پر حکمِ کفر نہ لگائیں گے مگر اس قول کو بُرا ہی کہیں گے اور قائل کو اس سے روکیں گے۔ **(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۲)**

''اللّٰہ مسجد، مندر ہر جگہ ہے'' کہنا

سُوال: کسی نے کہا: **اللّٰہ** عزوجل ہر جگہ ہے، کعبہ میں بھی ہے مسجد میں بھی

ہے مسجد میں بھی ہے اور گرجا میں بھی ہے" کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: کہنے والے پر لزومِ کفر کا حکم ہے کیوں کہ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے **مکان** ثابت کیا گیا ہے اس طرح کے کلمات حمد یہ کلام میں بعض **نعت خواں** پڑھتے ہیں، ان کو **توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح** کرنا چاہیے۔

"اللہ مکان سے پاک ہے" اس کی وضاحت

سُوال: آج کل عموماً عوام یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اوپر رہتا ہے اس کا آسمان پر مکان ہے۔ بے شمار لوگ یوں بھی بولتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہر جگہ ہے۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک ہے مہربانی کرکے اس کی وضاحت کردیجئے۔

جواب: بے شک **اللہ الرَّحمٰن** عَزَّوَجَلَّ جگہ و مکان سے پاک ہے۔ دراصل فلمیں ڈرامے دیکھ دیکھ کر اور بیہودہ غزلیں اور فلمی گانے سن سن کر بہت سے لوگوں کے ذہنوں کے اندر سُوال میں مذکورہ

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جب تم رسولوں علیہم السلام پر درود پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

کُفری عقیدہ جم گیا ہے اور ان لوگوں سے سُن سُن کر اولاد دَر اولاد ذہنوں میں معاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ عقیدہ مُنتقِل ہوتا جا رہا ہے۔ علمِ دین و علمائے دین سے دُوری کے باعث **اللہ الرَّحمٰن** عَزَّوَجَلَّ کا جگہ اور **مکان** سے **پاک** ہونا بعض اَذہان قبول نہیں کر پاتے۔ خدائے حَنّان و مَنّان جَلَّ جَلالُہٗ کے جگہ و **مکان** سے **پاک** ہونے پر یوں تو بے شمار دلائل ہیں مگر میں صِرف ایک دلیل عرض کرنے کی کوشِش کرتا ہوں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ قبولِ حق کا جذبہ رکھنے والا ذِہن فوراً قبول کر لے گا۔ یہ بات ذِہن نشین فرما لیجئے کہ **اللہ کریم** عَزَّوَجَلَّ قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے وہ تب سے ہے کہ جب اب تب کب، یہاں وہاں اوپر نیچے، دائیں بائیں وغیرہ کچھ بھی نہ تھا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات کے علاوہ ہر چیز **حادِث** ہے۔ حادِث، قدیم کی ضد ہے۔ حادِث یعنی وہ کہ جو عدم سے وُجود میں آئے۔ اِس کو اور آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جو پہلے سے نہ تھا مگر بعد میں موجود ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان **اللہ کریم** عَزَّوَجَلَّ اور اس کی صفات کو **قدیم** ہی مانتا ہے اور اِس

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

کے علاوہ ہر چیز بعد میں بنائی گئی اِس کو بھی تسلیم کرتا ہے تو بس اتنی سی بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بعد میں بنائی جانے والی چیزوں میں یقیناً زمین و آسمان، عرش و کرسی، اوپر نیچے دائیں بائیں وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ **اللہ** عزوجل اوپر ہے یا آسمان پر ہے یا عرش پر ہے یا ہر جگہ ہے تو پھر آسمان، عرش بلکہ ہر جگہ کو قدیم ماننا لازم آئے گا یا پھر یہ ذہن بنانا پڑے گا کہ پہلے **اللہ** عزوجل جگہ و مکان سے پاک تھا بعد میں جوں جوں وہ عزوجل چیزیں بناتا گیا ان میں "رہتا" چلا گیا۔ جب "اوپر" وجود میں آیا تو اوپر آ گیا، جب "نیچے" کی تخلیق ہوئی تو نیچے اُتر آیا، "عرش" بنایا تو عرش پر پہنچ گیا اور جب "جگہیں" پیدا کیں تو ہر جگہ تشریف لا کر رہنے لگا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اللہ کرے دل میں اُتر جائے مری بات (آمین)

اُمید ہے کہ مسئلہ سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ بہر حال شرعی حکم یہی ہے **اللہ** عزوجل کو "اوپر" یا "آسمان پر رہتا ہے یا ہر جگہ ہے" کہنا **کفرِ لزومی** ہے یعنی عقیدہ رکھنے والا مسلمان اگرچہ علمائے متکلمین رحمہم

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

اللہ المبین کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں ہوتا تاہم فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کے نزدیک اس پر حکمِ کفر ہے لہٰذا اس پر لازم ہے کہ توبہ، **تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح** کرے۔

مکان کے مُتَعَلِّق کُفریات کی 7 مثالیں

{1} **اللہ** تعالیٰ کے لئے جہت (یعنی سَمت) ماننا **کفر** ہے یعنی یہ کہنا **اللہ** تعالیٰ اوپر ہے یا نیچے ہے۔ **(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳)** صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **اللہ** تعالیٰ جہت (یعنی سمت) و **مکان** و زمان و حرکت و سکون و **شکل** و صورت و جمیع حوادث سے **پاک** ہے۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۷)**

{2} خدا کے لئے **مکان** ثابت کرنا (یعنی ماننا یا کہنا) **کفر** ہے۔
(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳)

{3} **اللہ** تعالیٰ کے لئے **جسم** و **مکان** ثابت کرنا **کفر** ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے مبارک رسالے "قوارعِ القہار"

(فتاویٰ رضویہ جلد 29 صفحہ 119 تا 285) میں دیکھی جا سکتی ہے۔

﴿4﴾ یہ کہنا کہ ''اوپر خدا ہے نیچے تم ہو'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰، فتاویٰ قاضی خاں ج ۴ ص ۴۷۰)

﴿5﴾ جو کہے: ''**اللہ** تعالیٰ آسمان میں ہے'' اگر تو اس نے وہ مراد لیا جو ظاہراً اخبار (یعنی احادیثِ مبارکہ) میں ہے اس کی حکایت (یعنی اُسی کا بیان) ہے تو پھر **کفر** نہیں۔ اگر **مکان** کی نیت ہے تو **کفر** ہے اور اگر کچھ بھی نیت نہیں تب بھی اکثر **فقہائے کرام** رَحِمَھُمُ اللہُ السلام کے نزدیک **کفر** ہے۔ (بحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۳، فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۸۷) **افسوس!** اس طرح کے جملے لوگوں میں بکثرت بکے جاتے ہیں۔ آپ غور فرما لیجئے اگر خدانخواستہ زندگی میں کبھی اس طرح بول دیا ہے تو **آپ تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح** کر لیجئے۔

﴿6﴾ یہ کہنا کہ ''کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو'' **کلمۂ کفر** ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۴۳، مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۵)

﴿7﴾ جو کہے: ''**اللہ** تعالیٰ آسمان سے یا عرش سے دیکھ رہا ہے'' یہ **قول کفر** ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔

اللہ عزوجل کی توہین کے بارے میں سُوال جواب

''اللہ ظالموں کا ساتھ دیتا ہے'' کہنا

سُوال: کوئی اپنے دشمن سے تنگ آ کر اگر اس طرح بک دے کہ فلاں شخص نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے اور دُکھ کی بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل بھی ایسوں ہی کے ساتھ ہوتا ہے"۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنا **کفر** ہے کہ اس جملہ میں ربِّ اعلیٰ عزوجل کو ظالموں کا ساتھ دینے والا قرار دے کر اس کی توہین کی گئی ہے۔

خدا عزوجل کی ناراضگی کو ہلکا جاننا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا کیسا ہے مجھے اللہ عزوجل کے ناراض ہونے کی پرواہ نہیں، مجھے اللہ عزوجل کا خوف نہیں۔

جواب: اس میں اللہ عزوجل کی ناراضگی کو ہلکا جاننا پایا جا رہا ہے اور اس عزوجل کے عذاب سے بے خوف ہونے کا پہلو بھی موجود ہے لہٰذا مذکورہ جملہ **کفریہ** ہے۔ صاحبِ الشریعہ، بحرُ الطریقہ حضرت

علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:
"کسی سے کہا کہ گناہ نہ کرو ورنہ **خدا** تجھے **جہنّم** میں ڈالے گا۔" اُس نے کہا: میں **جہنّم** سے نہیں ڈرتا یا کہا: **خدا کے** عذاب کی کچھ پروا نہیں یا ایک نے دوسرے سے کہا: "تو **خدا** سے نہیں ڈرتا؟" اُس نے غصّہ میں کہا: "نہیں۔" یا کہا: **خدا** کیا کرسکتا ہے؟ اِس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ **دوزخ** میں ڈالدے یا کہا: **خدا** سے ڈر اُس نے کہا: **خدا** کہاں ہے؟ یہ سب **کلماتِ کفر** ہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص۱۷۲)

امامِ اعظم کا خوفِ خدا عزوجل

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو**! جو لوگ دنیا ہی کو اپنا سب کچھ بنا بیٹھتے، موت کو بھلا بیٹھتے اور نیک لوگوں سے رشتہ توڑ بیٹھتے ہیں وہ عام طور پر بے لگام ہوتے ہیں، ان کی زَبان گویا ان کے دل کے آگے ہوتی ہے دل کی طرف رُجوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی بس جو کچھ زَبان کی نوک پر آیا پھسل کر باہر آجاتا ہے اور وہ ہردم بک بک کرتے رہتے ہیں اور پھر اس طرح **معاذ اللہ عزوجل** زَبان سے **کفریات** سرزد ہونے کا امکان بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہمیں

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

اپنے اندر خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ پیدا کرنا چاہئے۔ کروڑوں حنفیوں کے پیشوا اور میرے آقا و مولا حضرتِ امامِ اعظم، فَقِیہِ اَفخَم، امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوفِ خدا ملاحظہ ہو۔ چنانچہ منقول ہے ایک بار سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سے گفتگو فرما رہے تھے کہ کسی بات پر اچانک اس شخص نے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اِتَّقِ اللّٰہ! یعنی خدا کا خوف کرو! ان الفاظ کا اس کے منہ سے نکلنا تھا کہ سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ زرد پڑ گیا، سر جھکا لیا اور فرمانے لگے: بھائی! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے، علم پر جس وقت کسی کو ناز ہونے لگے اُس وقت وہ اِس بات کا ضرورت مند ہوتا ہے کہ کوئی اس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد دلا دے۔

(عقودُ الجُمان ص ۲۲۷)

اللہ عزوجل بھول سے پاک ہے

سُوال: "میری قسمت میں شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ کچھ لکھنا ہی بھول گیا ہے" یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا کفر ہے کیوں کہ اِس قول میں اللّٰہ ربُّ العٰلمین عَزَّوَجَلَّ کی شدید ترین توہین کرتے ہوئے اسے "بھول جانے

والاقرار" دیا گیا ہے۔ یقیناً اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **بھول جانے سے پاک** ہے۔ اور ہر وہ بات جس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف **بُھول جانا** ثابت کیا جائے **خالِص کُفر** ہے۔ چُنانچہ پارہ 16 سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 52 میں ارشاد ہوتا ہے:

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ تَرجَمۂ کنزُالایمان: میرا رب (عَزَّوَجَلَّ) نہ بہکے نہ بُھولے۔ (پ ۱۶ طٰہٰ ۵۲)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بھول منسوب کرنا

سُوال: "نہ جانے میرا ابُلاوا کب آئے گا؟ شاید بنانے والا **بُھول** گیا ہے۔" یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا **کُفر** ہے۔ کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بھولنے سے پاک ہے۔ **بہارِ شریعت** میں ہے: "کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بُہت بوڑھا ہے مرتا نہیں اُس کے لیے کہنا کہ اِسے **اللّٰہ** میاں **بھول** گئے ہیں" یہ کفر ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

اللہ میاں کہنا کیسا؟

سُوال: اللّٰہ میاں کہنا کیسا؟

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

جواب: اللہ عزوجل کے ساتھ ''میاں'' کا لفظ بولنا ممنوع ہے اللہ پاک، اللہ تعالٰی، اللہ عزوجل اور اللہ تبارک و تعالٰی وغیرہ بولنا چاہئے میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''(اللہ تعالٰی کے لئے) میاں کا اطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنی رکھتا ہے، ان میں دو ربُّ العزت کے لئے محال (یعنی ناممکن) ہیں، میاں (یعنی) آقا اور شوہر اور مرد و عورت میں زنا کا دلال، لہٰذا اطلاق ممنوع۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۴)

''ایمان'' کا لباس کس کو ملیگا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب بھی کوئی آفت آپڑے خواہ طویل عرصے تک بے روزگاری یا بیماری دور نہ ہو یا مسائل حل نہ ہوں، ہر موقع پر صرف صبر صبر اور صبر سے کام لینا اور آخرت کا ثواب و اجر حاصل کرنا چاہئے۔ حضرت سیدنا داؤد علٰی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی عزوجل میں عرض کی: **اے میرے رب!** جو آدمی تیری رضا کے حصول کے لیے مصیبتوں پر صبر کرتا ہے اس پریشان اور غمگین آدمی کا بدلہ کیا

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا: اس کا بدلہ یہ ہے کہ میں اُسے **ایمان کا لباس** پہناؤں گا اور اُس سے کبھی بھی نہیں اتاروں گا۔

(رسائل ابن عابدین ج ۲ ص ۹) **اللہ رَبُّ العِزّت عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"کیسے یقین کروں کہ اللہ سنتا ہے۔" کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی پریشان حال یوں کہہ بیٹھے: "کیسے یقین کروں کہ اللہ عزوجل سنتا ہے۔" تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنا **کفر** ہے کیوں کہ مذکورہ جملے میں **اللہ** تبارک و تعالیٰ کے سمیع ہونے (یعنی سننے والا ہونے کی صفت) پر شک کیا جا رہا ہے جو کہ **خالص کفر** ہے۔ بالغرض یہ جملہ **دعا** کے موقع پر بولا گیا اور کہنے والا اگر اپنے اِس **قول** سے یہ مُراد لیتا ہے کہ "کیسے یقین کروں کہ اللہ عزوجل دعا قبول کرتا ہے" تو یہ معنی بھی **کفریہ** ہیں کہ اس میں مطلقاً اللہ عزوجل کے **دعا** قبول کرنے کا انکار کیا جا رہا ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ پارہ 24 سورۃ المؤمن

کی آیت نمبر 60 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا: مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔

ہے تیرا فرماں اُدعُونی، ہے یہ دعا ہو قبر نہ سُونی

جلوۂ یار سے اِس کو بسانا، یا اللہ مری جھولی بھر دے

"اللہ صابِروں کے ساتھ ہے" کا انکار

سُوال: کسی پریشان حال نے بپھر کر کہا: کہتے ہیں، "اللہ عَزَّوَجَلَّ صَبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" میں کہتا ہوں، یہ سب بکواس ہے۔ اِس طرح کہنا کیسا ہے؟

جواب: کُھلا کُفر ہے کہ اِس قول میں ربُّ الْعٰلمین کی سخت **توہین**، اور اِس آیتِ قرانی کا اِنکار اور اسکی بھی **توہین** پائی جارہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) صابِروں کے ساتھ ہے۔ (پ ۲ البقرۃ ۱۵۳)

کربلا والوں سے بڑھ کر مُصیبت زدہ کون؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پریشان حال کو چاہئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درود پاک پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

رضا پر راضی رہے اور اپنے آپ کو سمجھاتے ہوئے دل ہی دل میں کہے کہ شہیدان و اسیرانِ کربلا علیہم الرضوان پر جو مصیبتیں آئی تھیں وہ یقیناً مجھ پر آنے والی مصیبتوں سے کروڑوں گنا زیادہ تھیں مگر انہوں نے ہنسی خوشی برداشت کیں اور صبر کر کے جنت کے حقدار بنے۔ میں کہیں بے صبری کر کے آخرت کی سعادت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ یقیناً یقیناً یقیناً دُنیوی پریشانیوں، تنگدستیوں، بیماریوں وغیرہ میں صبر کرنے والوں کیلئے آخرت کی خوب خوب راحت سامانیاں ہیں۔

مُصیبت کی عجیب حکمت

حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ **ایک نبی** علیہ السلام نے اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے دربار میں عرض کی: اے میرے ربُّ العزت! مومن بندہ تیری **اطاعت** کرتا اور تیری **معصیت** (نافرمانی) سے بچتا ہے (لیکن) تُو اس سے دنیا لپیٹ لیتا اور اس کو آزمائشوں میں ڈالتا ہے اور **کافر** تیری اطاعت نہیں کرتا بلکہ تجھ پر اور تیری **معصیت** (نافرمانی) پر جرأت کرتا ہے لیکن تُو اس سے **مصیبت** کو دور رکھتا اور اس کیلئے دنیا کشادہ کر دیتا ہے (آخر

اس میں کیا حکمت ہے؟) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وَحی فرمائی: بندے بھی میرے ہیں اور مصیبت بھی میرے اختیار میں ہے اور سب میری حَمد کے ساتھ میری تسبیح کرتے ہیں۔ **مؤمن کے ذمّہ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس سے دنیا کو دُور کرکے اس کو آزمائش میں ڈالتا ہوں تو یہ** (آزمائش ومصیبت) **اس کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتی ہے** حتّٰی کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اسے نیکیوں کا بدلہ دوں گا اور **کافر** کی (دُنیوی اعتبار سے) کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اس کیلئے رِزق کا اضافہ کرتا اور مصیبت کو اس سے دُور رکھتا ہوں تو یوں اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہوں حتّٰی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو میں اس کے گناہوں کی اس کو سزا دوں گا۔ (الرسالۃ القشیریۃ ص ۱۶۲)

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نظام کو اُلٹا کہنے والا کافر ہے

سُوال: اگر کوئی یوں کہے: ''**اللّٰہ** تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کے گھر کا تو سارا نظام ہی اُلٹا ہے۔'' تو کیا حکمِ شَرعی ہے؟

جواب: ایسا کہنے والا **کافر** ہو گیا۔ کیوں کہ مذکورہ جُملہ ربِّ جلیل عَزَّوَجَلَّ کی

شدید ترین توہین ہے۔

”اللہ مکّاروں کا ساتھ دیتا ہے“ کہنا کیسا؟

سُوال: ”اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عیّاروں اور مکّاروں کا ساتھ دیتا ہے۔“ یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: کہنے والا **کافر** ہوگیا کیوں کہ یہ جملہ قرآنِ مُبین کے صریح خلاف اور اللہ ربُّ العٰلمین تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کی سخت ترین **توہین** پر مبنی ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ پر چھوڑ کر دیکھ لیا!

سُوال: کسی نے مشورہ دیا: بھائی! اپنا معاملہ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر چھوڑ دیجئے۔ جواب دیا: ”میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر چھوڑ کر بھی دیکھ لیا، کچھ نہیں ہوتا!“ یہ جواب کیسا ہے؟

جواب: یہ جواب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی **توہین** پر مبنی اور **کفر** ہے۔

اللہ کو حاسد کہنا کیسا ہے؟

سُوال: کوئی خوش خوش جارہا ہو کر راہ میں ٹھوکر سے گر پڑے اور پاؤں زخمی ہو جائے اس پر اگر وہ اس طرح شکوہ کرے: ”**یا اللہ**! کیا تو بھی میری خوشی پر حسد کرتا ہے؟“ اس کا حکمِ شرعی بیان کر دیجئے۔

فرمانِ مصطفےٰ: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

جواب: خالص کلمۂ کفر ہے کیوں کہ معاذ اللہ عزوجل اس نے **اللہ** واجد عزوجل کو حاسد کہہ کر اس کی سخت ترین **توہین** کی ہے۔

ہاتھوں ہاتھ سزا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ربُّ الانام عزوجل کے ہر کام میں حکمتیں ہی حکمتیں ہوتی ہیں۔ تکلیف پر صبر کر کے اجر حاصل کرنا چاہئے کیوں کہ آفات و بلیات، کفّارۂ سیِّئات اور باعثِ ترقّیِ درجات ہوتی ہیں۔ چنانچہ **تاجدارِ رسالت**، شہنشاہِ نُبُوَّت، مَخزنِ جودوسخاوت، سراپا رحمت، محبوبِ ربُّ العزت عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "اَللہ عزوجل **جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ کی سزا فوری طور پر اُسے دُنیا ہی میں دے دیتا ہے۔**"

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۶۴۲ حدیث ۱۶۸۰۶)

آخرت کی مصیبت برداشت کرنا ممکن نہیں

آہ! ہم تو سراپا گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، **کاش!** جب بھی کوئی مصیبت پیش آئے اُس وقت یہ ذہن بنانا نصیب ہو جائے کہ

شاید آخرت کے بجائے **دنیا ہی میں سزا** دے دی گئی ہے۔ اِس طرح اُمید ہے کہ حَشر آسان ہو جائے گا۔ **خدا کی قسم!** مرنے کے بعد ملنے والی سزا کے مقابلے میں دُنیا کی سزا انتہائی آسان ہے۔ دُنیا کی مصیبت آدمی برداشت کر ہی لیتا ہے مگر **آخرت کی مصیبت برداشت کرنا ناممکن ہے** یہاں تک کہ اگر کوئی کہہ دے کہ میں قبر یا جہنّم کا عذاب برداشت کر لوں گا تو وہ **کافِر** ہو جائے گا۔

"اللہ بدمعاش کے ساتھ ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کسی **بدمعاش** سے بیزار ہو کر معاذ اللہ عزوجل کوئی یوں کہہ دے کہ "فُلاں کو **خوفِ خدا** اسلئے نہیں کہ **اللہ** تبارَک وتعالیٰ تو اُسکے ساتھ ہے کہ جا بجا...... تو لوگوں کی ماں بیٹی کے دوپٹے اُتار، ان پر جھوٹے اِلزامات لگا تو جو بھی کر میں تیرے ساتھ ہوں۔" اس کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ جملہ ربُّ العٰلمین عزوجل کی شدید توہین کی وجہ سے **کفر** ہے۔

کیچڑ میں لِتھڑے ہوئے بچّہ سے درسِ عبرت

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو! اللہ** **ربُّ العزّت** عزوجل کے ہر کام میں

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

حکمت ہوتی ہے یہ ذہن مت بنائیے کہ صرف نیک بندوں ہی پر امتحان آتا ہے بسا اوقات گنہگاروں کو بھی مصیبتوں میں مبتلا کر کے ان کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ **مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اپنی دلپذیر تقریر میں فرماتے ہیں: حضرتِ **بایزید بسطامی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے، ملاحظہ فرمایا، ایک **بچہ** کیچڑ میں گر گیا ہے اور اس کے کپڑے و جسم لِتھڑ گئے ہیں، لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں، کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ کہیں دُور سے ماں نے دیکھا، دوڑتی ہوئی آئی، دو تھپڑ **بچے** کے لگائے، کپڑے اُتار کر دھوئے، اُسے غسل دیا۔ **حضرت** (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو یہ دیکھ کر وجد آگیا اور فرمایا کہ یہی حال ہمارا اور **رحمتِ الٰہی** (عَزَّوَجَلَّ) کا ہے۔ ہم گناہوں کی دلدل میں لِتھڑ جاتے ہیں کسی کو کیا پرواہ اگر **رحمتِ الٰہی** (عَزَّوَجَلَّ) کا دریا جوش میں آتا ہے ہم کو **مصیبتوں** کے ذریعے دُرست کیا جاتا ہے اور توبہ و عبادات کے پانی سے غسل دے کر صاف فرماتا ہے **مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

خان علیہ رحمۃ الحنان یہ حکایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب مہربان ماں کچھ سزا دیکر تنبیہ کرسکتی ہے تو خالق و مالک اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے بعض اوقات سزا دیکر اصلاح فرماتا ہے۔

(مراٰۃ المناجیح ج۳ ص ۳۷۵)

"اللہ بخشے گا نہیں تو کہاں جائیگا!" کہنا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا: کیسا اللہ غفور رحیم ہے ضرور بخشے گا، بخشے گا نہیں تو جائے گا کہاں!!!

جواب: جو اللہ تبارَکَ وَ تعالٰی پر کسی دوسرے کو قادر مانے اور ربِّ غفور عزوجل کو محکوم و مجبور قرار دے وہ کافر ہے۔ اللہ عزوجل قادرِ مطلق ہے سب پر حاکم ہے سب اسی کے محتاج ہیں، اس پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ مذکورہ جملہ "ضرور بخشے گا، بخشے گا نہیں تو جائے گا کہاں!" میں اللہ تعالٰی کو مجبور و محکوم اور غیر کو قادر ماننے کا پہلو نمایاں ہے اس جملے پر حکمِ کفر ہے۔

"فُلاں اللہ کو ٹھگتا ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: بڑی رات کے نوافل پڑھنے والے نے کہا: "میں تو سال بھر کچھ نہیں

کرتا بڑی رات کو اللہ کو ٹھگ لیتا ہوں۔" یا کہا: "فلاں یوں تو کبھی نماز نہیں پڑھتا مگر بڑی رات کو اللہ کو ٹھگ لیتا ہے۔"

جواب "اللہ عزوجل کو ٹھگ لیتا ہوں" اور "اللہ عزوجل کو ٹھگ لیتا ہے۔" یہ دونوں کلمات **صریح کفریات** ہیں۔ ان دونوں باتوں میں **اللہ رب العلمین** عزوجل کو **دھوکہ** کھا جانے والا مانا گیا ہے جو کہ اس کی شدید ترین **توہین** ہے اور اللہ عزوجل کی **توہین** کرنے والا **کافر و مرتد** ہو جاتا ہے۔

کیا اللہ کو سخی کہہ سکتے ہیں؟

سوال اللہ عزوجل کو **سخی** کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب اللہ عزوجل کو **سخی** نہیں **جواد** کہنا چاہیے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ جلد 27 صفحہ 165 پر فرماتے ہیں: اسمائے الٰہیہ **توقیفیہ** (یعنی قرآن و حدیث کی طرف سے اللہ عزوجل کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ کا **جواد** ہونا اپنا ایمان مگر اُسے **سخی** نہیں کہہ سکتے کہ شرع (شرع) میں وارد نہیں۔ **مُتَغَیِّر** شہیر

حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: محاورۂ عرب میں **سخی** اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے، **جواد** وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے۔ اِسی لیے **اللہ** تعالیٰ کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ **سخی** کے مقابل (OPPOSITE) **بخیل** ہے (اور بخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے۔ **جواد** کا مقابل (OPPOSITE) **مُمسِک** ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ **اللہ** تعالیٰ کی تمام دُنیوی اُخروی نعمتیں دُنیا کے لیے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کیلئے نہیں۔ (مراٰۃ ج۱ ص۲۲۱)

خدا کو رام کہنا کیسا؟

سُوال: خدا عَزَّوَجَلَّ کو رام کہنا کیسا؟

جواب: صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: خدا کو **رام** کہنا ہندوؤں کا مذہب ہے۔ وہ یُوں کہ رام کے معنیٰ ہیں "رَما ہوا" یعنی حُلُول **(1)** کیا ہوا جائے

---

(1) حُلُول یعنی ایک چیز کا دوسری چیز میں اِس طرح داخل ہونا کہ دونوں میں تمیز نہ ہو سکے۔

ہیں، اس وجہ سے اسے **رام** کہتے ہیں اور یہ عقیدہ **کفر** ہے اور اسے (یعنی اللہ عزوجل کو) رام کہنا بھی **کلمۂ کفر** ہے۔

(فتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۱۸۴)

اللہُ ربُّ العٰلمین عزوجل کی توہین کے مُتَعلِّق کُفریات کی 50 مثالیں

﴿1﴾ ”اللہ تو ہمارے لئے ”ڈرامہ 80 کی گولی“ کھا کر سو گیا ہے“ یہ کہنا **صریح کفر** ہے۔

﴿2﴾ پیار ایسا ہے کہ خدا کو بھی حیرت ہے یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿3﴾ فلاں کی حرکتوں سے تو اللہ عزوجل بھی پریشان ہے ﴿4﴾ فلاں کو پیدا کر کے تو اللہ تعالیٰ بھی پچھتا رہا ہے یہ دونوں **صریح کفریات** ہے۔

﴿5﴾ ”وہ تو اللہ کے پچھواڑے رہتا ہے“ یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿6﴾ خدا کو مخلوق کہنا ﴿7﴾ خدا کا بندہ بننے سے انکار کرنا ﴿8﴾ خدا کی نفی (یعنی انکار) یہ تینوں صریح **کلماتِ کفر** ہیں۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۸)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جب تم رسولوں علیہم السلام پر دُرُود پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بیشک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

{9} کسی شخص سے کہنا کہ "تُو خدا کو بھول جا" **کفر** ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۸)

{10} ''رب رُوٹھتا ہے تو رُوٹھے میرا محبوب مجھ سے نہ رُوٹھے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ اِس طرح کے جُملے عام طور پر فلمی گانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ معنیٰ جاننے کے باوجود لوگ ایسے گانے بخوشی چلاتے اور سنتے ہیں ان سب پر بھی حکمِ **کفر** ہے۔

{11} یہ کہنا کہ اللہ عزوجل خطا کرتا ہے یا {12} یہ کہنا کہ اس میں کوئی نقص (یعنی خامی) ہے۔ یہ دونوں **کفریات** ہیں۔

{13} اللہ عزوجل کے کسی شے میں حلول کرنے کا عقیدہ **کفریہ** ہے۔

{14} جو کہے: ''اللہ عزوجل نے میری بیماری اور بیٹے کی مشقت کے باوجود اگر مجھے عذاب دیا تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔'' یہ کہنا **کفر** ہے۔

(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۹)

{15} جو کہے: ''اے اللہ! مجھے رزق دے اور مجھ پر تنگدستی ڈال کر ظلم نہ کر۔'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔ (فتاویٰ خانیہ ج ۴ ص ۴۶۲)

{16} اللہ عزوجل کی طرف **ظلم** کی نسبت کرنا، اسے **ظالم** کہنا **کفر**

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سب سے کنجوس شخص ہے۔

ہے۔ **(فتاوٰی اسعدیہ ج ۱ ص ۳۲)**

﴿17﴾ جو شخص کہے: ”**اللہ** جانتا ہے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ وہ کام اس نے کیا ہے“ تو اس پر حکم **کفر** ہے۔

(منح الروض الازہر للقاری ص ۵۱۱)

اس طرح کا جملہ مسجد میں آ کر سوال کرنے والے اور اس کے علاوہ کئی مواقع پر بکثرت استعمال ہوتا ہے بلکہ بعض لوگوں کا تو یہ ”تکیہ کلام“ ہوتا ہے۔ سچی بات میں اگر کہا تو حرج نہیں تاہم اس طرح کہنے کی عادت نکال دینا مناسب ہے کہ عادت ہوئی تو جھوٹی بات پر بھی منہ سے نکل سکتا ہے۔

﴿18﴾ **اللہ** عزوجل کو کسی بھی شے یا کسی ذات کا محتاج کہنا **کفر** ہے۔

﴿19﴾ ”اگر قیامت میں **اللہ** عزوجل حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا“ اس طرح کہنا **کفر** ہے **(عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)** کیونکہ اس میں **اللہ** تعالیٰ کے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے میں شک کا اظہار ہے۔

﴿20﴾ کسی زبان دراز آدمی سے کہا: ”**خدا** تمہاری زبان کا مقابلہ نہیں کر

سکتا میں کیسے کر سکوں گا۔" یہ کہنا **کفر** ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰)

﴿21﴾ ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورت کو قابو میں کیوں نہیں رکھتا؟ اس نے کہا: "عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھے کہاں سے ہوگی!" یہ کہنا **کفر** ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰)

﴿22﴾ ارے یہ تو اِتنا چالاک ہے کہ **خدا** کو بھی دھوکہ دیدے" یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿23﴾ ایک نے دوسرے پر ظلم کیا **مظلوم** نے کہا: **خدا** نے یہی مقدّر کیا تھا۔ ظالم نے کہا: "میں اللہ کے مقدّر کے بغیر کرتا ہوں۔" یہ **کفر** ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰، عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱)

﴿24﴾ اللہ عزوجل کے نام کی **تَصغیر** (یعنی چھوٹا بنا کر) کہنا کفر ہے جیسے کسی کا نام عبد اللہ یا عبد الخالق یا عبد **الرحمٰن** ہو، اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ ایسے حروف ملا دیں جس سے **تَصغیر** سمجھی جاتی ہے (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۰، البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲) **تَصغیر** کا مطلب ہے کسی شے کو چھوٹا کر کے بیان کرنا، جیسے کتاب سے کتابچہ، گھوڑے سے **گھوڑا**، کمرے سے **کمریا**، روپیہ سے **ڈبلی**، آنکھ سے

اَنگھڑی، بگڑے، نگری یا نگریا وغیرہ وغیرہ۔ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض اسمائے اِلٰہیہ جن کا اِطلاق (یعنی بولا جانا) غیرُ اللہ (یعنی اللہ عزوجل کے سوا دوسروں) پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے علی، رشید، کبیر، بدیع۔ کیونکہ بندوں کے (رکھے جانے والے ان) ناموں میں وہ معنی مراد نہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ پر اِطلاق کرنے (یعنی بولے جانے) میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے مثلاً العلی، الرشید، ہاں اس زمانے میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام (رکھنے) سے بچنا ہی مناسب ہے خصوصاً جب اسمائے اِلٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا مثلاً عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز کہ یہاں مُضاف اِلیہ [1] سے مُراد اللہ تعالیٰ ہے اور

---

(1) علمِ نحو میں "مُضاف" وہ اسم ہے جسے دوسرے اسم کی طرف نسبت دی جائے اور "مُضاف اِلیہ" وہ اسم جس کی طرف کوئی دوسرا اسم منسوب کیا جائے جیسے: "اللہ کا بندہ" اس میں "بندہ" مُضاف اور "اللہ" مُضاف اِلیہ ہے۔

ایسی صورت میں تصغیر اگر قصداً ہوتی تو معاذ اللہ کفر ہوتی کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبودِ برحق جلّ جلالہٗ کی تصغیر ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے اسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ احتمال (یعنی گمان) ہو۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۲۰۵ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی، ص ۲۸۸)

{25} **اللہ** عزوجل کیلئے یہ ماننا کہ وہ سوتا {26} اونگھتا اور {27} بھولتا ہے **کفر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۱۸۳)

{28} جو شخص دنیا میں **اللہ** عزوجل سے کلامِ حقیقی کا مدّعی (دعویدار) ہو **کافر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۱۸۰)

{29} یہ کہنا کہ "**اللہ** تعالیٰ کا علم قدیم نہیں ہے" **کفر** ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۹)

{30} جو **اللہ** کے لئے باپ یا {31} بیوی یا {32} بیٹا مانے وہ کافر ہے اور جو ممکن کہے وہ گمراہ بددین ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ اول ص ۱۰)

{33} اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے جیسے یہ کہنا کہ

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے یا کہے: ''جیسے ہمارے ہاتھ یا پاؤں ہیں ایسے ہی جسم کے ٹکڑے اللہ عزوجل کے لئے بھی ہیں۔''

(نہر الفائق ج ۲ ص ۲۵۸)

﴿34﴾ اللہ عزوجل کی طرف جہالت یا ﴿35﴾ عجز (یعنی مجبوری) یا ﴿36﴾ نقص (یعنی خامی) کی نسبت کرنا کفر ہے۔

(بحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

﴿37﴾ ''خدا سے چھین لاؤں گا'' کہنا کلمۂ کفر ہے۔

﴿38﴾ یہ کہنا: چھوڑ دیا راضی خدا سے ہم خود ہی نمٹ لیں گے۔'' یہ کلمۂ کفر ہے۔

﴿39﴾ جو کہے کہ معدوم (یعنی جو ابھی وجود میں نہیں آئی اس) شے اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں وہ کافر ہے۔ (بحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

﴿40﴾ جس نے کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کے ساتھ جنت میں داخلے کا حکم کرے گا تو میں نہیں جاؤں گا'' کہنے والا کافر ہے۔

(منح الروض ص ۵۲۲)

﴿41﴾ کسی نے کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کے بغیر جنت دی تو میں جنت میں نہ جاؤں گا۔'' ﴿42﴾ کہا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں عمل کی وجہ سے جنت دی تو میں جنت میں نہ جاؤں گا'' ایسے پر حکمِ کفر ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْهُر ج ۱ ص ۵۰۹)

﴿43﴾ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی تیری سفارش کرے تو میں اس کی سفارش قبول نہیں کروں گا'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴿44﴾ ''اگر خدا بھی مجھے اس کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا۔'' یہ کہنا کفر ہے۔ (عالمگیری ص ۲۵۸)

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن اس مسئلے کے تحت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں اور اگر اس سے یہ مراد لی جائے کہ اس کام کا کرنا مجھ پر بہت بھاری ہے اس حیثیت سے کہ اگر یہ کام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نازل کیا ہوا فرض ہوتا تو بھی میرا نفس مجھے اس کے کرنے سے ضرور منع کرتا تو اس کی تکفیر نہیں کی

جائے گی۔ (مترجم حالشیہ عالمگیری باب احکام المرتدین ص۲۹)

﴿45﴾ دو آدمیوں میں لڑائی ہوئی، کسی نے کہا: صُلح کر لو۔ اس پر اس نے کہا: تم تو کیا اگر خدا کہے تب بھی صُلح نہیں کروں گا۔ یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿46﴾ ایک نے دوسرے سے کہا: میں اور تم **خدا** کے حکم کے موافق کام کریں۔ دوسرے نے کہا: "میں **خدا** کا حکم نہیں جانتا یا **﴿47﴾** کہا: یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا" کہنے والا **کافِر** ہے۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۱)**

میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: یہ کلمہ "**خدا** کا حکم نہیں جانتا" جب مطلق کہا جائے اور اس سے مراد استخفاف (ہلکا جاننا) ہو یعنی حکمِ خدا ہو تو اس کے **کُفر** ہونے میں کوئی شک نہیں ہاں اگر اس نے اس کے حقیقی معنیٰ مراد لئے جو شریعت کو نہ جاننے کے ہیں تو کُفر نہیں اور جب اس (یعنی کہنے والے) کی مراد معلوم نہیں تو **تکفیر** نہ کرنے میں حفاظت ہے اگرچہ زیادہ ظاہر اس سے استخفاف (یعنی ہلکا جاننا ظاہر ہو) ہی ہے۔

(مترجم حالشیہ عالمگیری باب احکام المرتدین ص۲۹)

﴿48﴾ "میرے ظلموں سے تجھے **خدا** بھی نہیں بچائے گا" یہ کہنا **کُفر** ہے۔

﴿49﴾ کسی شخص سے کہا گیا: ''اللہ عزوجل کی رضا طلب کرو۔'' اس نے جواب دیا: ''مجھے نہیں چاہیے۔'' جواب دینے والے پر حکمِ کفر ہے۔

(منح الروض ص ۵۲۲)

﴿50﴾ کسی نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اللہ عزوجل آپ کو جزائے خیر دے'' محسن بولا: مجھے جزائے خیر نہیں چاہیے۔ محسن پر حکمِ کفر ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اللہ عزوجل پر اعتراض کے بارے میں سوال جواب

اللہ عزوجل پر اعتراض کرنا کیسا؟

سوال: اللہ عزوجل پر اعتراض کرنا کیسا؟

جواب: قطعی کفر ہے اور معترض کافر و مرتد۔

اللہ پر اعتراض کرنا کیوں کفر ہے؟

سوال: یہ بھی وضاحت کر دیجئے کہ آخر اعتراض کرنا کیوں کفر ہے؟

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

جواب: اللہ عزوجل پر اعتراض سے بچنے کا شریعت میں حکم ہے اور ہر
مسلمان کا حکمِ شریعت کے آگے سرِ تسلیم خم ہے۔ اللہ عزوجل خالق
ومالک ہے اُسی عزوجل کے پیدا کردہ بندے کا اُس عزوجل پر
اعتراض کرنا اُس عزوجل کی شدید ترین توہین ہے۔ معاذ اللہ
عزوجل اگر اعتراض کی اجازت دیدی جائے تو پھر جس کی سمجھ میں
جو کچھ آئے گا وہ کہتا پھرے گا کہ مثلاً اللہ عزوجل نے فلاں کام
کیوں کیا؟ فلاں کام کیوں نہیں کیا؟ اِس کو یوں نہیں اور یوں کرنا
چاہئے تھا وغیرہ وغیرہ۔ اگر عقلاً بھی دیکھا جائے تو اعتراض کرنا غلط
ہی ہے کیوں کہ اعتراض اُس پر قائم ہوتا ہے جس میں کوئی خامی ہو یا
جو غلطیاں یا غلط فیصلے وغیرہ کرتا ہو جبکہ ربِّ کائنات عزوجل کی
ذات ستودہ صفات ہر طرح کی خامی وخطا سے پاک ہے۔ ہاں یہ
بات جدا ہے کہ ناقص العقل بندہ بعض باتوں کی مصلحتیں نہ سمجھ
پائے۔ بہر حال مسلمان کو چاہئے کہ اللہ عزوجل کے ہر کام کو مبنی
بر حکمت ہی یقین کرے خواہ اس کی اپنی عقل میں آئے یا نہ
آئے۔ زبان پر آنا تو بجا دل میں بھی اعتراض کو جگہ نہ دے۔ اِس

ضمن میں فتاوی رضویہ شریف جلد 29 میں موجود ایک تفصیلی
فتوے سے سُرخیوں اور اپنی بساط بھر تسہیل **(1)** (یعنی آسان کرنا) کے
ساتھ اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں "**اعتراض
کرنا کیوں کفر ہے؟**" اس کا جواب اِن شاءَ اللہ عزوجل بہت
اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا چنانچہ میرے آقا
اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ
البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ
دین ومِلّت حامیِ سُنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت،
پیرِ طریقت، باعِثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا
الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان علیہ
رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

ستر ہزار جادوگر سجدہ میں گر گئے!

"ابنِ جریر" نے حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب

---

(1) سہل کرنا، آسان کرنا۔

سَیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو **مولیٰ** عَزَّوَجَلَّ نے رسول کر کے فرعون کی طرف بھیجا، موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام چلے تو ندا ہوئی، مگر اے **موسیٰ!** فرعون ایمان نہ لائے گا۔ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے دل میں کہا: پھر میرے جانے سے کیا فائدہ ہے؟ اس پر بارہ علماءِ ملائکہ عُظام عَلَیْھِمُ السَّلام نے کہا: اے **موسیٰ!** آپ کو جہاں کا حکم ہے جائیے، یہ وہ راز ہے کہ باوصفِ کوشِش (یعنی کوشِش کے باوُجود) آج تک ہم پر بھی نہ کُھلا۔

اور آخر نَفعِ بِعثَت (یعنی رسول کے بھیجنے کا فائدہ) سب نے دیکھ لیا کہ دشمنانِ خدا ہلاک ہوئے، دوستانِ خدا نے ان کی (یعنی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی) غلامی، اختیار کر کے عذاب سے نَجات پائی۔ ایک جلسے میں ستّر ہزار ساحر سجدہ میں گر گئے اور ایک زَبان بولے:

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ہم ایمان لائے جہان کے رب پر، جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔

(پ ۹ الاعراف ۱۲۱، ۱۲۲)

درسِ عطّار: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! انبیائے

کرام علیہم الصّلوۃ والسّلام معصوم ہوتے ہیں وہ ہرگز اللہ عزوجل پر اعتراض نہیں کرتے۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبیناوعلیہ الصّلوۃ والسّلام کے دل میں خیال آنا معاذ اللہ عزوجل پر ناتے اعتراض نہیں حکمت پر غور کرتے ہوئے تھا، اور آپ علی نبیناوعلیہ الصّلوۃ والسّلام کو حکمت کانوں سے سنانے کے بجائے آنکھوں سے دکھانے کی ترکیب فرمائی گئی اور وہ یہ کہ فرعون چونکہ شقی آزلی (یعنی ہمیشہ کیلئے بدبخت) تھا اس لئے ایمان نہ لایا مگر آپ علی نبیناوعلیہ الصّلوۃ والسّلام کے اس آزلی کافر کے پاس نیکی کی دعوت دینے کا ثواب کمانے کیلئے تشریف لے جانے کی برکت سے 70 ہزار جادوگر ایمان لے آئے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن مزید فرماتے ہیں: مولیٰ عزوجل قادر تھا اور ہے کہ بے کسی نبی (اور بلا) کتاب کے تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت (عطیت) فرمادے۔

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمۡ عَلَى الۡهُدٰى فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۳۵﴾

(پ ۷ الانعام ۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے تو ہرگز نادان نہ بن۔

اللہ چاہتا تو کسی کو بھوک ہی نہ لگتی

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا اور ہر نعمت میں اپنی حکمتِ بالِغہ کے مطابِق مُختلف حصّہ رکھا ہے۔ وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی، یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف نام پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھرتا۔ زمین جوتنے (یعنی ہل چلانے) سے روٹی پکانے تک جو سخت مَشَقّتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں۔ مگر اُس (عَزَّوَجَلَّ) نے یونہی چاہا اور اس میں بھی بے شمار اختِلاف (فرق) رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دَر سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اَہل وعِیال کے ساتھ تین تین فاقے گزرتے ہیں۔ غرض ہر چیز میں،

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

(پ ۲۵ الزخرف ۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں؟ ہم نے ان میں ان کی زِیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

کی نَیرنگیاں ہیں۔ (مگر) احمق بدعقل، یا اَجْہَلِ بددین (یعنی سخت جاہل گمراہ) وہ اس کی ناموس (بارگاہِ عظمت) میں چون وچرا کرے کہ ''یوں کیوں کیا، یوں کیوں نہ کیا؟'' سنتا ہے! اس کی شان ہے:

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

(پ ۱۳ ابرھیم ۲۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) جو چاہے کرے۔

اس کی شان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ①

(پ ٦ المائدہ، ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) حکم فرماتا ہے جو چاہے۔

اس کی شان ہے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ㉓

(پ ۱۷ الانبیاء ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

ہزاروں اینٹوں کی تقسیم کی بہترین مثال

زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو (500) مسجد میں لگائیں، پانسو پاخانہ کی زمین اور قدمچوں (1) میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے (بھٹی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی مول لی (یعنی خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، ان پانسو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف (استعمال) کیں؟ اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست (نجاست خانے) میں رکھیں۔ اگر کوئی احمق اس (اپنے پلے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے تو وہ یہی کہے گا کہ میری ملک تھیں میں نے جو چاہا کیا۔

بادشاہ سے اُلجھنے والے فقیر کو کوئی عقلمند نہیں کہتا

جب مجازی (غیر حقیقی) جھوٹی ملک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچے مالک کا کیا پوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا

---

(1) W.C. یا گھڈی کے پائے جس پر پاؤں رکھ کر قضائے حاجت کیلئے بیٹھتے ہیں۔

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

پاک، بڑا سچا مالک ہے۔ اس کے کام، اس کے احکام میں کسی کو مجالِ دَم زَدَن (دم مارنے کی جرأت) کیا معنیٰ! کیا کوئی اس کا ہمسر (ہم پلہ) یا اس پر افسر ہے جو اس سے ’’کیوں اور کیا‘‘ کہے! مالکِ علی الاطلاق (یعنی مالکِ مطلق، ہر کام کا مالک و مختار) ہے، بے اشتراک ہے (شرکت سے پاک)، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔ ذلیل فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہِ جبار سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے شامت نے گھیرا ہے۔ اس (بادشاہ سے الجھنے والے) سے ہر عاقل (یعنی عقلمند) یہی کہے گا: او بد عقل بے ادب! اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمالِ عادل اور جمیع کمال صفات میں یکتا و کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال!۔

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش ۔ نظامِ مملکتِ خویش خسرواں دانند (1)

(تو خاک نشین گداگر ہے اے حافظ! شور مت کر، اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ جانتے ہیں)

---

(1) دیوانِ حافظ ص ۱۵۸

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) جو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔

سیٹھ تو دانا نوکر پر بھی اعتراض نہیں کیا کرتا

افسوس! اگر دُنیوی، مجازی (غیر حقیقی) جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور مَلِکُ الْمُلُوک (بادشاہوں کا بادشاہ) بادشاہِ حقیقی جَلَّ جَلالُہٗ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ سلاطین تو سلاطین اپنا برابر والا بلکہ اپنے سے بھی کم رتبہ شخص بلکہ اپنا نوکر یا غلام (بھی) جب کسی صنعت کا استاد ماہر ہو اور خود یہ شخص (یعنی اس نوکر کا سیٹھ اگر) اس سے آگاہ نہیں تو اس کے اکثر کاموں کو ہرگز نہ سمجھ سکے گا (مگر) یہ سیٹھ اتنا ادراک (شعور) ہی نہیں رکھتا مگر عقل سے حصہ ہے تو (سیٹھ ہونے کے باوجود) اس (نوکر) پر معترض بھی نہ ہوگا۔ جان لے گا کہ یہ اس کام کا استاد و حکیم ہے میرا خیال وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ معترض اپنی فہم (عقل) کو قاصر (ناقص) جانے گا نہ کہ اس (نوکر) کی حکمت کو۔ پھر ربُّ الارباب، حکیمِ حقیقی، عالِمُ السِّرِّ وَالْخَفِی عَزَّ جَلَالُہٗ کے اسرار (یعنی بھیدوں) میں خوض (غور) کرنا اور جو سمجھ میں نہ آئے اس پر معترض ہونا اگر بے دینی نہیں (تو) جنون (یعنی پاگل پن) ہے اگر جنون نہیں (تو) بے

دیتی ہے۔ نَعُوذُ بِاللهِ رَبِّ الْعٰلَمِین ۔ (اور اللہ عزوجل کی پناہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے)

’’مقناطیس قطب تارہ کی طرف کیوں!‘‘ یہ اعتراض کوئی بھی نہیں کرتا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں: اے عزیز! کسی بات کو حق جاننے کیلئے اس کی حقیقت جاننی لازم نہیں ہوتی، دیکھا جاتا ہے کہ مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اور مقناطیسی قوت دیا ہوا لوہا ستارۂ قُطب کی طرف توجہ کرتا ہے۔ (یعنی مقناطیس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا رُخ قطب تارہ کی طرف ہی رہتا ہے) مگر اس کی حقیقت وکُنہ (تہ) کوئی نہیں بتا سکتا کہ اِس خاکی (زمینی) لوہے اور اُس افلاکی (آسمانی) ستارے میں کہ یہاں سے کروڑوں میل دُور ہے باہم کیا اُلفت؟ اور کیونکر اُسے اس کی سَمت (یعنی سمت) کا شعور (سمجھ) ہے؟ اور ایک یہی نہیں عالَم میں ہزاروں ایسے عجائب ہیں کہ بڑے بڑے فلاسفہ خاک چھان کر مر گئے اور ان کی کُنہ (یعنی تہ) نہ پائی۔۔۔۔ پھر اس (نہ جاننے) سے اُن باتوں (یعنی ان ہزاروں

عجائبات) کا انکار نہیں ہو سکتا۔ آدمی اپنی جان ہی کو (یعنی اپنے ہی بارے میں) بتائے (کہ) وہ کیا شے ہے جسے یہ "میں" کہتا ہے، اور کیا چیز جب نکل جاتی ہے تو مٹی کا ڈھیر بے حس و حرکت رہ جاتا ہے! (فتاویٰ رضویہ ج۲۹ ص۱۴۳تا۱۴۴)

"اللہ نے میری قسمت اچھی نہیں بنائی" کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی یوں کہے: "میں بہت پریشان ہوں، پتا نہیں، کیا خطا مجھ سے ایسی ہوئی ہے جس کی سزا مجھ کو مل رہی ہے! میں نے دیکھا، اللہ عزوجل مجھ سے بالکل خوش نہیں اور اللہ عزوجل نے میری قسمت ابھی تک تو ذرا بھی اچھی نہیں بنائی؟" اس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کہنا کہ "پتا نہیں، کیا خطا مجھ سے ایسی ہوئی ہے جس کی سزا مجھ کو مل رہی ہے" بہت بُرا ہے ایسا ہرگز ہرگز نہ کہا جائے کیونکہ ہم گناہوں سے معصوم نہیں، ہم تو خطاؤں میں سرتاپا ڈوبے ہوئے ہیں۔ گناہوں سے مَعصوم صرف انبیاء وفرشتے علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مدنی مشورہ ہے **بہارِ شریعت** (جلد اول) صفحہ 1032 تا 1042

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

کا مُطالعہ فرما لیجئے۔ اور دوسرا جُملہ کہ ''میں نے دیکھا .... (اِلخ)۔ اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **اعتراض** کا پہلو نُمایاں ہے جو کہ **کفر** ہے۔ اور **اعتراض** ہی مقصود ہو تو صریح **کفر** ہے۔

''**اللہ** نے میرے نصیب میں پریشانی کیوں رکھی ہے'' کہنا کیسا؟

سُوال: **اللہ** تعالیٰ نے آخر میرے ہی نصیب میں اتنی پریشانی کیوں رکھی ہے؟ یہ جُملہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: اس جُملے میں اللہ تعالیٰ پر **اعتراض** کا پہلو نُمایاں ہے جو کہ **کفر** ہے۔ اور اعتراض ہی مقصود ہو تو صریح **کفر** ہے۔

شہوت پرستی بھی بُرے خاتِمے کا سبب ہے

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو!** زَبان کو قابو میں رکھنا بے حد ضَروری ہے کہیں زَبان کی بے احتیاطی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں نہ جھونک دے۔ اپنے آپ کو ہمیشہ گناہوں سے بچاتے رہنا چاہئے کہ گناہوں کی نُحوست سے ایمان برباد ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ یاد رکھئے! شہوت پرستی بھی بُرے خاتِمے کا ایک سبب ہے لہٰذا جن

کو غیر عورتوں کے خیالات تک کرے یا اَمردِ حَسین (یعنی خوبصورت لڑکے) سے شہوت کے باوجود دوستی بڑھائے یا اُن کو لذت کے ساتھ دیکھے، لپٹائے، مذاق مسخری و کھینچا تانی کرے، گلے میں ہاتھ ڈالے کی خواہش ہو وہ اس حکایت کو پڑھ لیا کرے یا ذہن میں دہرالیا کرے۔

دو اَمرد پسند مؤذِّنوں کی بربادی

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 472 صفحات پر مشتمل کتاب، "**بیاناتِ عطاریہ حصہ دُوُم**" صفحہ 123 تا 127 پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن احمد مؤذِّن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں طوافِ کعبہ میں مشغول تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو غلافِ کعبہ سے لپٹ کر ایک ہی دُعا کی تکرار کر رہا تھا: "**یا اللہ** عزوجل مجھے دنیا سے مسلمان ہی رخصت کرنا۔" میں نے اس سے پوچھا: اِس کے علاوہ کوئی اور دُعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس نے کہا: میرے **دو بھائی** تھے، بڑا بھائی **چالیس سال** تک مسجد میں بلامعاوضہ اذان دیتا رہا، جب اس کی موت کا وقت آیا

تو اُس نے **قراٰنِ پاک** مانگا، ہم نے اُسے دیا تاکہ اس سے برکتیں حاصل کرے مگر **قراٰن شریف** ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا: ''تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں قراٰن کے تمام اعتقادات و احکامات سے بیزاری ظاہر کرتا اور **نصرانی** (کرسچین) مذہب اختیار کرتا ہوں۔'' پھر وہ مر گیا۔ اس کے بعد **دوسرے بھائی** نے **تیس برس** تک مسجد میں فی سبیلِ اللہ عزوجل اذان دی مگر اس نے بھی آخری وقت **نصرانی** (یعنی کرسچین) ہونے کا اقرار کیا اور مر گیا۔ لہٰذا میں اپنے خاتمے کے بارے میں بے حد فکر مند ہوں اور ہر وقت **خاتمہ بالخیر** کی دعا مانگتا رہتا ہوں۔ **حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن احمد مُؤَذِّن** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے اِستِفسار فرمایا، کہ تمہارے **دونوں بھائی** آخر ایسا کون سا گناہ کرتے تھے؟ اس نے بتایا، ''**وہ غیر عورتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور اَمردوں** (یعنی بے ریش لڑکوں) کو (شہوت سے) **دیکھتے تھے۔**'' (**الروض الفائق** ص ۱۷)

رشتے دار کا رشتے دار سے پردہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غضب ہو گیا! کیا اب بھی غیر عورتوں

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

سے بے پردگی اور بے تکلُّفی سے باز نہیں آئیں گے؟ کیا اب بھی غیر عورتوں نیز اپنی بھابھی، چچی، تائی، ممانی (کہ یہ بھی شرعاً غیر عورتیں ہی ہیں ان) سے اپنی نگاہوں کو نہیں بچائیں گے؟ اِسی طرح چچا زاد، تایا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد کا نیز بیوی کی بہن اور بہنوئی کا آپس میں پردہ ہے۔ **نامحرم پیر اور مُریدنی** کا بھی پردہ ہے۔ مُریدنی اپنے نامحرم پیر کا ہاتھ نہیں چوم سکتی۔

اَمرد کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے

خبردار! **اَمرد** (یعنی خوبصورت لڑکا) تو آگ ہے آگ! **شہوت کے باوُجُود اَمرد** (خوبصورت لڑکے) کا قُرب، **اُس کی** دوستی اُس کے گلے میں ہاتھ ڈالنا **اس** کے ساتھ مذاق مسخری، آپس میں کُشتی، کھینچا **تانی** اور لپٹا لپٹی **جہنّم میں جھونک سکتی ہے۔ اَمرد** (خوبصورت لڑکے) سے دُور دُور رہنے ہی میں عافیت ہے اگرچہ اُس بے چارے کا کوئی قصور نہیں، **اَمرد** ہونے کے سبب اُس کی دل آزاری بھی مت کیجئے مگر اُس سے اپنے آپ کو بچانا بے حد ضروری ہے۔ ہرگز **اَمرد** کو اسکوٹر پر اپنے پیچھے

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

مت بٹھایئے، خود بھی اُس کے پیچھے مت بیٹھئے کہ آگ آگے ہو یا پیچھے اس کی تپش ہر صورت میں پہنچے گی۔ شہوت نہ ہو جب بھی اَمْرَد سے گلے ملنا محلِّ تُہمت (یعنی تہمت کی جگہ) ہے اور شہوت ہونے کی صورت میں گلے ملنا بلکہ ہاتھ ملانا بلکہ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: **اَمرد کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنا بھی حرام ہے۔** (تفسیراتِ احمدیہ ص ۵۵۹) اُس کے بدن کے ہر حصّے حتّی کہ لباس سے بھی نگاہوں کو بچایئے۔ اِس کے تصوّر سے اگر شہوت آتی ہو تو اس سے بھی بچئے، اُس کی تحریر یا کسی چیز سے شہوت بھڑکتی ہو تو اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے نظر کی حفاظت کیجئے، حتّی کہ اُس کے مکان کو بھی مت دیکھئے۔ اگر اس کے والد یا بڑے بھائی وغیرہ کو دیکھنے سے اس کا تصوّر قائم ہوتا ہے اور شہوت چڑھتی ہے تو ان کو بھی مت دیکھئے۔

اَمرد کے ساتھ 70 شیطان

اَمرد (خوبصورت لڑکے) کے ذریعے کئے جانے والے شیطان عیّار ومکّار کے تباہ کار وار سے خبردار کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: منقول ہے عورت کے

ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستّر۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۱)

بہر حال اَجنبیّہ عورت (یعنی جس سے شادی جائز ہو) اُس سے اور اَمرد (یعنی حسین لڑکے) سے اپنی آنکھوں اور اپنے وُجُود کو دُور رکھنا سخت ضروری ہے ورنہ ابھی آپ نے اُن دو بھائیوں کی اَموات کے تشویشناک مُعامَلات پڑھے جو بظاہر نیک تھے۔ مہربانی فرما کر **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے **مکتبۃُ المدینہ** کا مطبوعہ مختصر رسالہ اَمرد پسندی کی تباہ کاریاں پڑھ لیجئے۔

نفس بے لگام تو گناہوں پہ اُکساتا ہے

توبہ توبہ کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے

”اللہ میرے دشمنوں کو خوشحال رکھتا ہے“ کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی پریشانی میں یوں کہہ بیٹھے: ”میں جن لوگوں سے پیار کرتا ہوں وہ تو پریشانی میں رہتے ہیں جبکہ میرے دشمنوں کو اللہ عزّوجلّ خوشحال رکھتا ہے“ ایسے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر **اللہ** تبارَکَ وتعالیٰ پر اِعتِراض کی نیّت سے کہا تو **کفر** ہے

ہمارے حق میں کیا بہتر ہے، ہمیں نہیں معلوم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جو کرتا ہے یقیناً وہ صحیح کرتا ہے بَسا اوقات بعض مُعامَلات بندے کی سمجھ میں نہیں آتے لیکن اُس کے حق میں اُسی میں بہتری ہوتی ہے۔ چنانچہ پارہ دوسرا سورۃُ البَقَرہ کی آیت 216 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠ (۲۱۶)

(پ ۲ البقرة ۲۱۶)

ترجَمۂ کنزالایمان: اورقریب ہے کہ کوئی بات تمھیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کہنا کہ ''غریبوں کا ساتھ نہیں دیتا''

سُوال: اِس جُملہ ''اللّٰہ نے ہر موڑ پر یہ ثابِت کیا کہ میں مجبوروں اور غریبوں کا ساتھ نہیں دیتا۔'' کا کیا حُکم ہے؟

جواب: اس جملے میں اللہ تعالیٰ کی واضِح طور پر توہین کی گئی ہے۔ صریح کفر ہے۔

’’اللہ ظالموں کا ساتھ دیتا ہے‘‘ کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی یوں کہے: ’’لوگوں کے ساتھ جو چاہیں کریں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اُن ظالموں کو فُل آزادی ہے،‘‘ تو اس کے بارے میں کیا حُکم ہے؟

جواب: اگر کہنے والے کی نیّت یہ ہے کہ ظالموں کو اللہ ربِّ عزّت عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل اور مُہلَت ملی ہوئی ہے تو کفر نہیں ہاں اگر **اللہ تَبارَکَ وَتَعالٰی** پر **اِعتِراض** کے طور پر کہا ہے **تو صریح کُفر** ہے۔ یاد رہے کہ کسی ظالم کو ڈھیل ملنے یا اس کی فوری یا جیتے جی پکڑ نہ ہونے میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حِکمتیں ہوتی ہیں اگرچِہ ہماری سمجھ میں نہ آئیں۔ ظالموں کو **ڈھیل** دینے کے سلسلے میں پارہ 29 **سورۃُ القَلَم** کی آیت نمبر 44،45 میں ارشاد ہوتا ہے:

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ﴿۴۵﴾

(پ ٢٩ القلم ٤٤،٤٥)

تَرجَمۂ کنز الایمان: قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی۔ اور میں انہیں ڈھیل دوں گا، بے شک میری **خُفیہ تدبیر** بہت پکی ہے۔

پارہ 4 سورۂ اٰل عمران آیت 178 میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوٓا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٧٨﴾

(پ ٤ اٰلِ عمران ١٧٨)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور ہرگز کافر اِس گُمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈِھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے، ہم تو اِسی لئے انہیں ڈِھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذِلّت کا عذاب ہے۔

”اللہ کو چاہئے کہ بُروں سے فوراً بدلہ لے“ کہنا کیسا؟

سُوال: ”اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ بُرے لوگوں کو فوراً سزا دے کر بدلہ لے لیا کرے تو کم از کم لوگ تو مُطمئن ہو جائیں کہ واقِعی اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھتا ہے۔“ ایسا کہنے والے کیلئے کیا حُکم ہوگا؟

جواب: اس جُملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر یہ **اِعتِراض** ہے کہ وہ بُرے آدمی سے فوراً بدلہ کیوں نہیں لے لیتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اِعتِراض کرنا کُفر ہے۔

آفت و راحت کے بارے میں پُر حکمت رِوایت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کو غصّے میں یا پریشانی کے وَقت

زبان پر قابو رکھنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ کہیں کوئی ایسی شکایات یا کفریات منہ سے نہ نکل جائیں جس سے **ایمان** کے لالے پڑ جائیں۔ دُنیوی آفت و مصیبت مسلمان کے حق میں اکثر بہت بڑی **نعمت** ہوتی ہے جیسا کہ **منقول** ہے: **اللہ تعالٰی فرماتا ہے:** جب میں کسی بندے پر **رحم** فرمانا چاہتا ہوں تو اس کی ہر لغزش کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں، کبھی بیماری سے، کبھی گھر والوں میں مصیبت ڈال کر، کبھی تنگیٔ معاش سے، پھر بھی اگر کچھ بچتا ہے تو مرتے وقت اس پر سختی کرتا ہوں حتّٰی کہ جب وہ مجھ سے ملاقات کرتا ہے تو **گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن کہ اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔** اور مجھے اپنی عزّت وجلال کی قسم کہ میں جس بندے کو **عذاب** دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اس کو اس کی ہر نیکی کا بدلہ دنیا ہی میں دیتا ہوں، کبھی جسم کی صحّت سے، کبھی فراخیٔ رزق سے، کبھی اہل وعیال کی خوش حالی سے، پھر بھی اگر کچھ رہ جاتا ہے تو مرتے وقت اس پر آسانی کر دی جاتی ہے حتّٰی کہ جب مجھ سے ملتا ہے تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی نہیں رہتا

کر دیا تو جہنم سے بچ سکے۔ (مکاشفۃ القلوب ص۲۸)

آسائشوں پر مت پُھولو!

گاڑیوں، عمارتوں، دولتوں، عزّتوں اور طرح طرح کی نعمتوں کی اپنے اوپر کثرتوں کو دیکھ کر ڈرنا چاہئے کہ کہیں یہ دنیا میں نیکیوں کی جزا نہ ہو اور غربتوں، آفتوں، بیماریوں اور طرح طرح کی مصیبتوں کا اپنے اوپر سلسلہ دیکھ کر صبر کرنا اور دل بڑا رکھنا چاہئے کہ ہو سکتا ہے یہ آخرت کی راحت سامانیوں کا پیش خیمہ ہو۔ اللہ عزوجل سے ہم دونوں جہاں کی بھلائیاں طلب کرتے ہیں۔

ڈرتا کر عصیاں کی سزا، اب ہو گی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

"اللہ عزوجل گنہگاروں کی نہیں سنتا" کہنا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا کیسا کہ "اللہ عزوجل ہم گنہگاروں کی نہیں سنتا"

جواب: "نہیں سنتا" یہ جملہ ہمارے یہاں "قبول نہیں فرماتا" کے معنیٰ میں بھی بولا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں اِس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم گنہگاروں کی دُعا قبول نہیں فرماتا اور یہ جملہ

پارہ24سورۃ المؤمن آیت60 کے حصّے ''اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط''

(ترجَمۂ کنزالایمان : مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) کے خلاف ہونے کی وجہ سے گمراہی پر مشتمل ہے اس سے توبہ کرنا فرض ہے اور آئندہ اِس طرح کی باتوں سے اِحتِراز کرنا (یعنی بچنا) ضَروری ہے۔ ہاں، اگر **اللہ** تبارَکَ وَتعَالٰی پر **اعتِراض** کرنے کی نیّت سے کہا تو صریح کفر ہے۔

''اللّٰہ نے ساری مصیبتیں مجھ پر ڈالدی ھیں'' کہنا

سُوال: پَریشانیوں سے تنگ آ کر اگر کوئی یوں بک دے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مُجھے آج تک دیا ہی کیا ہے؟ خُود تو آسمان پر بیٹھا حکومت کر رہا ہے اور ساری مُصیبتیں اور پَریشانیاں میرے گھر میں ڈال رکھی ہیں، زندگی کے کسی بھی حصّے میں مجھے خوشی نہیں ملی۔'' تو کیا حُکم ہے؟

جواب: اس میں واضح طور پر **اللّٰہُ ربُّ العٰلمین** عَزَّوَجَلَّ کی توہین کے ساتھ ساتھ اُس پر اِعتِراض کرنا اور اُس کیلئے **مکان** ماننا پایا جا رہا ہے۔ یہ کلام کُفرِیّات سے بھر پور ہے۔ کہنے والا **کافِر** ہو گیا۔

ہر ایک کو امتحان کیلئے تیّار رَہنا چاھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایمان کے ساتھ زِندَگی گزارنے والا ہی

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس کتاب میں لکھا رہے گا فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے۔

کامیاب ہے، بڑا نازُک مُعامَلہ ہے، شیطان ہر وقت **ایمان** کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ مصیبت آنے پر **صَبر** کرتے ہوئے ہر حال میں ربِّ **ذوالجلال** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پر راضی رہنا چاہیے۔ پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ ہمارا مالِک ومُختار ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جسے چاہے **بے حساب جنّت** میں داخِل فرمائے اور جسے چاہے **امتحان** میں مُبتلا کر کے **صَبر** کی توفیق عطا فرما کر انعام واِکرام کی بارِشیں فرمائے۔ مومنِ کامل وُہی ہے جو ہر حال میں ربِّ ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے۔ مُصیبتوں کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **اعتراض** کر کے خود کو ہمیشہ کیلئے جہنّم کے حوالے کر دینے والا شخص بہُت ہی بڑا بد نصیب ہے۔ **ہر مسلمان کو امتحان کے لئے** تیّار رہنا چاہیے، خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا پارہ 2 سُورَۃُ البَقَرہ کی آیت نمبر 214 میں فرمانِ عبرت نشان ہے:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ

ترجَمۂ کنز الایمان: کیا اِس گمان میں ہو کہ جنّت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی رُوداد (حالت) نہ آئی۔

فرمانِ مصطفٰی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

کنگھیوں سے گوشت نوچے گئے

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولیٰنا سید محمد نعیم الدین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **خَزائنُ العِرفان صفحہ 53 پر مذکورہ بالا** آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اور ابھی سختیاں اُن (یعنی اگلے مسلمانوں) پر گزریں ابھی تک تمہیں پیش نہ آئیں۔ یہ آیت **غَزْوَۂ احزاب کے مُتَعلِّق** نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں۔ اس میں انہیں صَبْر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا (عَزَّوَجَلَّ) میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا رَحِمَہُمُ اللہُ تعالیٰ کا معمول رہا ہے، ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں۔ **بخاری شریف** میں حضرت سیِّدُنا **خَبّاب** بن اَرَت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ **حُضُورِ سیِّدِ عالم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سایۂ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کئے تشریف فرما تھے۔ ہم نے حُضُور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی کہ حُضُور ہمارے لئے کیوں دُعا نہیں فرماتے؟ ہماری کیوں مدد نہیں کرتے؟ فرمایا: تم سے **پہلے لوگ**

گرفتار کیے جاتے تھے، زمین میں گڑھا کھود کر اس میں
دبا دیے جاتے تھے، آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے
جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے
جاتے تھے اور ان میں سے کوئی مصیبت انہیں ان کے دین
سے روک نہ سکتی تھی۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث ۳۶۱۲)

گناہوں کے سبب ایمان برباد ہو گیا

حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیِّدُنا
شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ سیِّدُنا
سُفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری رات روتے رہے۔ سیِّدُنا شیبان
راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سببِ گریہ دریافت کیا تو فرمایا: مجھے
بُرے خاتمے کا خوف رُلا رہا ہے۔ آہ! میں نے ایک شیخ سے
چالیس سال علم حاصل کیا۔ اس نے ساٹھ سال تک مسجدُ الحرام
زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں عبادت کی مگر اُس کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ سیِّدُنا
شیبان راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: اے سُفیان! وہ اس کے گناہوں
کی شامت تھی (یعنی گناہوں کے سبب اس کا ایمان برباد ہو گیا) آپ

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

اللہ عزوجل کی نافرمانی ہرگز مت کرنا۔ (صبح مدینہ ص ۲۴) اللہ رَبُّ الْعِزَّت عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

امین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

"اللہ نے مصیبتوں کے پہاڑ توڑے ہیں" کہنا

سُوال: یہ جملہ کہنا کیسا کہ "اللہ عزوجل نے مجھ پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے ہوئے ہیں؟"

جواب اس جملے میں **اعتراض** کا پہلو نمایاں ہے اِس لئے **کفر** ہے۔

"اللہ کے خزانے میں میرے لئے کچھ نہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: کسی نے کہا "شاید اللہ عزوجل کے خزانے میں میرے لئے کچھ بھی نہیں ہے میری دُنیاوی خواہشات اس نے کبھی پوری نہیں کیں، زندگی بھر میری کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی، جس کسی سے محبت کی وہ دور چلا گیا، میرا ہر خواب ٹوٹا، میرے تمام ارمان کچلے گئے، اب آپ ہی بتائیں میں اللہ عزوجل پر کیسے ایمان لاؤں؟" اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ کلمات، ربُّ الکائنات عَزَّوَجَلَّ پر شدید اعتراضات سے پُر اور کفریات سے بھرپور ہیں نیز قائل نے اپنے ایمان سے خود ہی انکار بھی کر دیا ہے۔ یہ کلمات کہنے والا کافر و مرتد ہے۔

مُصیبت چُھپانے کی فضیلت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تکالیف پر شکوہ کرنے کے بجائے **صَبر** کی عادت بنانی چاہئے کہ شکایت کرنے سے مصیبت دُور نہیں ہو جاتی بلکہ بے صبری کرنے سے صَبر کا اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ بلا ضرورت مصیبت کا اظہار کرنا بھی اچھی بات نہیں۔ چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم رسولِ محتشَم، شافِعِ اُمَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں کو اس کی شکایت نہ کی تو اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **حق** ہے کہ اس کی **مغفرت** فرما دے۔'' (المعجم الاوسط للطبرانی ج ۱ ص ۲۱۴ حدیث ۷۳۷)

داڑھ میں درد کا شکوہ کرنے والے کو تنبیہ

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نَقْل

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا اَحنَف بِن قَیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار میری **داڑھ** میں **شدید درد** ہوا جس کے سبب میں ساری رات نہ سو سکا۔ میں نے دوسرے دن اپنے **چچا جان** علیہ رحمۃ المنان کی خدمت میں شکایت کی کہ میں **داڑھ کے درد** کی وجہ سے ساری رات نہ سو سکا۔ اِس بات کو میں نے تین بار دُہرایا۔ اِس پر اُنہوں نے **فرمایا**: تم نے ایک ہی رات میں ہونے والے اپنے دَرد کی اِتنی زیادہ شکایت کر ڈالی! حالانکہ میری **آنکھ** کو ضائِع ہوئے **تیس برس** ہو چکے ہیں (اگرچہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو مگر اپنی زبان سے) میں نے کبھی کسی سے اِس کی شکایت نہیں کی! (اِحیاءُ العلوم ج ۴ ص ۱۶۶) **اللہ** رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مُصیبت زدہ مت گھبراؤ!

سُوال: جو لوگ پریشانیوں اور تنگ دستیوں وغیرہ کی وجہ سے **شکوہ شکایت** کرتے بلکہ بعض اوقات مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کُفریہ کلمات بک

دیتے ہیں ایسوں کو کس طرح سمجھایا جائے؟

جواب: ایسے لوگوں کو پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں کا احساس دلا کر سمجھایا جاسکتا ہے چُنانچہ پارہ 14 سورۃُ النَّحل آیت نمبر 18 میں ارشادِ قرآنی ہے:

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی نعمتیں گِنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔

بندے کو چاہئے کہ ان نعمتوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا رہے کہ اِس طرح نعمتوں میں اِضافہ ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ ہمارے پیارے **اللّٰہُ کریم** عَزَّوَجَلَّ کا پارہ 13 سورۂ ابراھیم آیت نمبر 7 میں ارشادِ عظیم ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ

ترجَمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔ (پ ۱۳ ابراھیم ۷)

جو نادان انسان خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی **نعمت** واحسان کا کُفران (یعنی ناشکری) کرتے ہیں ان کو **خدائے مجید** عَزَّوَجَلَّ نے عذابِ شدید کی وعید بھی ارشاد فرمائی ہے۔ چُنانچہ اِسی آیتِ کریمہ میں آگے

بیان کیا گیا ہے:

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر ناشُکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ (پ۱۳ ابراھیم ۷)

ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ مؤمنین و مؤمنات کو اِمتحانات میں مبتلا کر کے ان کے سیِّئات (یعنی گناہوں کو) مٹاتا اور دَرَجات بڑھاتا ہے۔ لٰہذا جب بھی مصیبت آئے پارہ 20 سُورۃُ العَنکَبُوت کی دوسری آیتِ کریمہ کو ذہن میں لے آئیے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝۲ ترجَمۂ کنزُالایمان: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں کہ کہیں: ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (پ ۲۰ العنکبوت ۲)

عام مسلمان بھی آزمائے جاتے ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! صِرف انبیاء و مُرسلین علیہم السلام، صَحابہ و تابِعین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین اور اولیاءِ کامِلین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المبین کا ہی امتحان نہیں لیا جاتا، عام مسلمان بھی

آزمائے جاتے ہیں۔اور پھر صَبْر کر کے خوب اَجر کماتے ہیں۔

چُنانچِہ خدائے رَحمٰن عزَّوَجلَّ کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ(۱۵۵) الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَؕ(۱۵۶) اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ(۱۵۷)

تَرجَمۂ کنز الایمان: اورضَرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سُنا ان صَبْر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مُصیبت پڑے تو کہیں: ہم اللہ (عزَّوَجلَّ) کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پِھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب (عَزَّوَجلّ) کی دُرُودیں ہیں اور رَحمت اور یِہی لوگ راہ پر ہیں۔

(پ ۲ البقرة ۱۵۵ تا ۱۵۷)

جے سوہنا مِرے دُکھ وِچ راضی

تے میں سُکھ نو چُلھے پاواں

خُدا عزوجل کا ہر کام حکمت بھرا ہوتا ھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً ربُّ الانام عَزَّوَجلَّ کے ہر کام

میں کثیر ہا کثیر حِکمتیں ہوتی ہیں، اُن حکمتوں تک ہماری عقلِ ناقص کی رَسائی نہیں۔ کبھی بندہ کو پریشانی میں مبتَلا کر کے اس کے گُناہوں کو مِٹایا یا دَرَجات کو بڑھایا جاتا ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ کسی کام میں اپنے لئے بہتری سمجھتا ہے حالانکہ وہ کام اِسکے لئے بہتر نہیں ہوتا۔ ربِّ کریم تَبارَکَ وَتَعالٰی اپنی حکمتِ عظیم سے اِسے اُس سے بچالیتا ہے۔ چُنانچہ پارہ 2 سُورَۃُ البَقَرہ کی آیت نمبر 216 میں خُدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ حکمت نشان ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ

ترجمۂ کنزالایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔

(پ ۲ البقرۃ ۲۱۶)

کاش میری کوئی دُعاء نہ قَبول ہوتی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہماری جن دُعاؤں کی قَبولیّت کا اَثر دُنیا میں ظاہر نہیں ہوتا وہ بھی درحقیقت مقبول ہی ہے چُنانچہ اللہ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: دُعاء بندے کی، تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی ﴿۱﴾ یا تو جلد ہی اس کی دعا کا نتیجہ (زندگی) میں ظاہر ہو

جاتا ہے یا ﴿۲﴾ اس کے لئے آخِرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے یا ﴿۳﴾ پھر اس جیسی کوئی مصیبت اس بندے سے دور فرما دیتا ہے۔ (مسند امام احمد ج ۴ ص ۳۷ حدیث ۱۱۱۳۳) ایک دوسری روایت میں ہے (کہ جب بندہ آخِرت میں اپنی دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مقبول نہ ہوئی تھیں) تمنّا کرے گا، کاش! دُنیا میں میری کوئی دُعا قَبول نہ ہوئی (یعنی سب آخِرت کے واسطے جمع ہو جاتیں)

(مُستَدرَک لِلحاکم ج ۲ ص ۱۶۴ حدیث ۱۸۶۲)

اللہ کی رِضا پر راضی رہئے

مسلمان کو چاہئے کہ جب بھی مصیبت پہنچے تو صَبْر و شکر کے ساتھ اِس مَقُولہ کا مِصداق بنا رہے کہ ''رِضائے مولیٰ از ہمہ اَولیٰ'' یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی سب سے بہتر ہے۔ مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان نورُ العِرفان صَفْحَہ 531 پر فرماتے ہیں: ''بعض دیہاتی لوگ ایمان لے آتے، اگر ایمان (لانے) کے بعد اَولاد، دولت، تندرستی پاتے تو کہتے کہ اِسلام سچا دین ہے اور اگر اس کے خلاف ہوتا (یعنی ان کو آفات اور

مصائب پیش آتے اور دُنیوی فوائد نہ پہنچتے) تو کہتے: (مَعاذَاللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ)

اِسلام بُرا دین ہے جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں تب سے

مصیبت میں پڑ گئے ہیں!'' چُنانچِہ پارہ 17 سورۃُ الحجّ کی

گیارھویں آیتِ کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ‌ۚ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ اۨطۡمَاَنَّ بِهٖ‌ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ اۨنقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ‌ ۚ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ‌ ؕ ذٰ لِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۱﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور کچھ آدمی **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی بندگی ایک کَنارہ پر کرتے ہیں پھر اگر انھیں کوئی بھلائی بن گئی جب تو چَین سے ہیں اور جب کوئی جانچ (آزمائش) آپڑی منہ کے بل پلٹ گئے ، دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا یِہی ہے صَریح نقصان ۔

مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ تحریری بیان **خودکُشی کا علاج** (80 صَفحات) کامُطالَعہ مُصیبت زدوں میں صَبْر کا جذبہ اُبھارنے کیلئے اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بے حد مُفید رہیگا۔

ہے صبر تو خزانۂ فِردوس بھائیو!
عاشِق کے لب پہ شکوہ کبھی بھی نہ آ سکے

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

"اللہ پر اعتراض کرنا صریح کفر ہے" کے پچیس حُرُوف کی نسبت سے اعتراض والے کُفریات کی 25 مثالیں

﴿1﴾ جو شخص بطورِ اعتراض کہے: میں نہیں جانتا کہ اللہ نے یہ چیز قرآن پاک میں کیوں ذکر کر دی۔ یہ کہنا کفر ہے۔

(منح الروض الازہر ص ۴۵۷)

﴿2﴾ اگر کوئی بطورِ اعتراض کہے: "اللہ نے آخر عربی ہی میں قرآن پاک کیوں نازل کیا، اردو یا سندھی یا فلاں زبان میں نازل کرنا چاہیے تھا۔" معترض کافر ہے۔

﴿3﴾ اعتراض کرتے ہوئے یہ کہنا: "اللہ نے فجر کی نماز بہت جلدی رکھ دی ہے" کفر ہے۔

﴿4﴾ "بطورِ اعتراض یوں کہنا: "کبھی ہم فلاں کے ساتھ تھوڑا کچھ کر لیں اللہ تعالیٰ فوراً ہمیں پکڑ لیتا ہے۔" یہ کلمۂ کفر ہے۔

﴿5﴾ وہ شخص لوگوں کے ساتھ کچھ بھی کرے اللہ کی طرف سے اس کو فُل (FULL) آزادی ہے۔" یہ کلمۂ کفر ہے۔

﴿6﴾ بطورِ اعتراض یہ کہنا: "اللہ کو ہم غریبوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔" یہ

کلمۂ کفر ہے۔

﴿7﴾ ''اللہ نے ہمیشہ میرے دشمنوں کا ساتھ دیا ہے'' یہ کہنا کفر ہے۔

﴿8﴾ ''ہمیشہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر دیکھ لیا کچھ نہیں ہوتا'' یہ کہنا **کفر** ہے۔

﴿9﴾ ''اللہ نے آج تک میری کوئی دعا پوری نہیں کی'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿10﴾ ''ایک شخص نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے، مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ بھی ایسوں کے ساتھ ہوتا ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿11﴾ ''جو کچھ وہ ہمارے ساتھ کرتا ہے اللہ خود کھڑے ہو کر اس کے ساتھ ہمارا تماشا دیکھتا ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿12﴾ جو کہے: ''مجھے نہیں معلوم اللہ نے جب مجھے دنیا میں کچھ نہ دیا تو مجھے پیدا ہی کیوں کیا!'' یہ قول **کفر** ہے۔ **(منح الروض، ص ۵۲۱)**

﴿13﴾ بطورِ اعتراض یہ کہنا: ''میں نہیں جانتا اللہ نے فلاں کو کیوں پیدا کر دیا!'' **کفر** ہے۔ **(منح الروض، ص ۵۲۲)**

﴿14﴾ ''دنیا بنانے والے کیا تیرے گھر میں سمائی! کاہے کو دنیا بنائی!'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم: جب تم رسولوں پر درود پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو بیشک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

﴿15﴾ جس شخص نے مصیبتیں پہنچنے پر کہا: ''اے اللہ! تو نے مال لے لیا، فلاں چیز لے لی، اب کیا کرے گا؟ اب کیا چاہتا ہے؟ یا اب کیا باقی رہ گیا؟'' یہ قول **کفر** ہے۔ **(فتح القدیر ج۵ ص ۲۰۲)**

﴿16﴾ کسی مسکین نے اپنی محتاجی دیکھ کر یہ کہا: ''اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اسے تُو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے؟'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔ **(فتاوٰی عالمگیری ج۲ ص ۲۶۲)**

﴿17﴾ ''آپ کے اللہ نے اس ظالم شخص کو کچھ نہ دکھایا'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿18﴾ اگر کسی نے بیماری، بے روزگاری، غربت یا کسی مصیبت کی وجہ سے اللہ عزوجل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اے میرے رب! تُو مجھ پر کیوں ظلم کرتا ہے؟ حالانکہ میں نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں'' تو وہ **کافر** ہے۔

﴿19﴾ ''اللہ نے ہمیشہ بُرے لوگوں کا ساتھ دیا ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿20﴾ ''اللہ نے مجبوروں کو اور پریشان کیا ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

﴿21﴾ جو کہے: ''اللہ تعالیٰ نے ایسا کام کیا جس میں حکمت نہیں'' یہ قول **کفر** ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۶۲)

﴿22﴾ ''اللّٰہ نے یہ حکم تو سراسر فضول دے دیا ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿23﴾ ''خدا کے احکام میں بے جا سختی ہے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿24﴾ کسی سے کہا گیا: فلاں تیرے ساتھ صحیح نہیں کر رہا۔ یہ سن کر اس نے کہا: ''میرے ساتھ تو خدا بھی صحیح نہیں کر رہا'' یہ جواب **کفریہ** ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

﴿25﴾ جس نے کوئی بُرا جانور دیکھ کر کہا: ''**اللّٰہ** کو بھی کوئی اور کام نہ تھا جو ایسا جانور پیدا کر دیا!'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ (ایضاً ص ۲۶۲)

قرآنِ پاک کی توہین کے بارے میں سوال جواب

سُوال: قرآنِ پاک کی توہین کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے۔

رشوت کو ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ کہنا کیسا؟

سُوال: رشوت کو ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ (ترجمۂ کنزالایمان: یہ میرے

فرمانِ مصطفےٰ ﷺ: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

رب کے فضل سے ہے (پ ١٩ النمل ٤٠) کہنا کیسا؟

جواب **رشوت** کالین دین قطعی حرام اور جہنم میں لیجانے والا کام ہے۔ معاذَاللہ عزوجل اس کو پروردگار عزوجل کا فضل قرار دینا کفر ہے۔ **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** بیباکی اور سرکشی بہت مہنگی پڑتی ہے۔ آیئے ایک عبرتناک **حکایت** سماعت فرمایئے چنانچہ

فرعون کا فتویٰ خود اسی کے منہ پر

ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام **فرعون** کے پاس ایک اِستِفتاء لائے جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ کا کیا حکم ہے ایسے غلام کے بارے میں جس نے اپنے آقا کی دولت و نعمت میں پرورش پائی پھر اس کی ناشکری کی اور اس کے حق میں نہ صرف منکر (یعنی انکار کرنے والا ہوا) بلکہ خود "آقا" ہونے کا مدعی (دعویدار) بن گیا۔ اِس پر **فرعون** نے یہ جواب دیا کہ جو نمک حرام غلام اپنے آقا کی نعمتوں کا انکار کرے اور اس کے مقابل (یعنی مقابلے پر) آئے، اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریا میں ڈبو دیا جائے۔ چنانچہ **فرعون** جب خود دریائے نیل میں ڈوبنے لگا تو حضرتِ سیِّدنا

جبرئیلِ امین عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اِس کاوُہی فتویٰ اس کے سامنے کردیا اور اِس کو اِس نے پہچان لیا۔

(خزائن العرفان ص ۳۵۰، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۹۶)

مزاج پُرسی کے جواب میں آیت کا مذاق اُڑانا

سُوال: ایک نے طبیعت پوچھی تو دوسرے نے مذاق کرتے ہوئے جوابدیا: نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ ٹِّھیک یہ جواب کیسا ہے؟

جواب: کُفر ہے کہ یہ آیتِ قرانی نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی مدد اور جلد آنے والی فتح (پ ۲۸ الصف ۱۳) سے اِستہزاء (یعنی مذاق اُڑانا) ہے۔

اگر قراٰنِ پاک ہاتھ سے چھوٹ جائے؟

سُوال: اگر بے خیالی میں مُصۡحَف (قران شریف) ہاتھ سے چُھوٹ کر یا الماری سے سَرَک کر زمین پر تشریف لے آئے تو؟

جواب: نہ گناہ ہے نہ ہی اس کا کوئی کَفّارہ۔

قرانِ پاک زمین پر پٹخ دیا تو؟

سوال: اگر کسی نے معاذَ اللہ قرانِ پاک زمین پر پٹخ دیا تو اُس کیلئے کیا حکم

ہے؟

جواب: معاذ اللہ جان بوجھ کر **قرآن پاک** کو زمین پر پٹخ دینا اس کی توہین ہے اور یہ **کفر** ہے۔ (ماخوذ از فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۱۱۱)

حکمِ قرآن کو غلط جاننا کفر ہے

سوال: جو قرآن پاک کے بیان کردہ احکام کو سچا نہ مانے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: جو **قرآن پاک** کی بیان کردہ کسی بھی چیز کے سچا ہونے میں شک کرے وہ **کافر** ہے۔

ایمان کی حفاظت کی مَدَنی سوچ اپنایئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غفلت کا دور دورہ ہے **مَدَنی ماحول سے** دوری، علمِ دین سے عدمِ دلچسپی، صرف دنیا بنانے کی لگن اور فقط دھن کمانے کی دُھن انتہائی تشویش ناک ہے۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جایئے، ایمان کی حفاظت کی **مَدَنی سوچ** اپنایئے، بُرے خاتمے کے خوف سے آنسو بہایئے، خوفِ خدا عزَّوَجَلَّ کے باعث تنہائی میں رونے کی عادت بنایئے اور زبان اور آنکھوں

بلکہ ہر عُضوِ بدن پر **قُفلِ مدینہ** لگائیے، غیر ضروری باتوں سے بچتے ہوئے خاموشی کی عادت اپنائیے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **ایمان** بھی سلامت رہے گا، **جہنَّم** سے پناہ بھی ملیگی اور **جنّت الفردوس** میں داخِلہ بھی نصیب ہوگا۔

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عُضو کا عطّارؔ لگا قُفلِ مدینہ

نَجات کے تین مَدَنی پھول

حضرتِ سیِّدُنا عُقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

یا رسولَ الله عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **نَجات** کیا ہے؟ فرمایا: ﴿۱﴾ **اپنی زَبان** کو روک رکھو (یعنی اپنی زبان وہاں کھولو جہاں فائدہ ہو نقصان نہ ہو) اور ﴿۲﴾ تمہارا **گھر** تمہیں کِفایت کرے (یعنی بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو) اور ﴿۳﴾ **گناہوں** پر رونا اختیار کرو۔ (سُنَنُ التِّرمِذی ج ۴ ص ۱۸۲ حدیث ۲۴۱۴)

رونے کے فضائل پر دو روایات

(1) **فرمانِ مصطفٰے** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جو شخص **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درود پاک پڑھا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

سے روتا ہے وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائیگا حتّٰی کہ دودھ تھن میں واپس آجائے۔ (سنن ترمذی ج ۳ ص ۲۳۶ حدیث ۱۶۳۹)

(2) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے خوف سے ایک آنسو کا بہنا میرے نزدیک ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(شعب الایمان ج ۱ ص ۵۰۲ رقم ۸۴۲)

موسیقی کے ساتھ تلاوت

سوال: موسیقی کے ساتھ قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مزامیر (یعنی آلاتِ موسیقی) کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا کفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

کیا قرآن پڑھنا کفر بھی ہو سکتا ہے؟

سوال: کیا قرآن پڑھنا بھی کفر بھی ہوسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ مثلاً شانِ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اہانت (یعنی گستاخی) کی نیت سے کوئی آیت پڑھنا کفر ہے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش امام کو قتل کروا دیا!

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان

اپنی عظیم الشان کتاب **شانِ حبیب الرحمٰن** صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم صفحہ 260 پر **روح البیان** کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک امام ہر نماز میں پارہ 30 کی **سورت عَبَسَ وَتَوَلّٰی** ہی پڑھا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو خبر ہوئی تو آپ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے اس امام کو بلا کر **قتل کرا دیا**، کیونکہ ہر **نماز** میں یہ سورت پڑھنے سے معلوم ملا (یعنی اس کو پہچان لیا) کہ یہ **منافق** ہے اور اس کے دل میں حضور علیہ السلام سے **بغض** ہے اس لئے اِس سورت کو ہر نماز میں پڑھتا ہے جو بظاہر **عتاب** معلوم ہوتی ہے۔

(روح البیان ج۱۰ ص۳۳۱)

سورۂ اِخلاص پڑھنے والے صَحابی کی حکایت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے اَبُری نیّت سے قراٰنِ کریم کی سورت پڑھنے والے بدنصیب گستاخِ رسول کا کتنا دردناک انجام ہوا اب اچھی نیّت سے قراٰنِ پاک کی سورت پڑھنے والے خوش نصیب ''صحابی'' رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حکایت پڑھ کر آنکھیں

ٹھنڈی کیجئے۔ چُنانچِہ یِہی **مفتی صاحب** مزید فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات بعض آیات سے افضل ہیں، ایک صَحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر نَماز میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد (کی سورت) پڑھتے تھے۔ **حُضور** عَلَیْہِ السَّلام نے پُوچھا کہ تم یہ کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا کہ اس میں **میرے رب** کی صِفات کا ذِکر ہے، اِس لئے مجھے یہ سُورۃ پیاری معلوم ہوتی ہے۔ **حُضور** عَلَیْہِ السَّلام نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ **ربِ تعالیٰ** اس سے مَحبَّت فرماتا ہے۔

(مشکوٰۃ، ج۲ص ۱۰۴ حدیث ۲۱۲۹ شانِ حبیب الرحمٰن ص ۲۶۰)

قراٰنِ پاک پڑھانے والے کی نقّالی

سُوال: قراٰن شریف پڑھانے والے کی مذاق اُڑانے کے انداز میں نقّالی کرنا کیسا؟

جواب: کفر ہے۔ **فُقَہائے کِرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو مذاق اُڑانے کے طور پر **قراٰن شریف** پڑھانے والے اُستاذ کی طرح ڈنڈا پکڑ کر بچّوں کو سمجھاتا ہے اُس پر حکمِ **کفر** ہے کیونکہ قراٰنِ پاک پڑھانے والا بھی علماءِ شریعت کی طرح ہے، پس **قراٰنِ کریم** یا

قرآنِ کریم کے پڑھانے والے سے اِستِہزاء (مذاق اُڑانا) کفر ہے۔ (منح الروض الازھر للقاری ص ۴۷۶)

سورۂ لَھَب کی توہین

سُوال: جو پورے قرآن پاک کی نہیں فقط اس کے کسی حصّے کی توہین کرے مثلاً کہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو چاہیے تھا کہ سُورۂ لَھَب نازِل نہ فرماتا۔

جواب: اِس قول میں ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ پر اعتِراض ہے اور یہ کفر ہے۔ یاد رکھئے! جو شخص قرآن شریف یا اس میں سے کسی حصہ کی توہین کرے یا اس کو گالی دے یا اس کا انکار کرے یا اس کے کسی حرف کا یا کسی آیت کا انکار کرے یا اس کو جھٹلائے یا اس کے کسی حصہ یا کسی حکم کو جھٹلائے جس کی اس میں تصریح کی گئی ہے یا جس کی اس میں نفی کی گئی (یعنی انکار کیا گیا) ہے اس کو ثابت کرے یا جس کو اس میں ثابت کیا گیا ہے اس کی نفی (یعنی انکار) کرے حالانکہ وہ انکار کرنے والا اس کو جانتا ہے یا اس میں کچھ شک کرتا ہے تو وہ بالاجماع عُلمائے کرام کے نزدیک کافر ہے۔

ایتِ قرآنی "نہ ماننے" کا حکم

سُوال: قرآن پاک کی کسی آیتِ مبارَکہ کو نہ ماننے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جو مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

جواب: اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: **آیت** کو نہ ماننا یعنی انکار کرنا **کفر** ہے اس کے **پیچھے** نماز کیسی، مگر عوام "نہ ماننا" اسے بھی کہتے ہیں کہ گناہ خلافِ آیتِ قرآنی واقع ہوا اور اسے آیت سنائی گئی اور وہ اپنے گناہ سے باز نہ آیا، یہ باز نہ آنا اگر شامتِ نفس سے ہو (کہ) آیت پر (تو) ایمان رکھتا ہے نہ اس سے انکار کرتا ہے نہ اس کا مقابلہ کرتا ہے تو (اگرچہ) **گناہ ہے** (مگر) **کفر نہیں**۔ پھر اگر وہ گناہ خود کبیرہ ہو یا بوجہ عادت کبیرہ ہو جائے اور یہ شخص اعلان کے ساتھ اس کا مرتکب ہو تو فاسقِ مُعلِن ہے اس کے **پیچھے** نماز مکروہِ تحریمی یعنی پڑھنی گناہ اور پڑھی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہُ تعالیٰ اَعلم۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۹۸)

کیا اِنجیل پر بھی ایمان لانا ہو گا؟

سُوال: کیا اِنجیل پر بھی ایمان لانا ضَروری ہے؟

جواب: جی ہاں۔ بلکہ ہر آسمانی کتاب پر ایمان لانا ضروری ہے چُنانچِہ

فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السلام فرماتے ہیں: جو شخص کسی آسمانی کتاب کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ **(منح الروض ص ۴۵۶)**

کیا رَدّوبدل والی اِنجیل پر بھی ایمان لانا ضروری ہے؟

سُوال: سنا ہے اِنجیل وغیرہ میں لوگوں نے کافی رَدّوبدل کر ڈالا ہے کیا پھر بھی اس پر ایمان لانا ہوگا؟

جواب: صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی آسمانی کتابوں کے بارے میں اسلامی عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **بہارِ شریعت** حصہ اول صفحہ 29 پر فرماتے ہیں: سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب **کلامُ اللہ** ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت **اللہ تعالیٰ** نے اُمّت کے سپرد کی تھی، اُن سے اس کا حفظ (یعنی حفاظت) نہ ہو سکا، کلامِ الٰہی جیسا اُترا تھا اُن کے ہاتھوں میں ویسا ہی باقی نہ رہا، بلکہ اُن کے شریروں نے تو یہ کیا کہ اُن میں تحریفیں کر دیں، یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا۔ لہٰذا

جب کوئی بات اُن کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ ہماری کِتاب (قراٰن مجید) کے مطابِق ہے، ہم اُس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالِف ہے تو یقین جانیں گے کہ یہ اُن کی تحرِیفات (تبدیلیوں) سے ہے اور اگر موافقت مخالَفت کچھ معلوم نہیں تو حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب (نہ درست مانیں نہ جُھٹلائیں)، بلکہ یوں کہیں کہ: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ. "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اوراُس کے فرشتوں اوراُس کی کتابوں اوراُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔"

میمن قوم کو مذاقاً قراٰن سے ثابت کرنا

سُوال: کچھ میمن وغیر میمن لوگ مل کر بیٹھے تھے۔اس میں میمن برادری کے بارے میں بات چِھڑی، اِس پر ایک شخص نے مذاقاً کہا: میمن بھائیوں کی تو بہُت بڑی شان ہے دیکھو ان کا ذکر قراٰنِ مجید میں بھی موجود ہے! یہ کہہ کر اُس نے لہجے کے ساتھ پارہ 30 سُورۃُ الْبَلَد کی 18 ویں آیتِ کریمہ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ تلاوت کی۔ یہ سُن کر حاضرین میں ہنسی کا فوّارہ اُبل پڑا۔ان سب کیلئے کیا

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

حکمِ شرعی ہے؟

جواب: آیتِ قرآنی کا مذاق اُڑانا **کفر** ہے اور جو جان بوجھ کر خوشی خوشی متّفِق ہو کر ہنسا اس پر بھی حکمِ کفر ہے۔ ہاں جو بے اختیار ہنس پڑا یا جس کو سمجھ نہ پڑی اور دوسروں کو دیکھ کر ہنس دیا اس پر حکمِ کفر نہیں۔

قِراءَت کے انکار کا کیا حکم ہے؟

سُوال: قِراءَت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اگر کسی نے کسی قِراءَت کا انکار کیا تو؟

جواب: سات قراءتیں متواتِر ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنا کُفر ہے اسی وجہ سے علمائے کرام فرماتے ہیں: جہاں جو قِراءَت رائج ہو وہاں وُہی پڑھیں تا کہ کوئی شخص لاعِلمی میں اس کا انکار نہ کر دے۔ چنانچہ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفْحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" جلد اوّل صَفْحہ 33 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: قرآنِ عظیم کی **سات قراءَتیں** سب سے زیادہ مشہور اور مُتَواتِر ہیں ان میں مَعاذَ اللہ کہیں اختِلافِ معنی نہیں، وہ سب حق ہیں اس میں اُمّت

کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت (قراءت)

آسان ہو وہ پڑھے، اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قراءت رائج

ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے، جیسے ہمارے ملک میں قراءت

عاصم بروایت حفص، کہ لوگ ناواقفی سے انکار کریں اور وہ معاذ اللہ

کلمۂ کفر ہوگا۔

قرآن وحدیث کو کہنا "کوئی چیز نہیں"

سُوال: ولید نے غلطی کی، اِس پر نوید نے اُس کی اصلاح کیلئے آیاتِ کریمہ و

احادیثِ مبارَکہ سنائیں اِس پر ولید آیات واحادیث کے بارے

میں بولا: "یہ کوئی چیز نہیں ہے۔" ولید مسلمان رہایا نہیں؟

جواب ولید **مسلمان** نہ رہا۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام احمد رضا**

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: اس کا قرآن وحدیث کے

متعلق یہ کہنا کہ "یہ کوئی چیز نہیں ہے" یہ تو خالص ایسا **کُفر** ہے

جس پر مُرتدوں والے اَحکام جاری ہوتے ہیں لہٰذا اِس پر **تجدیدِ**

اسلام ضروری ہے اور مسلمان ہو کر عورت کی رضا مندی سے

دوبارہ اس سے **نکاح** کرے اگر اس سے **نکاح** پر راضی نہ ہو تو بیوی کو اختیار ہے کہ وہ عدت پوری کر کے کسی اور سے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کرے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۵۴)

قرآنِ پاک کی توہین کی تقریباً 42 مثالیں

﴿1﴾ **قرآنِ کریم** یا مسجد یا اسی طرح کی وہ چیزیں جو شرعاً معظّم (یعنی بعظمت) ہیں ان کی جس نے **توہین** کی اس نے **کفر** کیا۔

(منح الروض الازہر للقاری ص ۵۰۷)

﴿2﴾ **قرآنِ مجید** کی کسی آیت کا مذاق اُڑانا **کفر** ہے۔ **(ایضاً ص ۵۰۸)**

﴿3﴾ جان بوجھ کر **قرآنِ پاک** کو زمین پر پھینکنا کفر ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۶)

﴿4﴾ جس نے دف یا کسی باجے کے ساتھ **قرآن شریف** پڑھا اس نے **کفر** کیا۔ **(منح الروض ص ۵۰۶)**

﴿5﴾ **اللہ** عزّوجلّ کے کسی وعدے یا ﴿6﴾ وعید کو جھٹلانے والا **کافر** ہے

(ایضاً ص ۵۰۶)

{7} جس نے بطورِ توہین قرآنِ مجید پر پاؤں رکھا وہ **کافر** ہے۔

(منح الروض ص ۴۵۲)

{8} جس شخص سے کہا گیا: تو **قرآن شریف** کیوں نہیں پڑھتا؟ یا کہا گیا: تو قراءت کیوں نہیں کرتا؟ اس نے جواب میں تحقیراً کہا: "میرا دل بھر گیا" یا کہا: {9} "مجھے ناپسند ہے" یہ کہنا **کفر** ہے۔ (ایضاً)

{10} جس نے دوسرے سے کہا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے ہٹ جاؤ یا ہٹا ڈالو" اس نے **کفر** کیا۔ کیونکہ اس نے اس سے مذاق کا ارادہ کیا، تبرُّک کا نہیں۔ (ایضاً ص ۴۵۹) یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس سے مذاق کا ارادہ ہو، تبرُّک کا نہیں۔

{11} جس نے **قرآنِ کریم** پڑھنے کا مذاق اُڑایا اُس نے کفر کیا البتہ اگر قاری یا اُس کی آواز و لہجے کا مذاق اُڑایا تو **کفر** نہیں۔

(ایضاً ص ۴۵۸)

{12} جس نے بہت زیادہ تلاوتِ **قرآنِ مجید** کرنے والے سے کہا: "تو نے **قرآن شریف** یا فلاں سورت کا گریبان پکڑ لیا ہے" اس نے **کفر** کیا۔ (ایضاً ص ۴۵۹)

﴿13﴾ کسی شخص کو نماز با جماعت کی طرف بلایا گیا، اس نے کہا: میں تو تنہا پڑھوں گا کیونکہ **قراٰن پاک** میں ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی۔ یعنی اس نے تَنْھٰی سے اُردو والا ''تنہا'' مراد لیا، ایسا کہنا **کفر** ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

﴿14﴾ ''جو **قراٰن مجید** کو غیر عربی کہے'' اس پر حکم **کفر** ہے۔ (منح الروض ص ۱۸۳) البتہ چند الفاظ ایسے ہیں جو ابتداءً عجمی تھے لیکن پھر وہ عربی میں ہی داخل ہوگئے اور اب وہ بھی غیر عربی نہ رہے۔

﴿15﴾ **قراٰن کریم** کی کسی آیت میں تحریف و تبدیلی کرنا یا ﴿16﴾ ایسا کرنا جائز ماننا **کفر** ہے۔ (ملخص از فتاوٰی رضویہ ج ۱ ص ۴۲۰)

﴿17﴾ ہنسی مذاق کی نیت سے بے موقع آیاتِ قراٰنیہ پڑھنا **کفر** ہے۔

(بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

﴿18﴾ جو **قراٰن پاک** کو مخلوق مانے اس نے کفر کیا۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۹۲)

﴿19﴾ اگر کسی نے **قراٰنِ مبین** کو توہین کی نیت سے نجاست میں ڈالا یا ﴿20﴾ نجاست کے قریب پھینک دیا تو **کافر** ہے۔

﴿21﴾ جو شخص **قراٰن مجید** کو ناقص کہے وہ **کافر** ہے۔ (منح الروض ص ۲۷۲)

﴿22﴾ اگر کوئی قرآنِ عظیم میں موجود انبیاء کے واقعات یا ﴿23﴾ رسولوں کے مُعجزات کا اِنکار کرے یا ﴿24﴾ قرآنِ کریم میں جو جنّتیوں اور ﴿25﴾ ہُدہُد کے کلام کرنے کا تذکرہ ہے اس میں شک کرے یا ﴿26﴾ حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور جادوگروں کے قصّے ﴿27﴾ واقعۂ اَسرا کی (مسجدِ حرام سے مسجدِ اَقصیٰ تک) ﴿28﴾ اصحابِ فیل اور ﴿29﴾ ان پر حملہ کرنے والے اَبابیل پرندوں کے واقعات ﴿30﴾ اصحابِ کہف کا قصہ ﴿31﴾ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے آگ میں ڈالے جانے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ قَصَصِ قرآن (یعنی قرانِ پاک میں بیان کردہ قصوں) کے سچا ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔ جب کہ اصل واقعے کے وُجُود ہی کا انکار کرے۔ اِلَّا اس کی کوئی ایسی تفصیل جو قرآنِ پاک میں صراحت سے (یعنی صاف صاف) مذکور نہیں ہے اس کے انکار پر حکمِ کفر نہیں ہے۔

﴿32﴾ ''آیات و احادیث کچھ نہیں'' کہنے والا کافر و مرتد ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۸۴)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں کنجوس ترین شخص ہے۔

﴿33﴾ **قرآن** کریم میں جو ملائکہ ﴿34﴾ جنات اور ﴿35﴾ شیاطین کے واقعات ہیں ان کو "خیالی کہانیاں" کہنے والا کافر ہے۔

﴿36﴾ **قرآن** مجید میں جو کسی ایک لفظ ﴿37﴾ ایک حرف یا ﴿38﴾ ایک نقطے کی کمی بیشی کا بھی قائل ہے یقیناً **کافر** و مُرتد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مخرّجہ ج ۱۱ ص ۱۹۹ ملخصاً)

﴿39﴾ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ **قرآن پاک** میں جو کچھ ہے ان میں بعض سے بعض یقیناً ٹکراتا ہے تو وہ **کافر** ہے اگر ناسخ و منسوخ کے سبب کہتا ہے تو تاویل ہے اور اگر نقص یعنی خامی نکالتا ہے تو **کافر**۔

﴿40﴾ اگر کوئی **قرآن پاک** کے معجزہ ہونے میں شک کرے یا ﴿41﴾ اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے جانے میں شک کرے تو **کافر** ہے۔

﴿42﴾ اگر کوئی یہ کہے کہ اس زمانے میں پڑھے لکھے لوگ مل جل کر کوشش کریں تو **قرآن کریم** کی مثل یا **قرآنِ عظیم** سے بہتر کتاب لاسکتے ہیں تو وہ **کافر** ہے۔

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھے۔

نبی کی گستاخی کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: نبی کی گستاخی کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کی ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا بھی **کافر و مُرتَد** ہے۔

"**شِفا شریف**" صفحہ 215 پر ہے علما کا اجماع ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں **گستاخی** کرنے والا **کافر** ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید جاری ہے اور اُمّت کے نزدیک وہ واجبُ القتل ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی **کافر** ہے۔ **(الشفاء ص ۲۱۵)**

گستاخ کے ساتھ کیا سُلوک ہونا چاہئے؟

سُوال: گستاخِ رسول کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سُلوک کرنا چاہئے؟

جواب: اِس ضمن میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں کئے گئے سوال جواب کا خُلاصہ عرض کرتا ہوں: **سُوال:** ایک مقرِّر نے جلسے میں کہا: **حُضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے **خیال فرمایا** کہ میرے

دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے۔
(معاذ اللہ) اِس تکبُّر کی بِنا پر حُضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دندان اقدس جنگِ اُحُد میں شہید ہوگیا تھا۔" **الجواب**: اس نے حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں **مَعَاذَ اللہ** "تکبُّر" کا لفظ کہا، یہ **صریح کُفر** ہے اس کا ایمان جاتا رہا، اُس کی عورت اس کے نِکاح سے نکل گئی۔ اس نے جیسے مجمع میں یہ جملہ کہا اسی قسم کے مجمع میں توبہ کرے اور اسلام لائے۔ اگر نئے سرے سے اسلام نہ لائے تو مسلمانوں کو اس سے سلام و کلام **حرام**، اس کے پاس بیٹھنا **حرام**، اس کی شادی غمی میں شریک ہونا **حرام**، بیمار پڑے، تو اُسے پوچھنے جانا **حرام**، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا **حرام**، اُسے غسل و کفن دینا **حرام**، اس کے جنازے کی نماز **حرام**، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا **حرام**، اُسے مرنے کے بعد کوئی ثواب پہنچانا **حرام**، بلکہ اس کے کفر پر مطلع ہوکر جو اسے مسلمان سمجھتا رہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے بلکہ اس کے **کفر** میں شک بھی کرے تو وہ خود بھی **کافر** ہوجائے گا۔

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

اور جن لوگوں نے اس جملے کو سن کر پسند کیا، تو وہ سب پسند کرنے والے بھی اس کی مثل **کافر** ہوگئے اور ان کی عورتیں بھی ان کے **نکاح** سے نکل گئیں۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۴۶،۲۴۷)

صحابہ کے گستاخوں کے ساتھ برتاؤ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! گستاخوں کے ساتھ اس قسم کا رویّہ (رَوِی۔یہ) اختیار کرنے کا حکم، سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ **فرمانِ مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: میرے **صحابہ** کو گالی مت دو، کیونکہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی، جو میرے **صحابہ** کو گالی دے گی، پس اگر وہ (گالیاں دینے والے) بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا، اگر مر جائیں تو ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا، ان سے ایک دوسرے کا نکاح نہ کرنا، نہ انہیں وراثت میں سے حصہ دینا، نہ انہیں سلام کرنا اور نہ ہی ان کے لئے رحمت کی دُعا کرنا۔

(تاریخ بغداد ج۸ ص ۱۴۳)

جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو گالی دینے والے کے

بارے میں یہ حکم فرمایا گیا تو **شاہِ خیرُ الانام** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عالی میں **گستاخی** کرنے والے کا معاملہ کس قدر نازک ہوگا؟

مُرتَد سے ہمدردی ......؟

سُوال: کیا **مُرتَد** کے ساتھ انسانی ناطے سے بھی ہمدردی نہ کی جائے؟

جواب حقیقت میں دیکھا جائے تو مسلمان ہی ''انسان'' ہے۔ جبکہ جو اپنے **خالق** و مالک عَزَّوَجَلَّ کی توہین اور اُس کے پیارے **حبیب** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی گستاخی کرے وہ نام کا انسان یا یقیناً بدتر از حیوان ہے۔ **مُرتَد** کے ساتھ ہر طرح کے مقاطعہ (یعنی بائیکاٹ) کو بھی شاید ان **معنوں** پر ایک گونہ ہمدردی کہا جا سکے کہ یوں وہ کسی طرح بیزار ہو کر تائب ہو کر **دامنِ مصطفٰے** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں پناہ لے لے۔ یاد رکھئے! **مُرتَد** سے ہمدردی کا اظہار ایمان کیلئے زہرِ ہلاہل (یعنی زہرِ قاتل) ہے۔

مُرتَد کے بارے حکمِ شرعی کو ظلم کہنا

مُرتَد سے ہمدردی کرنے کی پاداش میں ایک عورت کے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے **مُتَعَلِّق** ایک فتوٰی مُلاحظہ فرمائیے چنانچہ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کی بارگاہِ عالی شان میں کچھ اس طرح سُوال ہوا: سُنّیوں کے محلّے میں ایک قادیانی نیا نیا رہنے آیا۔ خیر خواہ سُنّیوں نے اہلِ محلّہ کو اس سے مَیل جول کرنے اور کسی قسم کا تعلّق رکھنے سے منع کیا۔ اِس پر ایک عورت نے یوں کہا: "**بڑے نمازی پرہیزگار بنے پڑھ کر نکلا ہو گئے، ہم عذاب ہی بھگت لیں گے،** اس بے چارے قادیانی کو رق (یعنی تنگ) کر رکھا ہے۔" اس عورت کے بارے میں شَرعی حکم کیا ہے؟ **اَلجواب:** یہ عورت نمازی کی تحقیر کرنے، عذابِ الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے، **قادیانی** (مُرتد) کو اس بفعلِ مسلمانان (یعنی بائیکاٹ کرنے کا کہنے کے سبب) سے مظلوم جانے اور اس سے مَیل جول ترک کرنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب **اسلام سے خارِج ہو گئی۔** اپنے شوہر پر **حرام** ہو گئی، جب تک ان کلمات سے توبہ کرکے نئے سرے سے اسلام نہ لائے۔

(ملخصاً از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۵۴)

کیا واقعی "گستاخِ رسول کی توبہ قبول نہیں؟"

سُوال: سنا ہے گستاخِ رسول کی توبہ قبول نہیں۔ اگر کوئی گستاخی کا مُرتکب

واقعی نادم ہوا تو کیا کرے؟

جواب : گستاخِ رسول **کافر و مُرتَد** ہے اس کے **قبولِ توبہ** کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ہمارے آئمّۂ مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک ساب (یعنی گستاخِ رسول) مُرتَد ہے اور اس کے سب احکام مثلِ مُرتَد، مُرتَد اگر توبہ کرے فَتُقْبَلُ وَلَا یُقْتَلُ (قبول کریں گے اور قتل نہ کریں گے) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۵۲)

سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو چرواہا کہنا کیسا؟

سُوال : اگر **کوئی شخص سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو "اُمّت کا چرواہا" کہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب : یہ توہین آمیز لفظ ہے کہنے والا توبہ و تجدیدِ ایمان کرے۔ اِسی طرح کے ایک سُوال پر کہ کسی مقرّر نے اپنی تقریر میں **آقائے دو جہان** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ عظمت نشان میں کہا: "وہ اُمّت کے چرواہے تھے۔" **صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ** علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ (لفظ)

نہایت مُبْتَــذَل (یعنی حقیر) وہ قابلِ ہے ایسے الفاظ سے احتراز کرے (یعنی بچے) اور توبہ کرے اور **تجدیدِ نکاح** کرے مسلمان بارگاہِ اقدس میں عرض کیا کرتے تھے: راعِــنـا یعنی ہماری رعایت فرمائیے! **یہود** موقع پا کر زبان دبا کر اس طرح کہتے کہ بظاہر تو وہی (راعِنا) معلوم ہوتا مگر وہ کہتے: ''راعِیْـنــا'' یعنی ''ہمارے چرواہے''۔ اس پر آیتِ کریمہ نازل ہوئی: اِس لفظ ''راعِـنـا'' سے مُمانَعت فرما کر یہ حکم دیا کہ ''اُنْـظُـرْنـا'' کہو یعنی ''ہماری طرف نظر فرمائیے'' (کیا کرو)۔ تو جس لفظ سے **راعی** (یعنی چرواہا) کا ایہام بعید (یعنی دور کا شبہ پڑتا) تھا اس تک سے مُمانَعت فرمائی گئی، تو ظاہر ہے کہ خود اس (چرواہا کہنے) کی مُمانَعت کس درجہ ہوگی۔ خُصوصاً یہ اُردو کا لفظ (چرواہا) تو نہایت سَـــخیف (یعنی انتہائی گھٹیا) ہے۔ (سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں) **اُمّت کے نگہبان** و محافظ وغیرہ الفاظ بولنا چاہئے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۵۶۔ ۲۶۰)

فریاد ہے اے کشتیِ اُمّت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

مُوئے مبارَک کی گستاخی کرنا کیسا؟

سُوال: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے **مُوئے مبارَک** کی گستاخی کرنا کیسا؟

جواب: کسی "بال" کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا **مُوئے مبارَک** تسلیم کرنے کے باوجود اگر اُس کی توہین کرے تو **کافر** ہے۔ مُوئے مبارَک **کو** ایذا دینے والا **اللہ ورسول** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایذا دیتا ہے۔ شَہَنشاہِ خوش خِصال، سلطانِ شیریں مَقال، صاحِبِ جُودو نَوال، محبوبِ ربِّ ذُوالجلال عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ باکمال ہے: "جس نے میرے بال کو **ایذا** دی، اس نے **مجھے** ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔" **(تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱۰، ص ۲۰۰)**

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مُشک سا
لَکّۂ ابرِ رأفت[1] پہ لاکھوں سلام

محبوب سے نسبت رکھنے والی چیز کی گستاخی کفر ہے

یاد رکھئے! نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

(1) لَکّۂ ابرِ رأفت یعنی عظیم رحمت کے بادل کا ٹکڑا۔

والہٖ وسلّم سے نسبت رکھنے والی کسی بھی چیز کی **گستاخی** کرنا **کفر** ہے۔

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جو شخص **حضورِ اقدس** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو تمام انبیا میں آخری نبی نہ جانے یا **حضور** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، **آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے **موئے مبارک** کو تحقیر (یعنی حقارت) سے یاد کرے **آپ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے **لباسِ مبارک** کو گندہ اور میلا بتائے، **حضور** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے **ناخن** بڑے بڑے کہے یہ سب **کفر** ہے۔ بلکہ اگر یوں ہی کسی نے یہ کہا **حضورِ اقدس** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے **مبارک** (یعنی مبارک انگلیاں) چاٹ لیا کرتے تھے۔ اس پر کسی نے کہا: یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی **سنت** کی تحقیر (یعنی توہین) کرے مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اہانت (یعنی گستاخی) **کفر** ہے جبکہ **سنت** کی توہین مقصود ہو۔

(**بہارِ شریعت** حصہ ۹ ص ۱۸۱)

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں

خدا کی قسم! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز باعظمت ہے عُشّاق کو اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہر شے میں سعادتیں اور بَرَکتیں ہی نظر آتی ہیں۔ چنانچہ عاشقوں کے امام میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن حدائقِ بخشش شریف میں فرماتے ہیں ؎

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

کدّو شریف کی گستاخی کرنا کیسا؟

سُوال: کیا کدّو شریف کی توہین کُفر ہے؟

جواب: کدّو شریف ہمارے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا تو اگر معاذاللہ کسی کو اِس حیثیت سے ناپسند ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا تو یہ کُفر ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے

ہیں: کسی کے اس کہنے پر کہ **حُضُور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کدو پسند تھا کوئی یہ کہے "مجھے پسند نہیں" تو بعض عُلَماء کے نزدیک **کافِر** ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ **حُضُور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پسند تھا تو **کافِر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱)

مجھے کدو ناپسند ہے کہنے والے کی حکایت

اِس ضمن میں ایک ایمان افروز حکایت مُلاحَظہ فرمایئے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا امام **ابو یُوسُف** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے اس روایت کا جب ذکر آیا کہ حُضُور پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کدو پسند تھا۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کہا: اَنَا مَا اُحِبُّہٗ یعنی میں کدو پسند نہیں کرتا۔ اِس بات کا سُننا تھا کہ حضرتِ سیِّدُنا امام **ابو یُوسُف** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تلوار کھینچ لی اور اُس شخص سے فرمایا: تجدیدِ اسلام کرو ورنہ میں تجھے ضَرور قتل کردوں گا۔ (مِرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۵۹) ہاں اگر اِس طرح کی صورت حال نہ ہو اور کسی کا نفس کدو شریف کو پسند نہیں کرتا اِسی بِنا پر اگر کوئی کہتا ہے

کہ مجھے کدو پسند نہیں یا مجھے کدو نہیں بھاتا تو اس پر حکمِ کُفر نہیں۔

یہ کہنا، کیا تمہارے نبی کو گالی دوں؟

سُوال: فرحان نے رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ عظمت نشان بیان کی تو ولید نے غصے میں کہا: ''اب کیا میں تمہارے رسول کو گالی دوں؟'' اِس جملے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ولید پلید کا قول کُفر ہے کہ اس میں واضح گستاخی موجود ہے اور ایسی جگہ پر اِستِفہام (یعنی سوالیہ انداز) گستاخی سے مانع نہیں کہ گستاخی کا دارو مدار عُرف (رواج) پر ہے اور اِستِفہام (یعنی پوچھنا) یہاں مقصود ہی نہیں ہو سکتا چنانچہ اِس کی نظیر فقہاءِ کرام رحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام نے اس طرح ذکر فرمائی: اگر ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کا بار بار ذکر کیا تو دوسرے نے اس سے کہا: ''کیا وہ (یعنی اللہ عزوجل) تمہارا چچا زاد بھائی ہے؟'' یہ کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے **اللہ** ربُّ العٰلمین عزوجل کی توہین کی اور یونہی قُراٰن اور مسجد اور دیگر مُعَظَّمِین کی توہین کفر ہے۔ (منح الروض الازھر ص ۱۰۸)

مُعَظَّمِین کی توہین کُفر ہے

سُوال: ابھی آپ نے بتایا کہ دیگر مُعَظَّمِین کی توہین کفر ہے۔

مُعَظَّمِین کے معنیٰ اور ان کی نشاندہی بھی کر دیجئے تاکہ بچنا آسان ہو۔

جواب مُعَظَّمِین جمع ہے "**مُعَظَّم**" کی اور یہاں **مُعَظَّم** سے مُراد ہر وہ شے اور مقام وغیرہ ہے جس کی شرعاً عظمت مُسلّم ہو۔ مَثَلاً نبی، فِرِشتہ، کعبۂ مُشرَّفہ، قراٰنِ کریم، حدیثِ پاک، شریعت وغیرہ چُنانچِہ ان میں سے کسی کی بھی توہین کرنا کفر ہے۔

"ہمارا سارا گاؤں گستاخ ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ میرے علاوہ ہمارا پورا گھر یا سارا خاندان یا ہمارے گاؤں والے سب کے سب **گستاخانِ رسول** ہیں۔ ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب اگر واقعی گھر یا خاندان یا گاؤں کے سارے مرد و عورت ایسے ہی ہیں تو کہنے میں حَرَج نہیں، لیکن عُموماً ایسا نہیں ہوتا۔ خاندان اور گاؤں کے اکثر مرد و عورت مسلمان ہی ہوتے ہیں۔

سارے شہر والوں کو زانی کہنے کا شرعی حکم

سارے گاؤں یا خاندان بھر کو گستاخِ رسول کہہ دیا تو یقیناً بُہتان

بھاری بات ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرّحمٰن کا ایک مُقَرِّر کے بارے میں فتوٰی مُلاحَظہ فرمایئے: جس نے جلسہ میں بمبئی کے سارے مسلمانوں کی طرف بدکاری منسوب کرنے کی ناپاک سعی کی تھی۔ چُنانچِہ فرماتے ہیں: اُس کا کہنا کہ ''بمبئی میں کوئی مکان یا گلی کوچہ ایسا نہ ہوگا جس میں شبانہ روز (یعنی دن رات) زِنا نہ ہوتا ہو'' اگر وہ تعمیم و تتمیم کرتا (یعنی اگر وہ ایسے الفاظ بولتا جس سے ہر ہر فرد کا یقینی طور پر زِنا میں مُلَوَّث ہونا سمجھا جاتا جب) تو بمبئی کے لاکھوں مسلمان مَردوں، مسلمان پارسا بیبیوں پر صریح تہمت ملعونہ زِنا تھی، جس کے سبب وہ (مقرر) لاکھوں **قَذف**(1) کا مُرتکب ہوتا اور ایک ہی قَذف گناہِ کبیرہ ہے اور قَذف کرنے والے پر لعنت آئی ہے تو وہ ایک سانس میں لاکھوں گناہِ کبیرہ کا مُرتکب ہوتا اور لاکھوں

---

(1) زِنا کی تہمت لگانا ''قَذف'' کہلاتا ہے۔

لعنتوں کا اِستحقاق پایا ہے مگر اُس نے مکان اور کوچہ میں تردید سے تعمیم کو رد کیا اور "نہ ہوگا" کے لفظ سے عدم میں فرق ڈالا (یعنی لفظ "نہ ہوگا" کہنے سے کچھ بچت ہوگئی اگر "نہ ہوگا" کے بجائے "نہیں ہے" کے الفاظ بول دیتا تو صریح تہمت زنا لگانے والا قرار پاتا) جس کا حکم آگے گزرا۔ پھر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ اس نے وہاں کے عام مسلمان مردوں بیبیوں کی حُرمت پر دھبّا لگایا اور اسے خاص مجلسِ وعظ میں کہہ کر مسلمانوں کو ناحق بدنام کرنے اور ان میں اشاعتِ فاحشہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھایا اور بکثرت مسلمانوں کو بلاوجہ شرعی ایذا دی۔

رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم فرماتے ہیں: "مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ" یعنی جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

(المُعجَمُ الاَوسَط للطبرانی ج ۲ ص ۳۸۷ حدیث ۳۶۰۷)

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ (پ۱۸ النور ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے ان کیلئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔

جب اس پر دونوں جہان میں عذابِ شدید کی وعید ہے تو یہ بھی کبیرہ ہوا اور مُرتکبِ کبیرہ فاسق ہے اور یہ فِسق بِالاِعلان بَرسرِ مجلسِ وعظ ہوا تو اِس وجہ سے بھی وہ شخص فاسِقِ مُعلِن ہُوا اور اس کے پیچھے نَماز مکروہِ تَحریمی۔ (فتاوی رضویہ ج٦ ص ٥٦٩، ٥٧٠)

عام لوگوں کو بُرا بھلا کہنے کا شَرعی حکم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس بات کو سمجھنے کے لئے **فتاوٰی رضویہ شریف** جلد 14 صفحہ 604 پر مرقوم **سوال و جواب** غور سے پڑھئے اور اگر ایسی غلطیاں کی ہیں تو توبہ کر لیجئے: **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں عُلمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اُمُورِ شَرعی کی بابت یہ الفاظ کہے کہ "شَرع کیا چیز ہے! آج کل شَرع پر کون عمل کرتا ہے! یہ شَرع بھی ایک بحث نکال رکھی ہے" وُہ شخص (یعنی

ایسا کہنے والا عِندَ الشَّرع کیسا ہے؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔ (یعنی بیان فرمائیے ثواب کمائیے) **الجواب:** اگر اس نے واقعی طور پر یہ لفظ کہے تو کافر ہو گیا اور اگر لوگوں پر طعن کے طور پر کہا یعنی **آج کل لوگوں نے شَرع کو ایسا سمجھ رکھا ہے تو سخت گنہگار ہوا کہ "حرام" کہا** اور لفظ بھی معنیِ کفر کو مُوہِم ہیں۔ (یعنی مذکورہ بالا جملے میں ذہن کفریہ معنیٰ کی طرف مُتوجّہ کرتا ہے) وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۴)

"سرکار حرام مال کی نیاز بھی قبول فرما لیتے ہیں،" کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے چندہ مانگتے ہوئے کہا: "**سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیاز کیلئے **حرام مال** بھی چل جائے گا، **سرکار** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں سے **حرام مال** کی نیاز بھی قبول فرما لیتے ہیں۔" یہ کہنا کیسا؟

جواب: زید بے قید کا یہ قول غلط وباطل اور سرکارِ دوعالم، **نورِ مجسَّم**، شاہِ بنی آدم رسولِ **محتشم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اِفترا (یعنی جھوٹ باندھنا) ہے۔ زید اپنے قول سے توبہ کرے اور اسے چاہئے

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

کر **تجدیدِ ایمان** کرے اور اگر شادی شدہ تھا تو **تجدیدِ نکاح** بھی کرے۔ تفصیلی معلومات کے لیے **فتاویٰ رضویہ** جلد 21 صفحہ 105 تا 111 ملاحظہ فرمایئے۔

غلبۂ خوف میں بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے 6 ارشادات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آہ! کاش! ہم دنیا سے ایمان سلامت لے جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ ہمارے بارے میں **اللّٰہ** عزوجل **کی خفیہ تدبیر کیا ہے!** تشویش تشویش ---- انتہائی تشویش کی بات ہے ----
خوف ---- خوف ---- وَاللّٰہِ العظیم سخت خوف کا مقام ہے کہ ہم کو یہ نہیں معلوم کہ ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں۔ آہ! ہم غفلت کی چادر اوڑھے بے خبر سو رہے ہیں۔ کاش! ہمیں حقیقی معنوں میں **خوفِ خدا** نصیب ہو جاتا۔ ﴿1﴾ اُمُّ المؤمنین **حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غلبۂ خوفِ خدا کے وقت فرمایا: کاش! میں (بجائے انسان کے) پتھر ہوتی ﴿2﴾ کبھی فرمایا: کاش! میں درخت ہوتی ﴿3﴾ کبھی

فرمایا: کاش! کاش! میں مٹی کا ایک ڈھیلا ہوتی ﴿4﴾ کسی موقع پر ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کاش! میں اِس دَرَخت کا پتّا ہوتی ﴿5﴾ کبھی فرمایا: کاش! میں گھاس ہوتی اور کوئی قابلِ ذکر شے نہ ہوتی ﴿6﴾ بوقتِ وصال فرمایا: کاش! اللہ تعالیٰ مجھے کوئی بھی چیز نہ بناتا۔ (طبقات الکبری لابن سعد ج ٨ ص ٥٩-٦١) **اللہ رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کاش کہ میں دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا — قبر و حشر کا سب غم ختم ہو گیا ہوتا

کاش! ایسا ہو جاتا خاک بن کے طیبہ کی — مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے قدموں سے میں لپٹ گیا ہوتا

میں بجائے انساں کے کوئی پودا ہوتا یا

نخل بن کے طیبہ کے باغ میں کھڑا ہوتا

کیا اللہ کیلئے لفظ "عاشق" استعمال کر سکتے ہیں؟

سُوال: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو **عاشق** کہنا کیسا؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ناجائز ہے (مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) معنیٔ عشق اللہ عزوجل کے حق میں مُحالِ قطعی (یعنی قطعاً ناممکن) ہے اور ایسا لفظ بے ورودِ ثبوتِ شرعی (یعنی شرعی ثبوت کے بغیر) حضرتِ عزت (یعنی اللہ ربُّ العزت عزوجل) کی شان میں بولنا ممنوعِ قطعی۔ ردُّالمحتار میں ہے: محض مُحال کا وہم ممانعت کیلئے کافی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۱۱۶)

کیا کسی کو عاشقِ رسول کہہ سکتے ہیں؟

سُوال: کیا کسی کو عاشقِ الٰہی یا عاشقِ رسول بھی نہیں کہہ سکتے؟

جواب: اگر وہ اِس کا اہل ہو تو کہنے میں کوئی مُضایَقہ نہیں۔ مَحَبَّت اور عشق کے معنٰی میں قدرے فرق ہے۔ دراصل اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مَحَبَّت تو ہر مسلمان کرتا ہی ہے مگر "عاشِق" کا درجہ کوئی کوئی پاتا ہے۔ عشق کا معنٰی بیان کرتے ہوئے عربی لغت "لسانُ العرب" جلد 2 صفحہ 2635 پر ہے: اَلْعِشْقُ فَرْطُ الْحُبِّ یعنی مَحَبَّت میں حد سے تجاوُز کرنا عشق ہے۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **عشق** کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: محبت بمعنیٔ لغوی جب پختہ اور مؤکّد ہو (یعنی محبت جب بہت زیادہ پکّی) ہو جائے تو اسی کو **عشق** کا نام دیا جاتا ہے پھر جس کی **اللہ** تعالیٰ سے پختہ محبت ہو جائے اور اس پر پختگیٔ محبت کے (اس طرح) آثار ظاہر ہو جائیں کہ وہ ہمہ اوقات **اللہ** تعالیٰ کے ذکر و فکر اور اس کی اطاعت میں مصروف رہے تو پھر کوئی مانع (یعنی رکاوٹ) نہیں کہ اس کی محبت کو **عشق** کہا جائے، کیونکہ محبت ہی کا دوسرا نام **عشق** ہے۔ **(فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۱۱۵، ۱۱۶)**

عاشقِ رسول کی 6 نشانیاں

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان نے اپنی کتاب مستطاب **شانِ حبیب الرحمٰن** صفحہ 295 پر "عاشق" کی تعریف میں شیخ سعدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دو فارسی اشعار نقل کیے ہیں:

عاشقاں را شش نشاں است اے پسر — آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

گر ترا پرسند کہ دیگر کدام — کم خور و کم گفتن و خفتن حرام

ترجمہ: اے بیٹے! عاشقوں کی چھ علامتیں ہیں (۱) سرد آہیں بھرنا اور چہرہ کا (۲) رنگ زرد ہونا اور (۳) گریہ وزاری۔ اگر بقیہ تین نشانیاں بھی پوچھنا چاہو تو وہ یہ ہیں: (۴) کم کھانا (۵) کم بولنا اور (۶) کم سونا۔

دنیا کی لذّتوں سے مری جان چھوٹ جائے

مجھ کو بنادے یا خدا عَزَّوَجَلَّ تو عاشقِ رسول

مدینہ کو یثرب کہنا کیسا؟

سُوال: کیا مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا کو یَثرِب (یَث۔رِب) کہنا بے اَدَبی نہیں؟

جواب: ضَرور بے اَدَبی ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی** رضویہ جلد 21 صفحہ 116 پر فرماتے ہیں: **مدینۂ طیبہ** کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع **وگناہ** ہے اور کہنے والا گنہگار۔ **رسول اللہ** عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جو **مدینہ** کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے۔ **وہ اللہ تعالیٰ** سے بخشش طلب کرے یہ طابہ ہے یہ طابہ ہے۔ **مسند امام احمد** ج ۶ ص ۴۰۹ **حدیث** ۱۸۵۴۴ ، بحوالہ مرقاۃ (علیہ رحمۃ اللہ القوی)

"التیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں: یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینۂ طیبہ کا یثرب نام رکھنا **حرام** ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر ج ۲ ص ۴۲۴)

مزید تفصیل کے لئے **فتاویٰ** رضویہ کے مذکورہ بالا صفحہ کا مطالعہ فرمائیں۔

بے عطائے الٰہی علمِ غیب کا ماننا کیسا؟

سُوال: یہ عقیدہ رکھنا کیسا کہ **سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو **اللہ** عزوجل کی عطا کے بغیر **علمِ غیب** حاصل ہے۔

جواب: ایسا عقیدہ رکھنا **صریح کفر** ہے اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو **اللہ** عزوجل کی عطا سے **علمِ غیب** حاصل ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" جلد اوّل صفحہ 10 پر صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کوئی شخص غیرِ خدا کے لئے **ذاتی** (یعنی بغیر اللہ کے دیئے) **علمِ غیب** مانے وہ **کافر**

ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت ج ۱ حصہ ۱ ص ۱۰) یونہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کے بغیر کسی کیلئے ایک ذرّے کا علم یا ایک ذرّے کی مِلکیت ثابت کرنے والا **کافِر** ہے۔ **اہلسنّت** کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیا و اولیا کو جو غیب کا علم ہے یا ان میں دیگر جو بھی صِفات پائی جاتی ہیں وہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہیں۔

”نبیِّ پاک کا گستاخ دوزخ میں جائے گا“ کے چھبّیس حُرُوف کی نسبت سے سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کی گستاخی کے مُتَعلِّق کُفرِیّات کی 26 مثالیں

﴿1﴾ جو یہ مانے کہ نبیِّ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کے بعد کسی کو نُبُوّت ملی یا

﴿2﴾ اسے جائز جانے وہ کافِر ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۶۰ مکتبۃ المدینہ)

﴿3﴾ آیتِ خَاتَمُ النَّبِیّٖن کے مشہور معنی میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کُفر ہے (ملخص از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۳۳)

﴿4﴾ جو نُبُوّت کا دعوٰی کرنے والے سے مُعجِزہ طلب کرے وہ **کافِر** ہے البتّہ اگر اس کے عِجز (یعنی بے بسی) کے اظہار کے لئے ہو تو کُفر نہیں۔

(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۲، عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۴) یعنی اس کو

یقینی طور پر جھوٹا نبی مانتے ہوئے شخص اس کی رسوائی کی خاطر معجزہ

طلب کرنا کفر نہیں کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا کبھی معجزہ ظاہر

نہیں کرسکتا۔

﴿5﴾ شہید کو رسول اللہ پر فضیلت دینا **کفر** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۸۰)

﴿6﴾ یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی طرف

نماز میں خیال لے جانا اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں ہمہ تن

ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے **کفر** اور سخت **گستاخی** ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۰۰، بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۱۳)

﴿7﴾ شیطان لعین کا علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب سے زیادہ ماننا

خالص کفر ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ اول ص ۱۲)

﴿8﴾ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم شریف کو بچوں، جانوروں اور

پاگلوں کے علم کی طرح کہنا **صریح کفر** ہے۔ (ایضاً)

﴿9﴾ پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ عکس

رکھنا یا ﴿10﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک یا

﴿11﴾ رسالت یا ﴿12﴾ سیرت یا ﴿13﴾ سنّت کی تحقیر کرنا **کفر** ہے۔

﴿14﴾ رسولِ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کسی عمل مثلاً عمامہ باندھنے یا شملہ لٹکانے وغیرہ ان کی توہین **کفر** ہے جب کہ سنّت کی توہین مقصود ہو۔ **(ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱)**

﴿15﴾ جو شخص معاذ اللہ نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف ایک لمحے کیلئے بھی پاگل پن منسوب کرے وہ **کافر** ہے ہاں غشی یا بیہوشی منسوب کرنے سے کافر نہیں ہوگا۔ **(فتاوٰی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۰)**

﴿16﴾ جو کہے کہ ”تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے ہم پر کوئی حرمت نہیں ہے“ وہ **کافر** ہے۔ **([illegible] ج ۵ ص ۲۰۶)**

﴿17﴾ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بشریت کا مطلقاً انکار **کفر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٣٥٨)

﴿18﴾ بلکہ اِس میں شک کرنا بھی **کفر** ہے کیوں کہ نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بشریت قرآنِ مجید کی نصِّ قطعی سے ثابت ہے۔ ہاں اپنے جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر، سیّدُ البشر کہے۔ ”بشر“

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

کے مسئلہ پر تفصیلی معلومات کیلئے مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان کی عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی کتاب شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ 130 تا 137 کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿19﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایلچی **کہنا** کفر ہے۔

(ملخصاً از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۸۵)

﴿20﴾ خالی رسول رسول کہنا اگر بقصدِ ترکِ تعظیم ہے تو **کفر** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۱۹)

﴿21﴾ جو رسول اللہ عزّوجلّ و صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کے واسطے کے بغیر خدا تک پہنچنے کا دعوٰی کرے وہ **کافر** ہے۔ **(المعتقد المنتقد ص ۲۲۴)**

﴿22﴾ جو کہے: **اللہ** تک میں بے واسطۂ رسول پہنچا دیتا ہوں" وہ **کافر** ہے۔

﴿23﴾ مدنی مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو بہرو پیا کہنا **کفرِ شدید** ہے۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۳۰۸)

﴿24﴾ جو سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو مخلوق نہ مانے وہ **کافر** ہے۔

(**ملخصاً** الفتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۴۲۴)

﴿25﴾ جو سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کو خدا کہے یا **﴿26﴾** دونوں (یعنی

اللہ اور اس کے رسول) کو بِعَینِہٖ (ب۔عَے۔نِہٖ) ایک ذات مانے وہ کافِر ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ ج ٤ ص ٤٦٥)

مِعراج شریف کے بارے میں سُوال جواب

مِعراج شریف کا اِنکار کرنا کیسا؟

سُوال: معراج شریف کا انکار کرنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: سفرِ معراج کے تین حصّے ہیں (۱) اسرا ی (۲) مِعراج (۳) اِعراج یا عُروج۔ حِصّہ اوّل اَسرا ی قراٰنِ پاک کی نَصِ قطعی سے ثابت ہے چُنانچہ پارہ 15 سُورۃُ الْاَسریٰ (اِس کو سورۃ بنی اسرائیل بھی کہتے ہیں) کی اِبتِدائی آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝۱

ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ کے نام سے شروع جو بہُت مہربان رحم والا۔ پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجِدِ حرام سے مسجِدِ اقصا تک جس کے گرداگرد ہم نے بَرَکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ستائیسویں رجب کو **معراج** ہوئی۔ مکۂ مکرّمہ سے **حُضُورِ پُرنور** (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کا بَیتُ المقدَّس تک شب کے چھوٹے حصہ میں تشریف لے جانا نصِّ قراٰنی سے ثابت ہے۔ اِس کا منکر (انکار کرنے والا) **کافر** ہے اور آسمانوں کی سَیر اور منازلِ قُرب میں پہنچنا احادیثِ صَحیحَہ مُعتَمَدہ مَشہُورَہ (صَ۔حی۔حَہ۔ مُع۔تَ۔مَدَہ۔مَش۔ھُو۔رَہ) سے ثابت ہے جو حدِّ تواتُر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا مُنکِر (انکار کرنے والا) **گمراہ** ہے۔ **معراج** شریف بحالتِ بیداری جسم و روح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی، یہی جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی کثیر جماعتیں اور **حُضُور** (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کے اَجِلَّہ اصحاب اِسی کے مُعتَقِد ہیں۔ (خزائن العرفان ص ۴۵۱) عُروج یا معراج یعنی سرکارِ نامدار صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کرنے اور فوق العرش (عرش سے اوپر) جانے کا مُنکِر (انکار کرنے والا) خاطی یعنی **خطا کار** ہے۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم: جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

جاگتے میں دیدارِ الٰہی کے دعویدار کا شرعی حکم

سُوال: اگر کوئی دعویٰ کرے کہ ”میں نے جاگتی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار کیا ہے“ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: دنیا میں جاگتی آنکھوں سے پروردگار عزّوجلّ کا دیدار صرف سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا خاصہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص دنیا میں جاگتی حالت میں دیدارِ الٰہی کا دعویٰ کرے اس پر حکمِ کفر ہے جبکہ ایک قول اس بارے میں گمراہی کا بھی ہے چنانچہ سیِّدُنا مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری **مِنَحُ الرَّوض** میں لکھتے ہیں: اگر کسی نے کہا میں اللہ تعالیٰ کو دنیا میں آنکھ سے دیکھتا ہوں یہ کہنا کفر ہے۔ مزید لکھتے ہیں: جس نے اپنے لیے دیدارِ خداوندی کا دعویٰ کیا اور یہ بات صَراحت کے ساتھ (یعنی بالکل واضح طور پر) کی اور کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی تو اس کا یہ اعتقاد فاسد اور دعویٰ غلط ہے وہ گمراہی کے گڑھے میں ہے اور دوسرے کو گمراہ کرتا ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض ص ۲۵۴، ۲۵۶)

کیا خواب میں دیدارِ الٰہی ممکن ہے؟

سُوال: کیا خواب میں دیدارِ الٰہی عزّوجلّ ہو سکتا ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے امامِ اَعظم، فقیہِ اَفخم، شمسُ الاَئمّہ، سِراجُ الاُمّہ حضرتِ سیِّدُنا **امام ابوحنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **خواب میں سو بار پروردگار** عزوجل **کا دیدار کیا**۔ چُنانچِہ منقول ہے: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ تعالیٰ** کی 99 مرتبہ خواب میں زیارت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا پورے سو بار دیدار کروں گا تو اُس سے عرض کروں گا کہ **یا اللہ** تُو مخلوق کو اپنے عذاب سے کس طرح نجات دے گا؟ چُنانچِہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **اللہ رَبُّ العِزَّت** کی جب 100 ویں بار زیارت کی تو اس سے سُوال عرض کیا اور **اللہ** عزوجل نے جواب ارشاد فرمایا۔ (الخیرات الحسان ص ۲۲٤) **اللہ** عزوجل نے کیا جواب ارشاد فرمایا یہ (کتاب میں منقول نہیں) **اللہ رَبُّ العِزَّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

حکایت

ایک اور حکایت مُلاحَظہ ہو چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا **یحییٰ** بن سعید

قطان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ عزوجل کو خواب میں دیکھا عرض کی: الٰہی عزوجل! میں اکثر دُعا کرتا ہوں۔ اور تُو قبول نہیں فرماتا؟ حکم ہوا: ''اے یحیٰی! میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں۔''

(اس واسطے تیری دُعا کی قبولیت میں تاخیر کرتا ہوں)

(الرسالۃ القشیریۃ ص ۲۹۷ احسن الوعاء ص ۲۵)

حمد و نعت، منقبت اور شُعرا کے بارے میں سُوال جواب

حمد و نعت اور منقبت کسے کہتے ہیں؟

سُوال: حمد و نعت اور منقبت کے معنٰی بتا دیجئے۔

جواب: تینوں کے لفظی معنٰی قریب قریب ایک ہی ہیں یعنی تعریف و توصیف۔ مگر مجازی معنٰی جدا جدا ہیں۔ لہٰذا حمد کا لفظ خدا کی تعریف کیلئے بولا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی تعریف کو نعت اور صحابۂ کرام و اولیائے عظام علیہم الرضوان کی خوبیوں کے بیان کو منقبت کہتے ہیں۔

آج کل عام شعرا ''نعت'' کم ہی لکھتے ہیں۔ عموماً ان کے کلام ہجر و

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

فراق، مدینۂ منورہ کی حاضری کی تڑپ یا ''استغاثہ'' یعنی فریاد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم میں فریاد کرنا اور امداد طلب کرنا بے شک جائز ہے مگر یہ تمام کلام عرفِ عام میں نعت ہی کہلاتے ہیں اور اس میں حرج بھی نہیں۔ **نعت** کے مجموعی اعتبار سے نعتیہ اشعار لکھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن اس فن میں بھی ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حقیقی معنوں میں بھی **متعدد** نعتیں لکھی ہیں مثلاً ''سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی'' ''زمین و زماں تمہارے لئے'' وغیرہ۔ نیز دیگر کلاموں میں بھی بے شمار نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں۔ نعت لکھنے کا اُسلوب بھی کیسا لاجواب ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

طوبیٰ[1] میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعتِ نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ (حدائقِ بخشش شریف)

---

(1) جنت کے سب سے اونچے درخت کا نام طوبیٰ ہے۔

نعتیہ شاعری کرنا کیسا؟

سُوال: نعتیہ شاعری کرنا کیسا ہے؟

جواب: متعدِّد صَحابہ علیہم الرضوان سے یعنی بعض صحابہ مَثَلاً حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدُنا زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہما سے نعتیہ اشعار لکھنا ثابت ہے۔ تاہم یہ ذِہن میں رہے کہ **نعت شریف** لکھنا نہایت مشکل فن ہے اِس کے لیے ماہر فنی عالمِ دین ہونا چاہیے، ورنہ عالم نہ ہونے کی صورت میں رَدِیف، قافیہ اور بحر (یعنی شعر کا وزن) وغیرہ کو نبھانے کیلئے خلافِ شان الفاظ ترتیب پا جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ عوام النّاس کو شاعری کا شوق بحر انا مناسب نہیں کہ نثر کے مقابلے میں نظم میں کفریات کے صُدُور کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ اگر شرعی اغلاط سے کلام محفوظ رہ بھی گیا تو "فضولیات" سے بچنے کا ذِہن بہت کم لوگوں کا ہوتا ہے۔ جی ہاں آج کل جس طرح عام گفتگو میں فضول الفاظ کی بھرمار پائی جاتی ہے اِسی طرح "بیان" اور "نعتیہ کلام" میں بھی ہوتا ہے۔

کیا غیر عالم نعت نہیں لکھ سکتا؟

سُوال: کیا غیر عالم نعت شریف نہیں لکھ سکتا؟ اور اس کی نعت پڑھنی سُننی بھی

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لئے طہارت ہے۔

نہیں چاہیے؟

جواب جو علمائے اہلسنّت کا صحبت یافتہ ہو، شریعت کے ضروری احکام جانتا ہو اور ہر ہر مصرع کا شرعی تفتیش کسی عالِم سے کروا لیا کرتا ہو اس کے لکھنے اور اُس کا لکھا ہوا علماء کا تفتیش شدہ کلام پڑھنے میں حرج نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد **رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن غیر عالِم کے نعتیہ شاعری کرنے کے سخت خلاف تھے چنانچہ **فتاوٰی رضویہ شریف** سے جاہل نعت گویوں کی مذمّت کے **دو اقتباسات** ملاحظہ ہوں: ﴿1﴾ وہ پڑھنا سننا جو منکراتِ شرعیہ (یعنی شرعی ممانعتوں) پر مشتمل ہو، ناجائز ہے جیسے روایاتِ باطلہ (یعنی من گھڑت روایتوں) وحکایاتِ موضوعہ (یعنی بناوٹی حکایتوں) و اشعارِ خلافِ شرع خصوصاً جن میں توہینِ انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام ہو کہ آج کل کے **جاہل نعت گویوں** کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ (یعنی نبیوں اور فرشتوں کی توہین) **صریح کلمۂ کفر** ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ.

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعلَمُ ۔(**فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۲**) ﴿2﴾ (جاہل

فرمانِ مصطفٰے : (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

نعت خواں جب) اشعار گائیں تو شعراءِ بے شعور (یعنی نادان شاعروں) کے (کلام میں) انبیاء کی توہین، خدا پر اتہام (تہمت) اور (پھر) نعت و منقبت کا نام بدنام، جب تو (ایسی محفل میں) جانا بھی گناہ، بھیجنا بھی **حرام** اور اپنے یہاں (ایسی محفل کا) انعقاد مجمعِ آثام (یعنی گناہوں بھرا اجتماع) آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پُر ملال ہے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ (ایضاً ج۲۲ ص۲۴۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکارِ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ارشاداتِ عالیہ کا خلاصہ یہی ہے کہ **جاہل نعت گو شاعروں کے کلام بسا اوقات کفریات سے بھرپور ہوتے ہیں** لہٰذا ایسے کلام پڑھنے والوں کو محفلِ نعت میں بلانا بھی ناجائز، ایسی نعت خوانی میں کسی کو بھیجنا بھی **حرام** اور ایسے کلام کا سننا بھی گناہ۔

اعلیٰ حضرت دو کے علاوہ قصداً کسی کا (اردو) کلام نہ سنتے

سُوال: اعلیٰ حضرت کون کون سے شعرا کا نعتیہ کلام سننا پسند فرماتے تھے؟

جواب: نعت گو شاعروں کی اکثریت اپنے کلام میں چونکہ احکامِ شریعت کا

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

لحاظ نہیں کرتی اِس وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قصداً صرف دو شعرائے کرام (۱) حضرت مولینا کفایت علی کافی اور (۲) حضرت مولینا حسن رضا خان رحمہما اللہ تعالٰی کا کلام سماعت فرماتے تھے۔ چُنانچِہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب، "**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت**" صفحہ 225 پر ہے: ایک صاحب، (حضرت) شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے۔ **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کچھ اشعار نعت شریف کے سنانے کی درخواست (یعنی حمد پاک پڑھنے کی خواہش ظاہر) کی۔ (اعلیٰ حضرت نے) اِستفسار فرمایا: کس کا کلام؟ انہوں نے (کلام لکھنے والے کا نام) بتایا اِس پر ارشاد فرمایا: سوا دو (شعرا) کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً (یعنی ارادۃً اپنی خواہش سے) نہیں سنتا، (فقط ان دو یعنی) مولانا (کفایت علی) **کافی** اور (میرے بھائی) **حسن میاں** مرحوم کا کلام (سنتا ہوں)۔ صفحہ 227 پر مزید فرماتے ہیں: اور حقیقۃً **نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان**

سکتے ہیں، اس میں **تلوار کی دھار پر چلنا ہے** اگر بڑھتا ہے تو اُلُوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص (یعنی توہین) ہوتی ہے۔ البتہ **حمد** آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض **حمد** میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور **نعت شریف** میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔ **(الملفوظ مع اعلیٰ حضرت)**

نعتیہ شاعری ہر ایک کا کام نہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی محفل میں غیر شرعی کلام پڑھا جا رہا ہو تو جو معلومات رکھتا ہو اُس پر واجب ہے کہ اصلاح کرے جبکہ یہ ظنِّ غالب ہو کہ غلطی کرنے والا مان جائے گا اور اگر ماننے کی اُمید نہ ہو تو فوراً اُٹھ جائے، اگر کیسٹ وغیرہ میں ناجائز الفاظ یا معانی والا شعر سنیں تو فوراً ٹیپ ریکارڈر بند کر دیجئے اور آئندہ بھی کیسٹ میں اُس شعر کو سننے سے پرہیز کیجئے اور ممکنہ صورت میں کیسٹ اور نعت خوان و نعت گو شاعر وغیرہ کی اصلاح کی تدبیر بھی کیجئے۔

کس کس کا کلام پڑھنا چاہئے؟

سُوال: کس کس شاعر کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھنا سننا چاہئے؟

جواب: ہر اُس مسلمان کی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھی سُنی جا سکتی ہے جو شریعت کے مطابق ہو۔ اب چونکہ کلام کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنے کی ہر ایک میں صلاحیت نہیں ہوتی لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ مستند علمائے اہلسنّت کا کلام سنا جائے۔ اردو کلام سننے کیلئے مشورۃً "محبتِ رسول" کے سات حروف کی نسبت سے سات اسمائے گرامی حاضر ہیں: **﴿1﴾** امامِ اہلسنّت **مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **﴿2﴾** استاذِ زمن حضرت مولیٰنا **حسن رضا خان** علیہ رحمۃ المنان **﴿3﴾** خلیفۂ اعلیٰ حضرت مدّاحُ الحبیب حضرت مولیٰنا **جمیل الرحمٰن رضوی** علیہ رحمۃ القوی **﴿4﴾** شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنّت **حضور مفتیِ اعظم** ہند مولیٰنا مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ المنان **﴿5﴾** شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام حضرت مولیٰنا **حامد رضا خان** علیہ رحمۃ المنان **﴿6﴾** خلیفۂ اعلیٰ حضرت **صدرُ الافاضل** حضرت علامہ مولیٰنا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی **﴿7﴾** **مفسرِ شہیر حکیمُ الامّت** حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان وغیرہ۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم: جب تم رسولوں (علیہم السلام) پر درود پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

سُوال: کیا غیر عالم شاعر کا کلام پڑھنے سننے کی بھی کوئی صورت ہے؟

جواب اگر غیر عالم شاعر کا کلام پڑھنا سننا چاہیں تو کسی ماہر فن سُنّی عالم سے اس کلام کی پہلے تصدیق کروالیجئے۔ اس طرح اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایمان کی حفاظت میں مدد ملے گی، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کفریہ شعر کے معنٰی سمجھنے کے باوجود اس کی تائید کرتے ہوئے جھومنے اور نعرے داد و تحسین بلند کرنے کے سبب ایمان کے لالے پڑ جائیں۔ غیر عالم کو نعتیہ شاعری سے لازماً بچنا ہی چاہئے اور ان اہم مسائل کے علم سے قبل اگر کچھ کلام لکھ بھی لیا ہے تو جب تک اپنے تمام کلام کے ہر ہر شعر کی کسی فنِّ شعری کے ماہر عالم دین سے تفتیش نہ کروالے اس وقت تک پڑھنے اور چھاپنے سے مُجتَنِب (دور) رہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ چونکہ پائے کے عالم دین تھے، آپ کے شعر کا ہر مصرع عین قرآن و حدیث کے مطابق ہوا کرتا تھا لہٰذا بطورِ تحدیثِ نعمت اپنے مبارک کلام کے بارے میں ایک رُباعی ارشاد فرماتے ہیں۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ	بے جا سے ہے اَلْمِنَّةُ لِلّٰه محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی	یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

(خلاصہ: میں اپنے کلام سے خوب لطف اندوز ہوتا ہوں کیوں کہ مجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا احسان ہے کہ میرا کلام فضول باتوں سے محفوظ ہے۔ الحمد للہ میں نے قرآنِ پاک سے نعت گوئی سیکھی ہے۔ مطلب یہ کہ الحمد للہ میرا کلام شریعت کے عین مطابق ہے)

سیّدی احمد رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خوب لکھا ہے کلام

اُن کے سارے نعتیہ اشعار پر لاکھوں سلام

کملیا والا کہنا کیسا؟

سُوال: نعتیہ اشعار میں **سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو **کملیا والا** بول سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں بول سکتے۔ یہ قاعدہ یاد رکھئے کہ جس کسی چیز کی نسبت **تاجدارِ حرم**، شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ہو وہ معظم و محترم ہے لہٰذا اُس کی تصغیر مطلقاً ممنوع ہے مثلاً کملی کمل کی تصغیر کملیا، کھوئی **مکھڑا**، آنکھوں کی **اکھڑیاں**، نگری کی **نگریا** ہے سارنگا و محبوبِ ربِّ ذوالجلال عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اِس طرح کے تصغیر والے الفاظ کا استعمال ممنوع ہے کملیا

والا کہنے کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو **فتاویٰ امجدیہ** جلد 4 صفحہ 260 پر فتویٰ ملاحظہ فرمالیجئے۔

منقبت میں ''مُکھڑا'' بولنا کیسا؟

سُوال: بزرگوں کی مناقب میں تصغیر والے الفاظ مَثَلاً مُکھ کے بجائے **مُکھڑا**، آنکھ کے بجائے **اَنکھڑی** وغیرہ لکھنا بولنا کیسا؟

جواب منع ہے۔ بزرگوں کی شان میں بھی آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں **سُوال** ہوا: (اس مصرع) ''مجھے اپنا **مُکھڑا** دکھا شاہ جیلاں'' میں **مُکھڑا** کا استعمال ٹھیک ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا۔ (بیان فرمایئے اجر پایئے) **جواباً** ارشاد فرمایا: یہ لفظ تصغیر کا ہے اکابر (یعنی بزرگوں) کی مدح (یعنی تعریف و توصیف) میں **منع** ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ **(عرفانِ شریعت ص ۲۹)** ''چہرہ'' اور ''جلوہ'' یہ دونوں **مُکھڑا** کے ہم وزن الفاظ ہیں لہٰذا ''مجھے اپنا **جلوہ** دکھا شاہ جیلاں'' کہنے سے ادب بھی برقرار رہے گا اور کلام کا حُسن بھی دوبالا ہو جائے گا اِن شاءَ اللہ عزوجل

شعر ”مجھے بتا او جہاں کے مالک..............“

سُوال: یہ شعر کیسا ہے؟

مجھے بتا او جہاں کے مالک یہ کیا نظارے دکھا رہا ہے

ترے سمندر میں کیا کمی تھی جو آج مجھ کو رُلا رہا ہے

جواب: اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کا پہلو پایا جا رہا ہے اور یہ

کفر ہے۔

”تُو نہ ہم کو بھول جا“ کہنا کیسا؟

سُوال: دُعا میں یہ اشعار پڑھنا کیسا ہے؟

یا خدا! اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تُو نہ ہم کو بھول جا

ہے دعائے بسمل نیم جاں، کہ مری خطاؤں کو بھول جا

ہے مجھے تو تیرا ہی آسرا، تُو غفور ہے تو رحیم ہے

جواب: ”بھولنا“ کے اصل معنی ”یاد نہ رہنا“ ہے تو اگر قائل کی یہی مراد

ہے تب تو کفر ہے اور کہنے والے نے لفظ ”بھولنا“ کو ”چھوڑنا“ کے

معنی میں استعمال کیا تو کفر نہیں۔

فرمانِ مصطَفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جو مجھ پر ایک دُرُود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

"عرشِ اعظم پہ رب" والا شعر پڑھنا کیسا؟

سُوال: یہ شعر دُرُست ہے یا نہیں؟

عرشِ اعظم پہ رب سبز گنبد میں تم کیوں کہوں میرا کوئی سہارا نہیں

میں مدینے سے لیکن بہت دور ہوں یہ خلش میرے دل کو گوارا نہیں

جواب: اس شعر کے ابتدائی الفاظ "عرشِ اعظم پہ رب" عَزَّوَجَلَّ میں بظاہر مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عرشِ اعظم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا **مکان** مانا گیا ہے اور **اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے مکان ماننا کفر کروہی ہے۔** اگر اس شعر کی ابتداء میں "عرشِ اعظم کا رب" عَزَّوَجَلَّ پڑھیں تو شعر شرعی گرفت سے نکل جائے گا۔

"جب روزِ حشر تخت پہ بیٹھے گا کبریا" کہنا کیسا؟

سُوال: نمازی کی تلقین سے متعلق ایک نظم کیسٹ میں سُنی جاتی ہے اس میں بے نمازی کے مذمت میں پڑھے جانے والے اِس **شعر** کے بارے میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

جب روزِ حشر تخت پہ بیٹھے گا کبریا اس وقت کیا کہو گے تمہیں آئے گی حیا

شرم وحیا سے اس گھڑی سر کو جھکاؤ گے جنت تو کیا ملے گی جہنم میں جاؤ گے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

جواب: ”جب روزِ محشر تخت پہ بیٹھے گا کبریا“ یہ الفاظ کُفریہ ہیں۔ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو کہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ **انصاف کے لئے بیٹھا یا کھڑا ہو گیا اُس پر حکمِ کفر ہے۔** (فتاویٰ خلاصہ ج ۵ ص ۳۸۸) اِس مصرع کو اگر یوں پڑھ لیں تو شعر دُرُست ہو جائے گا: ”تم کو بروزِ حشر جو پوچھے گا کبریا“

انبیاءِ کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی گستاخی کے بارے میں سُوال جواب

غیرِ نبی کے ساتھ علیہ السلام بولنا کیسا؟

سُوال: غیرِ نبی کے ساتھ ”علیہ السّلام“ لکھنا اور بولنا کیسا ہے؟

جواب: منع ہے۔ چُنانچہ حضرتِ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں سُوال ہوا: یا حُسین علیہ السلام کہنا جائز ہے یا نہیں اور ایسا لکھنا بھی کیسا ہے اور پکارنا کیسا ہے؟ **الجواب:** یہ سلام جو نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے یہ (یعنی یہ علیہ السلام کہنا لکھنا) سلامِ تحیّت (یعنی ملاقات کا سلام) نہیں جو باہم ملاقات کے وقت کہا جاتا ہے یا کسی ذریعے سے کہلایا

جاتا ہے بلکہ اس (یعنی علیہ السلام) سے مقصود صاحبِ اِسم (یعنی جس کا نام ہے اُس) کی **تعظیم** ہے ۔ عُرف اہلِ اسلام نے اس سلام (یعنی علیہ السلام لکھنے بولنے) کو انبیاء وملائکہ کے ساتھ خاص کر دیا ہے مثلاً حضرت ابراھیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام۔ لہٰذا غیرِ نبی وملک (نبی اور فرشتے کے علاوہ) کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہئے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعلَم۔ (فتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۲۴۴۔۲۴۵)

مُعجِزاتِ اَنبیاء کا انکار کرنے والے کا حکم

سُوال: انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مُعجِزات کو غلط بتانے والا کیسا ہے؟

جواب: مُعجِزات کو مُطلقاً غَلَط بتانے والا **کافر ومُرتَد** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲۴)

نبی کے علمِ غیب کا مُنکِر مسلمان ہے یا کافر؟

سُوال: نبی کے علمِ غیب کا مُنکِر مسلمان ہے یا کافر؟

جواب: علمِ غیب کا انکار کرنا بعض صورتوں میں کُفر ہے بعض صورتوں میں

گمراہی، بعض صورتوں میں نہ کفر، نہ گمراہی، نہ فسق یعنی کچھ بھی حکم نہیں ان تمام صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے رسالہ "خالص الاعتقاد" کی تمہید میں لکھا ہے:

﴿1﴾ **اللہ** عزّوجلّ ہی عالم بالذّات ہے بے اس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔

﴿2﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو **اللہ** عزّوجلّ نے اپنے **بعض غیوب** کا علم دیا۔

﴿3﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

﴿4﴾ جو علم **اللہ** عزّوجلّ کی صفتِ خاصّہ (یعنی مخصوص صفت) ہے جس میں اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک **کافر** ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

﴿5﴾ زید و عمرو ہر بچے، پاگل، چوپائے کو **علمِ غیب** میں محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل (برابر) کہنا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح (کھلی) توہین اور **کھلا کفر** ہے۔ یہ (یعنی اوپر بیان کردہ پانچوں نمبروں کے) سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور ان کا منکر (انکار کرنے والا)، ان میں ادنیٰ (معمولی) شک لانے والا **قطعاً** کافر۔ یہ **قسم اوّل** ہوئی۔

﴿6﴾ اولیائے کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین (**اللہ** عزوجل دونوں جہاں میں ان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال کرے) کو بھی **کچھ** علومِ غیب ملتے ہیں مگر بواسطۂ رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام (یعنی رسولوں کے ذریعے) معتزلہ (ایک باطل فرقہ) خذلہم اللہ تعالیٰ (**اللہ** تعالیٰ ان کو غارت کرے) کہ صرف رسولوں کے لئے **اطلاعِ غیب** مانتے اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا **علومِ غیب** کا اصلاً (بالکل) حصہ نہیں مانتے گمراہ و بددین (بدعتی) ہیں۔

﴿7﴾ **اللہ** عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو **خمس** (پانچ علومِ غیبیہ) سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس (یعنی پانچ) میں سے کسی فرد (حصے) کا علم

کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواتر المعنٰی کا منکر (انکار کرنے والا) اور بد مذہب خاسر (نقصان اٹھانے والا) ہے یہ **قسم دُوم** ہوئی۔

﴿8﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیینِ وقتِ **قیامت** (یعنی کب آئے گی اس) کا بھی علم ملا۔

﴿9﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلا اِستِثْنَاء جمیع جزئیاتِ **خمس** (یعنی کسی استثناء کے بغیر پانچوں علوم کے تمام حصوں) کا علم ہے۔

﴿10﴾ جملہ مکنوناتِ قلم و مکتوباتِ لوح بالجملہ روزِ اوّل سے روزِ آخر تک تمام ما کانَ وَمَا یَکُوْن مندرجہ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جس میں ماوراءِ قیامت تو جملہ افرادِ خمس داخل اور دربارۂ قیامت اگر ثابت ہو کر اس کی تعیینِ وقت بھی درجِ لوح ہے تو اسے بھی شامل۔

(خلاصہ: لوحِ محفوظ پر درج کردہ جو کچھ چھپا اور ظاہر اور جو کچھ ہو چکا اور آئندہ ہونے والا ہے اس کا بھی اور اس سے بہت زیادہ چیزوں کا علم ہے اور اس میں قیامت کے علاوہ دیگر پانچ علوم کے تمام افراد کا علم داخل ہے اور اگر قیامت آنے کا وقت بھی لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے اس کا بھی علم اس میں آ گیا ہے)۔

{11} حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقتِ رُوح کا بھی علم ہے

{12} جملہ مُتَشابِہاتِ قرآنیہ کا بھی علم ہے۔ یہ پانچوں مسائل **قسمِ سوم** سے ہیں کہ ان میں خود علماء اہلسنت مختلف (ایک دوسرے سے اختلاف کرنے والے) رہے ہیں جس کا بیان بعونہٖ تعالیٰ واضح ہو گا ان میں مُثبِت و نافی (یعنی تسلیم کرنے والے اور انکار کرنے والے) کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضَلال (گمراہی) یا فسق کا بھی حکم نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان رکھتا ہو۔ الخ

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۹ ص ۴۱۴ تا ۴۱۶)

کیا حضرت عیسیٰ مُردے زندہ کرتے تھے؟

سُوال: زید حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ علیٰ نَبِیِّنا وعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے مُردوں کو زندہ کرنے اور غیب کی خبریں دینے کے مُعجِزوں کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: زید بدعقیدہ کا اعتقاد حِمَاقت بَھرا دَہریات سے بھرپور ہے اور وہ قراٰنِ پاک کی واضح آیات کا انکاری ہے۔ چنانچہ مریضوں کے شفا دینے اور مُردے زندہ کرنے کے مُعجِزے کا بیان پارہ 3

سورہ اٰلِ عِمران کی آیت نمبر 49 میں مُلاحظہ فرمالیجئے۔ خدائے رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے مقدّس قراٰن میں حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا یہ فرمانِ عظمت نشان بیان کیا گیا ہے:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پ ۳ اٰلِ عمران ۴۹)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور میں شِفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے (یعنی کوڑھی) کو اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حکم سے۔

دیکھا آپ نے؟ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام صاف صاف اِعلان فرمارہے ہیں کہ مَیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بخشی ہوئی قدرت سے مادرزاد اندھوں کو بینائی اور کوڑھیوں کو شِفا دیتا ہوں حتّٰی کہ مُردوں کو بھی زندہ کردیا کرتا ہوں۔

حضرتِ عیسیٰ علیہِ السّلام کا علمِ غیب

حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے علمِ غیب شریف کے بارے میں ان ہی کا قول بیان کرتے ہوئے

ارشاد ہوتا ہے:

وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۴۹﴾

(پ ۳ ال عمران ۴۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

مُندَرِجہ بالا آیتِ مبارکہ میں حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا صاف صاف اعلان نقل کیا گیا ہے کہ تم جو کچھ کھاتے ہو وہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں بچا کر رکھتے ہو اُس کا بھی پتا چل جاتا ہے۔ پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اب یہ علمِ غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی جب یہ شان ہے تو آقائے عیسیٰ، میٹھے میٹھے مولیٰ، مکّی مَدَنی مصطفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کے علمِ غیب شریف کی کیا شان ہو گی؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم سے آخر کیا چُھپا رہ سکتا ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بھی

جو کہ غیبُ الغیب ہے چشمانِ سر (یعنی سر کی آنکھوں) سے ملاحظہ فرما لیا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چُھپا تم پہ کروڑوں دُرُود (حدائقِ بخشش شریف)

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلی بچے

سُوال: کیا یہ دُرُست ہے کہ **حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ** روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام بچّوں کو اُن کے گھر کے کھانوں کی تفصیلات ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔

جواب: جی ہاں۔ تفسیرِ جمل میں ہے کہ (حضرتِ سیِّدُنا) عیسیٰ روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام اپنے مکتب میں بنی اسرائیل کے بچّوں کو ان کے ماں باپ جو کچھ کھاتے اور جو کچھ گھروں میں چُھپا کر رکھتے وہ سب بتا دیا کرتے تھے۔ جب والدین نے بچّوں سے دریافت کیا کہ تمہیں ان باتوں کی کیسے خبر ہو جاتی ہے؟ تو بچّوں نے بتا دیا کہ ہم کو (حضرتِ سیِّدُنا) عیسیٰ (روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصّلوٰۃُ وَالسّلام) مکتب میں بتا دیتے ہیں۔ یہ سن کر ماں باپ نے بچّوں کو مکتب جانے سے

روک دیا۔ اور کہا کہ (حضرت) عیسیٰ (معاذ اللہ عزوجل) جادوگر ہیں۔

جب (حضرت سیدنا) عیسیٰ (روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) بچوں کی تلاش میں بستی کے اندر داخل ہوئے تو بنی اسرائیل نے اپنے بچوں کو ایک مکان کے اندر چھپا دیا اور کہہ دیا کہ بچے یہاں نہیں ہیں۔ آپ (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پوچھا کہ گھر میں کون ہیں؟ تو شریروں نے کہہ دیا کہ گھر میں خنزیر بند ہیں۔ تو آپ (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ اچھا خنزیر ہی ہوں گے۔ چنانچہ لوگوں نے اس کے بعد جب مکان کا دروازہ کھولا تو مکان میں سے سُوَر ہی نکلے! اس بات کا بنی اسرائیل میں چرچا ہو گیا اور ان لوگوں نے غیظ و غضب میں بھر کر آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ یہ دیکھ کر (حضرت سیدنا) عیسیٰ (روح اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی والدہ (حضرت سیدتنا بی بی) مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ (علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو ساتھ لے کر مصر کو ہجرت کر گئیں اور اس طرح آپ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام شریروں کے شر سے محفوظ

رہے ہے۔ (تفسیر جمل ج۱ ص ۱۰۲، مطالب القرآن ص۲۲)

غوثِ اعظم کا علمِ غیب

بہر حال خدائے ذوالجلال عزوجل نے بشمول حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو علمِ غیب سے نوازا ہے۔ انبیاءِ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تو بڑی شان ہے عطائے ربُّ الانام سے فیضانِ انبیاءِ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام رحمہم اللہ السلام بھی غیب کی خبریں بتا سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اخبار الاخیار میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: **اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں (آر پار نظر آنے والے) شیشے (کانچ کی بوتل) کی طرح ہو۔** (اصول الاصول ص ۱۰۵)

حضرتِ مولانا رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **مثنوی شریف** میں فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوحِ محفوظ اولیاءُ اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے پیشِ نظر ہوتا ہے جو کہ ہر خطا سے محفوظ ہوتا ہے۔

بَچھڑے کی بولی سمجھنے والے بُزُرگ

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد 13 صَفْحَہ نمبر 603 تا 604 پر ایک **ایمان افروز حکایت** نَقْل کرتے ہیں کہ امام شِہابُ الدّین سُہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن میں **حضرتِ شیخ عبدُ القاہر ضیاءُ الدّین سُہروردی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُضُور میں حاضر تھا کہ ایک دِہقانی (یعنی دیہاتی) ایک **بچھڑا** لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نَذْر ہے اور چلا گیا۔ **بچھڑا** آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا حضرت نے فرمایا: یہ **بچھڑا** مجھ سے کہتا ہے: "میں آپ کی نذر نہیں ہوں، میں

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): جس نے مجھ پر صبح و شام دس دس بار درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر رہوں، آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔" کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دیہاتی ایک اور **بچھڑا** لایا جو صورت میں اس کے مشابہ (ملتا جلتا) تھا اور عرض کی: اے میرے سردار! میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ **بچھڑا** جو پہلے میں حاضر لایا تھا وہ میں نے **حضرت شیخ علی بن ہیتی** کی نذر مانا ہے مجھے دھوکا ہو گیا تھا۔ یہ کہہ کر پہلے **بچھڑے** کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔ (**بہجۃ الاسرار ص ۴۲۷**) **اللہ رَبُّ العزّت** عزّوجلّ **کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! حضرت سیّدنا شیخ **عبدالقادر سہروردی** علیہ رحمۃ اللہ القوی **بچھڑے** کی بولی بھی سمجھ گئے! اور یہ کہ **بچھڑے** کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کلام کرنا تو یہ **بچھڑے** کی نہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **کرامت** تھی۔ ورنہ بے زبان حیوان کو کیا پہچان اور وہ لینے دینے کے معاملات کو کیا سمجھے!

جب ولی کی یہ شان ہے تو نبی کی کیا شان ہوگی اور پھر سیّدُ الانبیاءِ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم وعلیہم السلام کا کیا مقام ہوگا!

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کا عالم کیا ہوگا

کیا عیسیٰ علیہِ السّلام وفات پا چکے ہیں؟

سُوال: کیا حضرتِ سیّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام وفات پا چکے ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ابھی ظاہری وفات نہیں پائی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا ہے۔ چُنانچِہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ (پارہ 6 سورۃ النساء آیت نمبر 157 میں ہے:)

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ (ترجمۂ کنز الایمان: اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سُولی دی بلکہ

ان کیلئے اسکی شَبِیہ کا ایک بنا دیا گیا۔ (پ۶ النساء ۱۵۷) (مزید اسی سورت کی آیت نمبر 158 میں ارشاد ہوتا ہے): بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ

(ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔ پ۶ النسآء ۱۵۸) (فتاوٰی امجدیہ ج۴ ص ۴۲)

حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ایمان افروز واقعہ

سُوال: حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقِعہ بیان کر دیجئے۔

جواب: حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے جب یہودیوں کے سامنے اپنی نُبُوَّت کا اعلان فرمایا تو چُونکہ یہودی تَوراۃ شریف میں پڑھ چکے تھے کہ ''حضرتِ عیسٰی مسیح (علیہ السلام) ان کے دین کے بعض احکام کو منسوخ کر دیں گے۔ اس لئے وہ آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے دشمن ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے یہ محسوس فرمالیا کہ یہودی اپنے کفر پر اَڑے رہیں گے اور وہ مجھے شہید کرنے کے درپے ہوں گے تو ایک دن آپ (عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام)

نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ ترجمۂ کنزالایمان: کون ہیں جو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف ہو کر میری مدد کریں؟ (پ۲۸ الصف ۱۴)

بارہ یا اُنّیس حواریوں نے یہ کہا:

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ترجمۂ کنزالایمان: ہم دینِ خدا (عَزَّوَجَلَّ) کے مددگار ہیں۔ (پ۲۸ الصف ۱۴)

باقی تمام یہودی اپنے **کفر** پر جمے رہے۔ یہاں تک کہ **جوشِ عداوت** میں ان لوگوں نے آپ (عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کو **شہید** کرنے کا **منصوبہ** بنالیا اور ''طیطانوس'' **نامی ایک شخص** کو آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے **مکان میں** آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام **کو شہید** کر دینے کے لئے بھیجا۔ **اللہ تعالیٰ** نے آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو **آسمان کی طرف اٹھانے** کیلئے **حضرتِ جبرئیل** علیہ السلام کو ایک بدلی کے ساتھ بھیجا۔ آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی والدۂ ماجدہ سیِّدتُنا **بی بی مریم** رضی اللہ تعالیٰ عنہا **جوشِ محبّت** میں آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ساتھ چمٹ گئیں تو

آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: **امّی جان! اب قیامت کے دن ہماری ملاقات ہوگی اور بدلی نے آپ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **کو آسمان پر پہنچا دیا۔** یہ واقعہ بیت المقدس میں شبِ قدر میں وقوع پذیر ہوا۔ اُس وقت جب طیطانوس جب بہت دیر تک مکان سے باہر نہ نکلا تو یہودی مکان میں گھس گئے تو اللہ تعالیٰ نے طیطانوس کو حضرت سیّدنا **عیسیٰ** روحُ الله عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی **شکل کا بنا دیا۔** یہودیوں نے طیطانوس کو حضرت **عیسیٰ** سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا۔ اس کے بعد جب طیطانوس کے گھر والوں نے غور سے دیکھا تو صرف چہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا تھا باقی سارا بدن طیطانوس ہی کا تھا تو اس کے اہلِ خاندان نے کہا کہ اگر یہ مقتول حضرت عیسیٰ ہیں تو ہمارا آدمی طیطانوس کہاں ہے؟ اور اگر یہ طیطانوس ہے تو حضرت عیسیٰ کہاں گئے؟ اس پر خود یہودیوں میں جنگ و جدال کی نوبت آگئی اور انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا اور یوں بہت سے یہودی مارے گئے۔ (تفسیر جمل، ج۱، ص۴۲۶، ۴۲۸، عجائب القرآن ص۷۴، ۷۵ ملخصاً)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

آدم علیہ السلام کو قربانی کا بکرا کہنا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا کیسا کہ جب اللہ عزوجل نے آدمیوں کو دنیا میں بسانا ہی تھا تو پھر حضرت سیِّدُنا آدم علیہ السلام کو قربانی کا بکرا کیوں بنایا؟

جواب: ایسا کہنا **صریح کفر** ہے۔ اِس قول بد تر از بول میں اللہ عزوجل پر بھی **اعتراض** ہے اور حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بھی **گستاخی**۔

"حضرت آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی" کہنا کیسا؟

سُوال: "سب سے پہلے **حضرت آدم** علیہ السّلام نے نافرمانی کی" یہ کہنا کیسا؟

جواب: تلاوتِ قرآنِ کریم یا قراءتِ حدیثِ پاک کے سوا اپنی طرف سے حضرت سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللہ علٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام خواہ کسی نبی کو معصیت کی طرف منسوب کرنا **سخت حرام** بلکہ ایک جماعت علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام نے اُسے کفر بتایا۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: غیرِ تلاوت میں اپنی طرف سے سیِّدُنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت **حرام** ہے۔

ائمۂ دین (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین) نے اس کی تصریح فرمائی بلکہ ایک جماعتِ عُلَمائے کرام (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام) نے اُسے کفر بتایا۔ مولٰی (عَزَّوَجَلَّ) کو شایاں ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر (یعنی جو چاہے) فرمائے (مگر) دوسرا کہے تو اُس کی زَبان گُدّی کے پیچھے سے کھینچی جائے۔ وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ط

(ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی شان سب سے بلند۔ (پ ۱۴ النحل ۶۰) بِلا تَشبِیہ یوں خیال کرو کہ **زید** نے اپنے بیٹے **عمرو** کو اُس کی کسی لغزِش یا بھول پر مُتَنَبِّہ (یعنی خبر دار) کرنے، ادب دینے، حَزم وعَزم واحتیاطِ اَتَم (یعنی آداب واحتیاط) سکھانے کے لئے مَثَلاً بیہودہ، نالائق، احمق، وغیرہا الفاظ سے تعبیر کیا (کہ) باپ کو اس کا اختیار تھا۔ اب کیا **عمرو** کا بیٹا بکر یا غلام خالد انھیں الفاظ کو سَنَد بنا کر اپنے باپ اور آقا **عمرو** کو یہ الفاظ کہہ سکتا ہے؟ حاشا! (ہرگز نہیں) اگر کہے گا (تو) سخت گستاخ و مَردود و ناسزا و مُستَحِقِ عذاب و تعزیر وسزا ہوگا۔ جب یہاں یہ حالت (یعنی عام باپ بیٹوں کا یہ مُعامَلہ) ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رِیس کر کے **انبیا** عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شان میں ایسے لفظ کا بکنے والا کیونکر سخت شدید و مدید عذابِ جہنّم

وغضب الٰہی کا مستحق نہ ہوگا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی ۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے مزید آگے چل کر یہ نقل فرمایا ہے کہ امام ابو عبد اللہ محمد عبدری ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں: ہمارے علماء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی فرماتے ہیں کہ جو شخص انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے کسی نبی کے بارے میں غیر تلاوت وحدیث میں یہ کہے کہ انہوں نے **نافرمانی یا خلاف ورزی** کی تو اس کا یہ کہنا کفر ہے۔ اس (طرح کی باتوں) سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ **(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۱)**

آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو ....

سُوال: یہ کہنا کیسا کہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلام گندم نہ کھاتے تو ہم بدبخت نہ ہوتے۔

جواب: ایسا کہنا کفر ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵)

کیا نبی کا بدن مٹّی کھا سکتی ہے؟

سُوال: کیا نبی کا بدن مٹّی کھا سکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں کھا سکتی۔ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

عَنِ الْعُیُوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم الشّان ہے: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ. ''بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیاءِ کرام کے بدن کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے'' (سُنَنِ ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۲۹۱ حدیث ١٢٦) صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ، حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و علمائے دین و شہداء و حافظانِ قراٰن کہ قراٰن مجید پر عمل کرتے ہوں، اور وہ جو منصبِ محبت پر فائز ہیں، اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی، اور وہ کہ اپنے اوقات دُرُود شریف میں مُستغرق (یعنی نہایت مصروف) رکھتے ہیں اُن کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ **جو شخص انبیائے کرام** علیہم السلام **کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کر مٹی میں مل گئے،** گمراہ، بددین، خبیث، مُرتکبِ توہین ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ اول ص ۵۸)

کیا حیاتُ النّبی کہنا جائز ہے؟

سُوال: کیا حیاتُ النّبی کہنا جائز ہے؟

جواب: بے شک جائز ہے بلاشک جائز ہے بلاشبہ جائز ہے۔ **وَاللّٰہ بِاللّٰہ تَاللّٰہ** میرے مکی مدنی آقا **میٹھے میٹھے مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام حیات ہیں۔ یہ حدیثِ پاک بہت ہی مشہور ہے اور اس کو بے شمار محدثین رحمہم اللہ المبین نے روایت کیا ہے چنانچہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ یعنی انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (مُسنَد ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۲۱٦ حدیث ۳٤۱۲)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مِرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے (حدائقِ بخشش شریف)

کیا انبیائے کرام آمد و رفت بھی کرتے ہیں؟

سُوال: جب انبیاءِ کرام زندہ ہیں تو کیا وہ کہیں آجا بھی سکتے ہیں یا فقط اپنے مزارات ہی میں تشریف فرما رہتے ہیں؟

جواب: انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بے شک اپنی قبروں میں

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جو مجھ پر ۱۰۰ مرتبہ درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی ۱۰۰ حاجتیں پوری فرمائے گا۔

میں زندہ ہیں مگر وہاں قید نہیں۔ **اللہ** رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی عنایت سے آتے جاتے، عبادت فرماتے ہیں: امام جلال الدین سُیوطی خاتم حُفّاظ الحدیث (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں: ”تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزارات طیبات سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں۔ (الحاوی للفتاوی ج۲ ص۲۶۳، فتاوی رضویہ ج۲۹ ص۳۸۲)

اِس ضمن میں دو **ایمان افروز احادیثِ مبارکہ** پڑھئے اور آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔

(1) موسیٰ و یونُس علیہما السلام کو دیکھا

نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”وادیِ ازرق“ سے گزرے تو فرمایا: یہ کونسی وادی ہے؟ عرض کی گئی **وادیِ ازرق**۔ فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) **موسیٰ** (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو **بلندی سے اُترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں**، وہ بلند آواز میں **تلبیہ** کہہ رہے ہیں۔ پھر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ”وادیِ ہرشیٰ“ پر آئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِستفسار

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک میرا نام اس میں رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔

فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ **"وادیٔ ہَرشیٰ"** ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) **یُونُس بن مَتّٰی** (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) **کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک طاقتور سُرخ اونٹنی پر سُوار ہیں،** انہوں نے ایک اُونی جُبّہ پہنا ہوا ہے اونٹنی کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے اور وہ **تَلْبِیَہ** پڑھ رہے ہیں۔ (صحیح مسلم حدیث ۲۶۸ ص ۱۰۲) **اللہ** رَبُّ العزّت عزوجل **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

(2) صحابۂ کرام نے کس کا دستِ مبارک دیکھا؟

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ہم **رسولُ اللہ** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اچانک ہمیں سردی لگی اور ہم نے ایک **ہاتھ** دیکھا تو ہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: **یارسولَ اللہ** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ سردی کیسی ہے جو ہمیں محسوس ہوئی؟ اور یہ **ہاتھ** کیسا ہے جو ہم نے

دیکھا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس ہاتھ کو دیکھا؟ ہم نے عرض کی: جی۔ فرمایا: **یہ عیسیٰ بن مریم ہیں جنہوں نے مجھے سلام کیا تھا۔** (الخصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۵۱) **اللّٰہ** رَبُّ العِزَّت عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی پاک شانیں تو بہت ہی بڑی ہیں، **اولیائے عظام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام بھی ظاہری وفات کے بعد حیات ہوتے ہیں اور جس پر خصوصی کرم ہو وہ عبادت بھی بجالاتے ہیں۔ حصولِ برکت کیلئے ایک **حکایت** پیش کی جاتی ہے پڑھئے اور جھومئے۔

قبر میں جُوں ہی تُتار انماز پڑھنے لگے!

حضرتِ سیِّدُنا امام عبدُ الوہاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "ماردین" میں رہتے تھے، وہیں وفات پائی اور اُسی مقام پر آپ

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درود پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار فائض الانوار زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ **جوں ہی آپ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **کو لحد میں رکھا گیا تو قبر وسیع ہوگئی اور آپ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے!** جو شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لحد میں اترا تھا وہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہوگیا۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ج ۱ ص ۱۹۶) **اللہ رَبُّ العِزّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

"ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء" کہنا کیسا؟

سُوال: کیا یہ دُرُست ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے۔

جواب تعداد مُعَیَّن نہ کی جائے کہنا ہی ہو تو اِس طرح کہے: "کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار۔۔۔۔" صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی کوئی تعداد مُعَیَّن کرنا جائز نہیں، کہ خبریں اِس

بابت میں مختلف ہیں اور تعدادِ معیّن پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیرِ نبی کو نبی جاننے کا احتمال (یعنی پہلو) ہے اور یہ دونوں باتیں (یعنی نبی کو نبوت سے خارج ماننا یا غیرِ نبی کو نبی جاننا) کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد چاہیے کہ اللہ (عزوجل) کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ اول ص ٢٧)

گوتم بدھ کو نبی کہنا کیسا ہے؟

سُوال: گوتم بدھ کو نبی تصوّر کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہت سخت جہالت و گمراہی ہے۔ حضرت فقیہِ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "رام کرشن، گوتم بدھ وغیرہ ہرگز نبی نہیں۔ انہیں نبی و رسول خیال کرنا سخت جہالت و گمراہی ہے۔" (فتاوٰی فقیہِ ملت ج ١ ص ٢٤) مزید تفصیلات کیلئے مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان کی کتاب مستطاب شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ 197 تا 198 کا مطالعہ فرمایئے۔

نُبوّت صرف اللہ کی عنایت سے ملتی ہے

سُوال: کیا محض عبادت و ریاضت کے ذریعے بھی کسی کو نبوت ملی ہے؟

جواب: جی نہیں۔ نُبُوَّت کسبی یعنی اپنی کوشش سے حاصل کی ہوئی نہیں ہوتی ، وَہبی یعنی عطائی ہوتی ہے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب ، **''بہارِ شریعت''** جلد اوّل صَفْحَہ 36 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: نُبُوَّت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و رِیاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اُسی کو ہے جسے اس منصبِ عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبلِ حُصُولِ نُبُوَّت تمام اَخلاقِ رَذیلہ سے پاک اور تمام اَخلاقِ فاضِلہ سے مُزیَّن ہو کر جملہ مَدارِجِ وِلایت (وِلایت کے تمام دَرَجات) طے کر چکتا ہے اور اپنے نَسَب و جسم و قول و فعل و حَرَکات و سَکنات میں ہر ایسی بات سے مُنَزَّہ (پاک) ہوتا ہے جو باعثِ نفرت ہو۔ اُسے عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اس کے لاکھویں حصے تک نہیں پہنچ سکتی (قرآنِ حکیم پارہ 8 سورۃ الانعام آیت

نمبر 124 میں فرمانِ عظیم ہے:) اَللّٰہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

(پ۸ الانعام ۱۲۴) ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ

وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۱﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: یہ اللہ کا

فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (پ۲۷ الحدید ۲۱)

مزید فرماتے ہیں: جو اسے کسبی (یعنی کوشش سے حاصِل کی ہوئی) مانے کہ آدمی اپنے کسب و رِیاضت (محنت ومشقّت) سے منصبِ نُبُوّت تک پہنچ سکتا ہے کافِر ہے۔ (بہارِشریعت ج ۱ حصہ ۱ ص ۳۶)

نبی کو بندہ کہنے سے انکار کرنے والے کا حکم

سُوال: اُس کیلئے کیا حکم ہے جو یہ کہے کہ میں حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا بندہ نہیں مانتا۔

جواب: ایسا شخص مُرتَد ہے۔ قراٰنِ پاک میں مُتَعَدَّد مقامات پر ایسی آیات ہیں جن میں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا بندہ کہا گیا ہے۔ ہر نمازی پانچوں وقت نماز کے قعدے میں کلمۂ شہادت پڑھتا اور اقرار کرتا ہے: اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ

وَ رَسُوْلُہٗ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) یعنی میں گواہی دیتا ہوں بے شک حضرت **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم **اللہ** عزوجل کے **بندے** اور رسول ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: جو یہ کہے کہ **رسول اللہ** (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) **اللہ تعالیٰ** کے بندے نہیں وہ قطعاً **کافر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۵۲)

ڈاکیہ کا اپنے آپ کو پیغمبر کہنا

سوال: اگر کوئی **ڈاکیہ** اپنے آپ کو **پیغمبر** کہے اور یہ تاویل کرے کہ پیغمبر کے معنی پیغام پہنچانے والا اور میں بھی تو **ڈاک** یعنی پیغام پہنچاتا ہوں۔ اس کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

جواب: ایسا کہنے والا **کافر** ہے۔ **دعوتِ اسلامی** کے اِشاعتی اِدارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 186 صفحات پر مشتمل کتاب، **"بہارِ شریعت"** حصہ 9 صفحہ 181 پر صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو اپنے آپ کو **پیغمبر** کہے اور تاویل یہ کرے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

وہ **کافر** ہے۔ یہ تاویل مسموع نہیں (یعنی ظاہری مجازی یہ دلیل نہیں سُنی جائے گی) کیونکہ عُرف میں یہ لفظ (پیغمبر) رسول و نبی کے معنی میں ہے۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۶، عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۲)**

"انبیائے کرام کا گستاخ کافر مُرتَد ہے" کے اٹھائیس حُرُوف کی نسبت سے انبیاء کی گستاخی کے بارے میں کُفریات کی 28 مثالیں

﴿1﴾ جو کہے: حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اللہ کے بیٹے ہیں وہ **کافر** ہے۔

﴿2﴾ غیرِ انبیاء کے لئے وَحیِ نُبُوَّت ماننا کفر ہے۔ **(بہارِ شریعت حصہ اول ص ۲۱)**

﴿3﴾ جو کہے کہ نُبُوَّت عبادت و ریاضت کرکے حاصل کی جاسکتی ہے وہ **کافر** ہے۔ **(ایضاً ص ۲۱)**

﴿4﴾ جو شخص نبی سے نُبُوَّت زائل ہوجانے کو جائز جانے وہ کافر ہے۔ **(ایضاً ص ۲۱)**

﴿5﴾ جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے **اللہ** تعالیٰ کے کسی حکم کو چُھپایا اور لوگوں تک نہ پہنچایا وہ **کافر** ہے۔ **(ایضاً ص ۲۲)**

﴿6﴾ جو غیرِ نبی کو نبی سے افضل یا ﴿7﴾ اس کے برابر مانے وہ **کافر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۲۷)

﴿8﴾ **آئِمَّۂ** اہلِ بیت کو انبیائے کرام سے افضل جاننا **کفر** ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۱)

﴿9﴾ **امیرُ المؤمنین** حضرت مولائے کائنات، **علیُّ المُرتَضٰی** شیرِ خدا

کَرَّمَ اللّٰہُ تَعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم کو جو نبیوں سے افضل یا برابر بتائے **کافر**

ہے۔ (ایضاً ص ۲۷)

﴿10﴾ جس نے توہین یا ﴿11﴾ دشمنی کے طور پر تمنا کی کہ انبیائے کرام

عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں سے کوئی (فلاں) نبی نہ ہوتا اس نے **کفر**

کیا۔ (الفتاوی العالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵)

﴿12﴾ کسی نبی کی ادنیٰ **توہین یا** ﴿13﴾ تکذیب (یعنی جھٹلانا) **کفر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۴۵)

﴿14﴾ یہ کہنا کہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی شان کے آگے چمار

سے بھی ذلیل ہے یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۶۱)

﴿15﴾ حضراتِ انبیاءِ کرام عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو ناکارے لوگ کہنا **صَرِیح**

کفر ہے۔

﴿16﴾ جو کہے کہ میں اس کے کلام کی تصدیق نہ کروں گا اگرچہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو وہ **کافر** ہے۔ (عالمگیری ج۲ ص۲۶۵)

﴿17﴾ کسی سے کہا: نبی اور فرشتے بھی تیرے سامنے گواہی دیں کیا تب بھی تو ان کی تصدیق نہ کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ جواب دینے والا **کافر** ہے۔ (المُحیطُ البُرہانی ج۵ ص۵۰۴)

﴿18﴾ جو کسی نبی سے بُغض رکھے وہ **کافر** ہے۔ (عالمگیری ج۲ ص۲۶۳)

﴿19﴾ کسی نبی پر عیب لگانا **کفر** ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ ج۵ ص۴۷۹)

﴿20﴾ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں **گستاخی** کرنا یا

﴿21﴾ ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا **کفر** ہے۔ مثلاً

﴿22﴾ معاذ اللہ! یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو زنا کی طرف نسبت کرنا **کفر** ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ۹ ص۱۷۱، عالمگیری ج۲ ص۲۶۳)

﴿23﴾ حضرت سیّدنا **یوسف** علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام **زلیخا** کے عشق میں دربدر پھرتے رہے یہ کہنا **کفر** ہے۔

﴿24﴾ اگر کسی نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں کو کسی کاغذ میں لکھا اور پھر جان بوجھ کر اس کاغذ کو نجاست میں پھینکا تو وہ **کافر** ہے۔

﴿25﴾ جو معجزاتِ انبیاء کا مطلقاً انکار کرے وہ **کافر** ہے۔

(ماخوذ از فتاوٰی قاضی خان، ص ۳۳۲)

﴿26﴾ ''اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا'' ایسا کہنے والا **کافر** ہے۔

(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

﴿27﴾ جو کہے: ''میں نہیں جانتا کہ **آدم** علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں'' وہ **کافر** ہے۔

(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

﴿28﴾ حضرات سیدنا خضر و ذوالکفل علیہما السلام کی نبوت کا انکار **کفر نہیں** کیونکہ یہ **اجماع** سے ثابت نہیں (اگرچہ صحیح قول یہی ہے کہ یہ دونوں حضرات نبی ہیں)

(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

سادات کرام کی توہین کے بارے میں سوال جواب

سید کی توہین کرنا کیسا؟

سوال: سید کی توہین کرنا کیسا؟

جواب: سید کی بطورِ سید یعنی وہ **سید** ہے اس لئے توہین کرنا **کفر** ہے۔

(ماخوذ از مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۰۹) میرے آقا اعلیٰ حضرت امام

اَعلیٰحضرت مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 22 صفحہ 420 پر فرماتے ہیں: سادات کرام کی تعظیم **فرض** ہے اور اُن کی توہین **حرام**، بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا: جو کسی عالم کو مَولویا (مولوی بنایا) یا کسی **میر** (یعنی سیِّد) کو **میروا** بروجہِ تحقیر (یعنی حقارت سے) کہے کافر ہے۔

"آج کل کے سیِّد بس ایسے ہی ہوتے ہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگ کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ آج کل کے سیِّد بس ایسے ہی (یعنی بُرے) ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قول بہت ہی بُرا ہے اگر اِس جُملے سے یہ مُراد ہے کہ اُن کو اہلبیت تسلیم کرنے کے باوجود بطورِ سیِّد ان کی توہین کر رہے ہیں تو یہ **کفر** ہے۔ "**سیِّد**" کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ میرے آقا اعلیٰ **حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "سیِّد سُنّی حَسَنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کو کہتے ہیں۔" **(ماخوذ از فتاوی رضویہ ج ۱۳ ص ۳۶۱)**

عبدُ اللہ بن مبارک اور ایک سیِّد صاحب کی حکایت

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار کہیں

تشریف لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک **سیِّد صاحب** مل گئے اور کہنے لگے: آپ کے بھی کیا خوب ٹھاٹھ باٹھ ہیں اور ایک میں بھی ہوں کہ **سیِّد** ہونے کے باوُجُود مجھے کوئی نہیں پوچھتا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے آپ کے جدِّ اعلیٰ کی مَدَنی **مصطفٰے** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سُنَّتوں کو اپنایا تو خوب عزّت پائی مگر آپ نے اپنے نانا جان کی سُنَّتوں کو نہ اپنایا تو بے عملی کے سبب پیچھے رہ گئے! سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات جب سوئے تو خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی، چہرۂ انور پر ناراضگی کے آثار تھے، کچھ اس طرح فرمایا: تم نے میری آل کو بے عملی کا طعنہ کیوں دیا! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے قرار ہو کر بیدار ہو گئے۔ صبح مُعافی مانگنے کیلئے اُس **سیِّد صاحب** کی تلاش میں روانہ ہوئے، موصوف بھی انہیں کو ڈھونڈ رہے تھے۔ دونوں کی ملاقات ہوئی۔ **سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مبارک** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا خواب سنایا۔ **سیِّد صاحب** نے سن کر کہا: مجھے بھی رات **میرے نانا جان** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر کچھ اس

طرح ارشاد فرمایا: تمہارے اعمال اچّھے ہوتے تو **عبداللہ بن مبارک** تمہاری کیوں بے ادبی کرتے! **حضرتِ سیِّدنا عبداللہ بن مبارک** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بصد ندامت **سیِّد صاحب** سے مُعافی مانگی اور **سیِّد صاحب** نے بھی گناہوں سے توبہ کرکے نیکیاں کرنے کی پُختہ نیّتیں کیں۔ (ماخوذ از تذکرۃ الاولیاء، جزء اول ص ۱۷۰) **اللہ** رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

ساداتِ سے حُسنِ سُلُوک کی فضیلت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن **فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ 105** پر ساداتِ کرام کے فضائل بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں: **امیر المؤمنین حضرت علیُّ المرتضیٰ** شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجہَہُ الکَرِیم سے راوی، **رسولُ اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچّھا

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

سلوک کرے گا، میں روزِ قیامت اِس کا صِلہ اُسے عطا فرماؤں گا۔ (الجامع الصغیر ص ۵۳۳ حدیث ۸۸۲۱) **خطیب بغدادی** امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، **رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اولادِ عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی (بھلائی) کرے اُس کا صِلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔ (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۰۲)

ہم کو سارے سیّدوں سے پیار ہے
مؤمن
ان شاء اللہ اپنا بیڑا پار ہے

ساداتِ کرام کی تعظیم کی اصل وجہ

سُوال: ساداتِ کرام کی تعظیم کی اصل وجہ کیا ہے؟

جواب: تعظیم کی اصل وجہ یہی ہے کہ سادات حضرات رسولِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر کا جزء (یعنی بدن مبارک کا ٹکڑا حصہ) ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 22 صفحہ 423 پر فرماتے ہیں: سیِّد سُنّی المذہب کی تعظیم لازم ہے

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں، اُن اعمال کے سبب اُس سے تنفُّر نہ کیا (یعنی نفرت نہ کی) جائے نفسِ اعمال سے تنفُّر (یعنی صرف اس کی برائیوں سے نفرت) ہو۔ آگے چل کر اسی صفحہ پر مزید فرماتے ہیں: ساداتِ کرام کی انتسابِ نسب حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہے، (یعنی ان کے جدِ اعلیٰ تو مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں) اس فضلِ انتساب (یعنی اس طرف نسبت) کی تعظیم (عام مسلمان تو کیا) ہر سُنّی پر (بھی) فرض ہے (کیوں) کہ وہ اس (سید صاحب) کی تعظیم نہیں (بلکہ خود) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت ساداتِ کرام کی تعظیم کیوں کرتے تھے؟

سُوال: مشہور ہے کہ اعلیٰ حضرت ساداتِ کرام کی بہت زیادہ تعظیم بجا لاتے تھے اس کی اصل وجہ کیا ہے؟

جواب: ملکُ العلماء مولیٰنا ظفر الدین قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ساداتِ کرام **جزوِ رسول** (یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ منوّر کا ٹکڑا) ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق

توقیر و تعظیم ہیں۔ اور اس پر پورا عمل کرنے والا میں نے اعلیٰ **حضرت** قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کو پایا۔ اس لئے کہ کسی **سیّد صاحب** کو وہ اُن کی ذاتی حیثیت و لیاقت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ **سرکارِ دوعالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ''جُزو'' ہیں۔ پھر اس اعتقاد و نظریے کے بعد جو کچھ اِن (ساداتِ کرام) کی تعظیم و توقیر کی جائے سب دُرست و بجا ہے اعلیٰ حضرت اپنے **قصیدۂ نور** میں عرض کرتے ہیں۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا   تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

(حدائقِ بخشش ص ۲۴۶) اللّٰہ رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اہلبیت پر ظُلم کرنے والے پر جنّت حرام ہے

سُوال: سیّدوں پر ظلم کرنا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے چنانچہ **سرورِ دوعالم،** نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدبودار مُردار سے اٹھے۔

نے فرمایا: ''جس شخص نے میرے اہلِ بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عِترت پاک (یعنی اولاد) کے بارے میں اَذِیَّت دی، اُس پر جنّت حرام کردی گئی۔'' (الشرف المؤبد لآل محمد للنبھانی ص ۱۰۹)

اہلِ بیت سے لڑنے والے کی شامت

ترمذی شریف میں ہے کہ حُضُور پُر نور، شافِعِ یومُ النُّشُور، مدینے کے تاجور، بِاِذنِ ربِّ اکبر غیبوں سے باخبر، محبوبِ داوَر عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا علی، حضرتِ سیِّدَتُنا فاطِمہ، حضرتِ سیِّدُنا حسن اور حضرتِ سیِّدُنا حُسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں فرمایا: ''جو اِن سے جنگ کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا اور جو اِن سے صُلح رکھے گا میں اُس سے صُلح رکھوں گا۔''

(سُنَنُ التِّرمِذی ج ۵ ص ۴۶۵ حدیث ۳۸۹۶)

سیِّد کو مارنے کی عجیب حکایت

سیِّدی عبدُ الوَہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی فرماتے ہیں: سیِّد شریف نے حضرتِ خطّاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشِفُ البُحیرہ نے ایک **سیِّد صاحِب** کو مارا تو اُسے اُسی رات

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

خواب میں جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اُس سے اِعراض فرما رہے (یعنی رُخ انور پھیر رہے) ہیں۔ اُس نے عرض کی: **یا رسول اللہ** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! میرا کیا گناہ ہے؟ فرمایا: تُو مجھے مارتا ہے، حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شَفیع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں۔ اُس نے عرض کی، **یا رسول اللہ** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ ارشاد فرمایا: کیا تُو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اُس نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی۔ پھر **آپ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی مبارک کلائی نکال کر دکھائی جس پر وَرم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہو۔ ہم **اللہ** تعالیٰ سے عافیت کا سُوال کرتے ہیں۔

(الشرف المؤبد لآل محمد للنبھانی ص ۲۶۸)

کیا سیِّد شاگرد کو اُستاد مار سکتا ہے؟

سُوال: تو کیا سیِّد طالبِ علم کو استاد بھی مار نہیں سکتا؟

جواب: استاد بھی سیِّد کو مارنے سے پرہیز کرے میرے آقا اعلیٰ حضرت،

اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں سُوال ہوا: سیِّد کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دُنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ **الجواب:** ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں، نہ ایسی خدمت پر اُسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلّت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحالِ شاگردی بھی جہاں تک عُرف اور معروف ہو (خدمت لینا) شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے (یعنی سیِّد کو) مارنے سے مُطلَق احتراز (یعنی بالکل پرہیز) کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۵۶۸)

سیِّد ملازم کے ساتھ سُلوک کا انداز

جناب سیِّد اَیُّوب علی صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا بیان ہے: ایک کم عُمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کیلئے (اعلیٰ حضرت کے) کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سیِّد زادے ہیں۔ لہٰذا (حُضُور اعلیٰ حضرت نے) گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحبزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں۔

(یعنی آقا کے فرزند ہیں ان سے خدمت لی گئی تھی، ان کی خدمت کرنی ہے لہٰذا) کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو (ان کی خدمت میں) حاضر کی جائے۔'' جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطورِ نذرانہ پیش ہوتی رہے۔ چنانچہ حسبِ الارشاد تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصے کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت ج۱ ص۱۷۹)

اللہُ رَبُّ العِزّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

اہلِ بیت کا دشمن دوزخی ہے

سُوال: جو بظاہر نیک نمازی ہو مگر سادات سے چڑتا ہو اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص جہنم کا حقدار ہے۔ چنانچہ ایک طویل حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص بیتُ اللہ شریف کے ایک کونے اور مقامِ ابراہیم کے درمیان جائے اور نماز پڑھے اور روزے رکھے اور پھر وہ اہلِ بیت کی دشمنی پر مرجائے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

(اَلْمُستَدرَک لِلْحاکِم ج۴ ص۱۲۹۔۱۳۰ حدیث ۴۷۶۶)

حوضِ کوثر پر چابک مارے جائینگے

سُوال: کیا یہ دُرست ہے کہ سیِّد سے بلا وجہ حسد کرنے والے **حوضِ کوثر** سے ہٹا دیے جائیں گے۔

جواب: جی ہاں ایک روایت سے یِہی مُستفاد ہوتا ہے چُنانچہ امیرُ المؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ہم سے بُغض مت رکھنا کہ رسولِ پاک، صاحِبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: **جو شخص ہم سے بُغض یا حسد کرے گا، اسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں سے دُور کیا جائے گا۔** (المعجم الاوسط لا مام طبرانی ج۲ ص ۲۵۹)

سیِّد اگر کوئی واردات کر بیٹھے تو؟

سُوال: اگر سیِّد مَعاذَ اللہ ایسی واردات کر بیٹھے جس سے اس پر حد لازم آتی ہو تو کیا جب بھی اس کو کچھ نہ کہیں گے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: قاضی جو حُدود و الٰہیہ قائم

فرمانِ مصطَفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جس نے مجھ پر ایک دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

کرنے پر مجبور ہے، اُس کے سامنے اگر کسی سیِّد پر حد ثابِت ہوئی تو باوُجود کہ اُس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا، لیکن اُس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیّت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیّت رکھے کہ **شہزادے کے پَیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اُسے صاف کر رہا ہوں۔** (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصّہ سوم ص۳۹۶)

سیِّد اگر کُفر بک دے تو سیِّد رہے گا یا نہیں؟

سُوال: اگر کوئی سیِّد صَرِیح کُفر بکنے کے باعِث مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ **مُرتد** ہوجائے تو اب وہ سیِّد رہا یا نہیں؟

جواب: اِرتِداد سے سِیادت جاتی رہتی ہے یعنی اب وہ سیِّد نہ رہا۔ حضرت **سیِّدُنا نُوح** عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا نافرمان بیٹا **کِنعان** جو کہ مُنافِق تھا، خود کو صاحِبِ ایمان ظاہر کرتا مگر حقیقۃً ایمان نہیں لایا تھا لہٰذا وہ بھی **طوفان** میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ اس بیٹے کے بارے میں **خدائے وَدُود** عَزَّوَجَلَّ پارہ 12 سورۂ ھُود آیت نمبر 46 میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ ترجَمۂ کنزالایمان: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں۔ (پ۱۲ ھود ٤٦)

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: اِس سے ثابت ہوا کہ نَسبی قَرابت سے دِینی قَرابت زیادہ قوی ہے۔ (خزائن العرفان ص ۳۶۳)

سیِّد افضل یا عالم؟

سُوال: عالم افضل ہے یا غیر عالم سیِّد؟

جواب: سنّی عالم افضل ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے **فتاوٰی رضویہ** جلد 29 صَفْحَہ 274 پر غیر عالم سیِّد سے **عالم** کو افضل قرار دیتے ہوئے یہ دو آیاتِ قرانی نقل فرمائی ہیں:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ (پ ۲۳ الزمر ۹)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ (پ ۲۸ المجادلة ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

یہ آیاتِ کریمہ ذکر کرنے کے بعد صفحہ 275 پر فرماتے ہیں: تو عند اللہ (یعنی اللہ کے نزدیک رشتے داری سے علم کا رُتبہ) فضلِ علم فضلِ نسب سے اشرف و اعظم ہے یہ میر (سید) صاحب (جب) کہ عالم نہ ہوں اگرچہ صالح (نیک آدمی) ہوں (مگر) آج کل کے عالم سُنّی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو شرعاً نہیں پہنچتے۔ **تنویر الابصار و دُرِّ مختار** میں ہے: نوجوان عالم کو بوڑھے جاہل پر تَقَدُّم (تَ۔قَدْ۔دُم یعنی آگے بڑھنے) کا حق حاصل ہے اگرچہ وہ (جاہل شخص) قُرَشی (یعنی سید) ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عالموں کے درجے بلند فرمائے گا۔ چونکہ بلندی عطا فرمانے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے لہٰذا جو اس کو گھٹائے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔ (تنویرُ الابصار، ترجمہ ج ۱۰ ص ۵۲۲)

عَرَبوں کی گستاخی کے بارے میں سُوال جواب

کیا اہلِ عَرَب کو بُرا بھلا کہنا کفر ہے

سُوال: عَرَب ممالک میں کام کرنے والے بعض لوگ عربوں کو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں اور بعض حُجّاج بھی۔ کیا اس میں کوئی کُفر کا پہلو نکلتا ہے؟

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) بخیل ترین شخص وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھے۔

جواب واقعی آج کل اکثر مسلمانوں میں یہ بلا عام ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 205 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصّہ 6 صفحہ 31 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''سب عربیوں سے بہت نرمی کے ساتھ پیش آئے، اگر وہ سختی کریں ادب سے تحمّل (یعنی برداشت) کرے اس پر شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ فرمایا ہے خصوصاً اہلِ حرمین، خصوصاً اہلِ مدینہ۔ اہلِ عرب کے افعال پر اعتراض نہ کرے نہ دل میں کدورت (یعنی مَیل) لائے، اس میں دونوں جہاں کی سعادت ہے۔'' (بہارِ شریعت) بلا مصلحتِ شرعی کسی بھی مسلمان کو بُرا بھلا کہنے کی اجازت نہیں چہ جائیکہ اہلِ عرب حضرت کو کہ یہ تو سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہم قوم ہیں۔ بالفرض کوئی اہلِ عرب کو سلطانِ عرب، محبوبِ ربّ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے بُرا کہے تو اس پر حکمِ کفر ہے مگر مسلمان سے ایسا متصوّر نہیں (یعنی سوچا بھی نہیں جا سکتا)۔ اہلِ عرب کے بعض فضائل سنئے: محبوبِ ربّ، تاجدارِ عرب

عزّوجلّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: **عَرَب** کی **مَحَبَّت** ایمان ہے اور ان کا **بُغض** **کُفر** ہے جس نے **عَرَب** سے **مَحَبَّت** کی اُس نے مجھ سے **مَحَبَّت** کی اور جس نے ان سے **بُغض** رکھا اُس نے مجھ سے **بُغض** رکھا۔ (مُعجَمُ الاَوسَط ج ۲ ص ۶۶ حدیث ۲۵۳۷) تین وُجوہ کی بنا پر **عَرَب** سے **مَحَبَّت** رکھو اس لئے کہ ﴿۱﴾ میں عَرَبی ہوں ﴿۲﴾ قراٰن مجید عَرَبی ہے ﴿۳﴾ اہلِ جنّت کا کلام عَرَبی ہے۔

(شُعَبُ الایمان ج ۲ ص ۲۳۰ حدیث ۱۶۱۰)

عَرَب سے بُغض کُفر ہے

حضرتِ علّامہ مُناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے فرمانِ گرامی کا خُلاصہ ہے: سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم عَرَبی ہیں اور قراٰن بھی اہلِ عَرَب کی زَبان میں ہے ان نسبتوں کی وجہ سے اگر کوئی **عَرَبوں** سے **بُغض** رکھے تو اِس سے سلطانِ عَرَب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کا بُغض لازم آئے گا جو کہ **کُفر** ہے۔

(فیض القدیر للمناوی ج ۴ ص ۲۲۱ تحت الحدیث ۴۲۲۵)

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تعالٰی تم پر رحمت بھیجے گا۔

محبوب سے منسوب ہر چیز محبوب ہوتی ہے

صدرُ الافاضل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: حُضُور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو محبوب رکھنا حُضُور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کی مَحَبَّت میں داخل ہے قدرتی طور پر انسان جس سے مَحَبَّت رکھتا ہے اُس سے نسبت رکھنے والی تمام چیزیں اس کو محبوب (یعنی پیاری) ہو جاتی ہیں۔ حُضُور سیِّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم سے مَحَبَّت رکھنے والے بھی حُضُور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) کے وطنِ پاک کے رہنے والوں اور حُضُور علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کو جان و دل سے محبوب رکھتے ہیں۔ (سوانح کربلا ص ۸۰)

پھر اُٹھا ولولۂ یادِ مُغیلانِ[1] عرب
پھر کھنچا دامنِ دل سُوئے بیابانِ عرب (حدائقِ بخشش شریف)

کیا کُفّارِ عَرَب سے بھی مَحَبَّت رکھنی ہوگی؟

سُوال: کیا کُفّارِ عرب سے بھی مَحَبَّت رکھنی ہوگی؟

بقیہ

(1) ببول کا کانٹے دار درخت۔

جواب: جی نہیں۔ مَحَبَّت ایمان کے ساتھ مشروط ہے کُفّار و مُرتدین عرب سے مَحَبَّت تو دُور کی بات ہے اُن سے عداوت رکھنی واجب ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ مُناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو اہلِ عرب کافر یا منافق ہیں اُن سے بُغض رکھنا ناجائز نہیں بلکہ واجب ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۲۱ تحت الحدیث ۲۲۵)

کُفّارِ عَرَب سے نَفرت ضَروری ہے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان حدیثِ مبارَک کے اِس حصّے "عَرَب سے مَحَبَّت رکھو" کے تحت فرماتے ہیں: عَرَب سے مُراد عَرَب کے مؤمنین ہیں۔ کُفّارِ عَرَب اور عَرَب کے یہود و نصاریٰ سے نفرت و عداوت ضروری ہے کہ یہ نفرت ان کے کُفر سے ہے نہ کہ عَرَبی ہونے سے۔ (یہی حکم مُرتدین کا ہے) مؤمنینِ عَرَب ہمارے سَروں کے تاج ہیں کہ حُضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پڑوسی ہیں۔

(مراٰۃ المناجیح ج ۸ ص ۳۲۳-۳۲۴)

سب کے سب عَرَبی مسلمانوں سے ہم کو پیار ہے
مؤمن
اِن شاءَ اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): جو مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔

اہلِ عرب عربی آقا کی ہم قوم ہیں

عَرَبی لوگ قومیّت کے اعتبار سے چُونکہ **عَرَبی آقا** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نسبت رکھتے ہیں لہٰذا **محبَّت** کا تقاضا بھی یِہی ہے کہ جو **اہلِ عرب** مسلمان ہیں ان کو بُرا بھلا کہنے سے زَبان کو روکا جائے، ہاں ان میں جو کُفّار و مُرتدین ہیں یقیناً وہ بُرے ہیں اور ان کو بُرا ہی کہا جائے گا۔ دیکھئے! ابولہب بھی عربی تھا مگر اس کی مذمّت میں قراٰنِ پاک کی ایک پوری سورت **سُوْرَۃُ لَہَب** موجود ہے۔ بہر حال اگر **عَرَبیوں** میں سے کسی کی طرف سے بالفرض آپ کو کوئی ذاتی تکلیف پہنچ بھی گئی ہو تب بھی صَبر سے کام لیجئے۔ یقیناً اِس ایک کی ایذا دہی کی وجہ سے سب **عَرَب** ہرگز بُرے نہیں بن گئے۔ اہلِ عرب سے **مَحَبَّت** کیلئے ہم غلامانِ مصطفےٰ کیلئے یِہی بات کافی ہے کہ ہمارے پیارے پیارے میٹھے میٹھے **آقا** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **عَرَبی** ہیں۔

ہائے کس وقت لگی پھانس اَلَم کی دل میں
کہ بہت دور رہے خار مُغیلانِ عرب

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درودِ پاک پڑھے اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

عربیوں کے فضائل پر 6 احادیثِ مبارکہ

سُوال: اہلِ عرب کے فضائل پر کچھ احادیثِ مبارکہ بیان کیجئے تاکہ جو نادان مسلمان خواہ مخواہ اہلِ عرب کو بُرا بھلا کہتے ہیں ان کی آنکھیں کھلیں۔

جواب: عربیوں کے فضائل پر 6 احادیثِ مبارکہ پیش کی جاتی ہیں:

﴿1﴾ محبوب کے کُتّے سے بھی پیار ہوا کرتا ہے

''جس نے **عَرَب** سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی۔'' (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۱ حدیث ۳۴۱۲۲) علامہ مُناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: سچی مَحَبَّت کی علامت یہ ہے کہ ہر اس چیز سے مَحَبَّت رکھی جائے جو محبوب کی طرف منسوب ہو کیونکہ جو شخص کسی انسان سے مَحَبَّت رکھتا ہے اُس کے **محلے کے کتے** کو بھی اچھا جانتا ہے۔ (فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۸ تحت الحدیث ۳۶۶۶)

رضاؔ کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ! کہ اِتنا دماغ لے کے چلے (حدائقِ بخشش شریف)

﴿2﴾ عَرَبیوں سے بُغْض رکھنے والا شَفاعت سے محروم

حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

رسولِ اکرم، رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے اہلِ عرب سے بغض و کدورت رکھی میری **شفاعت** میں داخل نہ ہو گا اور نہ ہی اسے میری محبت نصیب ہوگی۔ (فردوس ج ۵ ص ۱۸۷ حدیث ۷۹۰۲)

﴿3﴾ عجمی صحابی کو عربی کے بغض سے بچنے کی تاکید

حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سلطانِ دوجہان، مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: **اے سلمان!** مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ تم اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کی: **یا رسولَ اللہ!** عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم میں آپ سے کس طرح بغض رکھ سکتا ہوں؟ آپ کے طفیل ہی تو مجھے **اللہ** تعالیٰ نے ہدایت عنایت فرمائی ہے۔ فرمایا: (اگر) تم **عرب** سے بغض رکھو گے تو (گویا) مجھ سے ہی بغض رکھو گے۔ (ایضاً حدیث ۷۹۰۳)

﴿4﴾ عرب سے بُغض نِفاق کی علامت ہے

امیرُ المؤمنین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المرتضیٰ شیرِ

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

حَیدرِ کرّار کَرَّمَ اللہُ تَعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں نبیِّ کریم، رء ُوْفٌ رَّحیم، محبوبِ ربِّ حکیم عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم ہے: عرب سے وُہی شخص (بُغض) رکھے گا جو مُنافِق ہو گا۔

(کَنْزُ الْعُمّال ج ۱۱ ص ۱۱۸ حدیث ۱۱۲۱۲)

﴿5﴾ بروزِ قیامت عَرَب سب سے زیادہ قریب

محبوبِ ربّ، سلطانِ عرب عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: قِیامت کے دن لِوَاءُ الْحَمْد (یعنی حمد کا پرچم) میرے ہاتھ میں ہو گا اور اُس دن عَرَب، تمام مخلوق کی نسبت مجھ سے زیادہ قریب ہوں گے۔

(شُعَبُ الْاِیْمان ج ۲ ص ۲۳۱ حدیث ۱۶۱۲)

﴿6﴾ عَرَب سے مَحَبَّت ایمان کی علامت ہے

نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: حُبُّ الْعَرَبِ اِیْمَانٌ وَّ بُغْضُهُمْ نِفَاقٌ۔ یعنی عرب کی مَحَبَّت ایمان ہے اور ان کا بُغض نِفاق ہے۔ (الجامع الصغیر ص ۲۲۲ حدیث ۳۶۶۲) اِس کی شرح میں امام مُناوی علیہ رحمۃ

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

اللہ القوی نے فرمایا: ''جب کوئی انسان **عرب** سے محبت رکھتا ہے تو یہ اس کے **ایمان** کی علامت ہے اور جب ان سے بُغض رکھتا ہے تو یہ اس کے **نِفاق** کی نشانی ہے کیونکہ یہ دین اہلِ عرب ہی میں سے ظاہر ہوا اور اس دین کا قیام انہی کی تلواروں اور حوصلوں سے تھا۔ ظاہر ہے کہ جو ان سے بُغض رکھتا ہے وہ اِسی بنا پر بُغض رکھتا ہے اور یہ کفر ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۸۸ تحت الحدیث ۲۱٦٦)

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں

سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب (حدائقِ بخشش شریف)

فرشتوں کی توہین کے بارے میں سوال جواب

سُوال: فرشتوں کے وُجُود کا انکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۰)

''مَلَکُ الْمَوت کو بُرا بھلا'' کہنا کیسا؟

سُوال: مَلَکُ الْمَوت کو بُرا بھلا کہنا کیسا ہے؟

جواب: **بہارِ شریعت** میں ہے: دُشمن و **مبغوض** (یعنی جس سے بُغض ہو اُس) کو دیکھ کر یہ کہا: **مَلَکُ الْمَوت** آگئے یا کہا: ''اسے ویسا ہی دُشمن جانتا ہوں جیسا **مَلَکُ الْمَوت** کو'' اس میں اگر **مَلَکُ الْمَوت** کو بُرا کہنا (مقصود) ہے تو **کُفر** ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بِنا پر ہے تو کُفر نہیں۔ ''یوں ہی **جبرئیل** علیہ السلام یا **میکائیل** علیہ السلام یا کسی **فِرِشتے** کو جو عیب لگائے یا توہین کرے **کافِر** ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

حُضُور مفتیِ اعظم ہند کی حکایت

کہا جاتا ہے: ایک بار کسی جلسہ میں تاجدارِ اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُضُور مفتیِ **اعظم** ہند حضرت مولیٰنا شاہ محمد مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بھی تشریف فرما تھے۔ ایک شُعلہ بیان مقرِّر نے خُفیہ پولیس کو مُخاطَب کرتے ہوئے جوشِ خطابت میں کہہ دیا: ''اگر حکومت کے کِراماً کاتِبین موجود ہیں تو لکھ لیں کہ.....'' یہ سنتے ہی حُضُور مفتیِ **اعظم** علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فوراً اُس کو ٹوکا اور توبہ کا حکم دیا۔ اس پر اُس مقرِّر نے فوراً بیان روک کر علی الاعلان توبہ کی۔ **الحمد للہ**

رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُضُور مُفتیٔ اعظم علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الاکرم کے ٹوکنے کا سبب یہ تھا کہ مقرِّر نے گورنمنٹ کی "خُفیہ پولیس" کو معاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کِراماً کاتِبین یعنی بندوں کے اعمال لکھنے والے بُزُرگ اور معصوم فِرِشتوں کے نام سے موسُوم کر دیا!

پیکرِ رُشد وہدایت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات
عامِلِ قراٰن وسنّت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات

"اِس بات کا تو میرے فِرِشتوں کو بھی علم نہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: "اِس بات کا تو میرے فِرِشتوں کو بھی علم نہیں" کہنا کہیں کفر تو نہیں؟

جواب: یہ کفر نہیں ہے نہ یہ فِرِشتوں کی توہین نہیں، یہ اردو زبان کا مُحاوَرہ ہے۔ کہنے والے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ یہ بات تو میرے وہم و گُمان میں بھی نہیں، یا اِس کے بارے میں میں نے کبھی سوچا تک نہیں، اگر میں نے اِس سلسلے میں ذِہن کے اندر بھی کوئی ترکیب بنائی ہوتی تو "کِراماً کاتِبین" کو یقیناً معلوم ہو جاتا وغیرہ۔ یہ بات ذِہن میں

رکھئے کہ عُمُوماً فِرِشتوں کوحسبِ حاجت اُن کے شُعبے کے **مُتعَلِّق علمِ غیب** تفویض کیا جاتا ہے۔ مَثَلاً بادَلوں کو چلانے اور بارِش برسانے والے ملائکہ کو اِن اُمور کے **مُتَعَلِّق علمِ غیب** دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح **جَنِین** یعنی ماں کے رِحم میں جو بچّہ ہوتا ہے اُس کے پیدا ہونے نہ ہونے، اُس کے رِزق وغیرہ حتّٰی کے **قَبر** کے مقام تک کا علم اُس پر مامور فِرِشتوں کو عنایت فرمایا جاتا ہے۔ اِسی طرح **مَلَکُ المَوت** سیِّدُنا عزرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اوران کے مُعاوِنین ملائکہ کوتمام ذُوالاَرواح کی اموات کے اوقات ومقامات سے باخبر کیا جاتا ہے۔ یوں ہی **مُحافِظِین** اعمال لکھنے والوں کو۔ پارہ 30 سورۃُ الانفِطار آیت نمبر 10 تا 12 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ اِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ﴿۱۰﴾ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ ﴿۱۱﴾ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور بیشک تم پر نگہبان (مقرر) ہیں، معزّز لکھنے والے، جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

کیا کِراماً کاتِبین دلوں کا حال بھی جان لیتے ہیں؟

سُوال: کیا کِراماً کاتبین دل کی نیّتوں کو بھی جان لیتے اوراُن کوتحریر فرمالیتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ اِس ضمن میں حدیثِ قدسی مُلاحَظہ فرمایئے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ مدینے کے سلطان، سردارِ دوجہان، رَحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَللّٰہ عزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ''جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے اور اُس پر عمل نہ کرے تو اس کو مت لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرلے تو اس کا ایک گناہ لکھ لو اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ لو'' ایک اور روایت کے مطابق اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طبیبوں کے طبیب، عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ملائکہ عرض کرتے ہیں: پروردگار! تیرا بندہ گناہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ حالانکہ اَللّٰہ عزَّوَجَلَّ کو اس بات پر خوب بصیرت ہے۔ اَللّٰہ عزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ''اس کا انتظار کرو اگر یہ اس گناہ کو کرے تو اس کا گناہ لکھو اور اگر اس کو ترک کردے تو اس کی ایک نیکی لکھ لو کیونکہ اس نے میری وجہ سے اس گناہ کو ترک کیا ہے۔''

(صحیح مسلم ص ۷۹ حدیث ۱۲۸، ۱۲۹)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درودِ پاک پڑھے ہوں گے۔

گناہ کا ارادہ ترک کرنے پر نیکی ملنے کی صورت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے **کراماً کاتبین** دلوں کی نیتیں بھی جان لیتے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ نیکی کی صرف **نیت** کرنے پر ایک نیکی کا ثواب مل جاتا ہے اور اگر بندہ گناہ کی **نیت** کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا حتّٰی کہ اگر گناہ کا ارادہ ترک کر دے تو اِس پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ برائی کا ارادہ ترک کرنے والے کو نیکی اسی صورت میں ملتی ہے جبکہ **خوفِ خدا** کی وجہ سے ایسا کرے اگر کسی مجبوری کے تحت گناہ سے باز رہا تو اس کو نیکی نہیں ملے گی۔ (ماخوذ از فیض الباری ج۶ ص ۲۸۲)

صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 258 پر فرماتے ہیں: ''معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس میں بھی ایک قسم کا ثواب ہے جبکہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہیے۔ احادیث سے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکّا ارادہ کرلیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۲)

جب فرشتوں کا یہ عالم ہے تو آقا کی کیا شان ہوگی!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کراماً کاتبین کو دل کی باتوں کا حال معلوم ہو جاتا ہے تو ان فرشتوں بلکہ ساری کائنات کے والی سرکارِ عالی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے کسی کے دل کی بات کیسے چُھپی رہ سکتی ہے! میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

سرِ عرش پر ہے تِری گزر دلِ فرش پر ہے تِری نظر
ملکوت و مُلک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(حدائقِ بخشش شریف)

"جیسی روح ویسے فرشتے" کہنا کیسا؟

سُوال: "جیسی روح ویسے فرشتے" یہ مُحاورہ بولنا کیسا ہے؟

جواب: یہ جملہ بطورِ کہاوت بولا جاتا ہے اس لئے حکمِ کفر نہ ہوگا کہ یہاں

مقصود فرشتوں کی توہین نہیں۔ فیروز اللغات صفحہ 533 پر اس کے معنی لکھے ہیں: ''انسان خود بُرا ہوتا ہے تو اپنے ہی جیسے بُرے لوگ اور بُری چیزیں پسند کرتا ہے۔'' اس طرح کے جملوں سے اِحتراز (یعنی بچنا) چاہیے۔

ہر شخص پر روزانہ 20 فرشتوں کی ذمہ داریاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض لوگ کس قدر بے باک ہوتے ہیں کہ ملائکہ تک کو بھی مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تنقید کا نشانہ بناتے اور ان کی توہین پر اُتر آتے ہیں۔ یقیناً فرشتے معصوم ہیں اور ان کے ذریعے **ربِّ کائنات** عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر عظیم احسانات فرمائے ہیں۔ انسان پر کچھ فرشتے مقرر کئے گئے ہیں، مختلف روایات میں ان کی جدا جدا تعداد بیان کی گئی ہے ان میں ایک ایمان افروز حدیثِ پاک یہ بھی ہے۔ چنانچہ امیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبوں کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سردارِ دو جہان، محبوبِ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ والا شان میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ''یا رسولَ اللہ عَزَّوَجَلَّ و

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتایئے کہ بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ حُضُور سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عثمان! ایک فرشتہ تیری دائیں (سیدھی) طرف ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور یہ بائیں (اُلٹی) طرف والے فرشتہ کا امین ہے۔ جب تم ایک نیکی کرتے ہو تو اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، جب تم کوئی گناہ کرتے ہو تو بائیں (اُلٹی) طرف والا فرشتہ دائیں (سیدھی) جانب والے فرشتے سے پوچھتا ہے: (کیا) میں (اس کا یہ گناہ) لکھ لوں؟ تو وہ کہتا ہے: نہیں، شاید یہ (اپنے گناہ پر) اللہ عزوجل سے استغفار کرے اور توبہ کرے تو جب بائیں طرف والا فرشتہ تین مرتبہ گناہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو (دائیں طرف والا) کہتا ہے: ہاں (اب لکھ لو) اللہ عزوجل ہمیں اس سے محفوظ رکھے، یہ کیسا بُرا ساتھی ہے اللہ عزوجل کے متعلق کتنا کم سوچتا ہے اور ہم سے کس قدر کم حیا کرتا ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اُس کے پاس ایک محافِظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ (پ ۲۶ ق ۱۸)

اور دو فِرِشتے تمہارے سامنے اور پیچھے ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اُس کے آگے پیچھے کہ بحکمِ خدا اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (پ ۱۳ الرعد ۱۱)

اور ایک فِرِشتے نے تمہاری پیشانی کو تھاما ہوا ہے، جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تواضُع (یعنی انکساری) کرتے ہو تو وہ تمہیں بُلند کرتا ہے اور جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ پر تکبُّر کا اظہار کرتے ہو تو وہ تمہیں تباہی میں ڈال دیتا ہے۔ اور دو فِرِشتے تمہارے ہونٹوں پر (مُتَعَیَّن) ہیں، وہ تمہارے لئے صِرف محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود پڑھنے کو محفوظ کرتے ہیں اور ایک فِرِشتہ تمہارے منہ پر مُقَرَّر ہے وہ تمہارے منہ میں سانپ داخِل ہونے نہیں دیتا۔ اور دو فِرِشتے تمہاری آنکھوں پر مُقَرَّر ہیں۔ یہ کل دس فِرِشتے ہیں جو

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

ہر انسان پر مقرّر ہیں۔ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر اُترتے ہیں، کیونکہ رات کے فرشتے دن کے فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں۔ یہ **بیس فرشتے** ہر آدمی پر مقرّر ہیں۔

(تفسیر الطبری ج ۷ ص ۳۵۰ حدیث ۲۰۲۱۹)

مَلکُ الموت کو سخت دل کہنا کیسا؟

سُوال: ایک عورت کہہ رہی تھی: **اللہ** تعالیٰ نے جب **حضرتِ عزرائیل** عَلَیْہِ السَّلام کو حکم دیا کہ لوگوں کی رُوح تم قبض کیا کرو گے۔ تو اُنہوں نے انکار کر دیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دوبارہ حکم دیا۔ اُنہوں نے پھر انکار کرتے ہوئے عرض کی: اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میں یہ کام نہیں کرسکتا، میرا دل بہت نرم ہے میں کسی کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ حکم ہوا: تمہیں یہ کام کرنا ہی ہوگا اور رُوح قبض کرنا کوئی بُرا کام بھی نہیں ہے۔ چنانچہ **حضرتِ عزرائیل** عَلَیْہِ السَّلام لوگوں کی رُوحیں قبض کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا دل بے حد سخت ہوگیا۔ مزید وہ عورت کہتی ہے: جب **حضرتِ محمد مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سفرِ معراج پر تشریف لے گئے تو وہاں بھی **حضرتِ**

عِزرائیل عَلَیہِ السَّلام استِقبال کیلئے کھڑے نہ ہوئے کیونکہ ان کا دل سخت ہو گیا تھا۔ کیا یہ واقِعہ کسی مُستَنَد کتاب سے ثابِت ہے؟

جواب: دونوں رِوایات قَطعاً واہِیات اور مِنْ جملہ خُرافات اور نُصُوصِ شَرعیَّہ کے بالکل خِلاف ہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے تمام فِرشتے معصوم ہیں، ان سے گُناہ کا صُدور ہونا مُحال (یعنی نا مُمکن) ہے۔ یہ جملہ **کفریہ** ہے جس میں کہا گیا ہے: "**حضرتِ عزرائیل** عَلَیہِ السَّلام رُوح قبض کرنے لگے یہاں تک کہ **معاذَاللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اِنکا دل سخت ہو گیا۔"

یاد رکھئے! صِرف **مَلَکُ الْمَوت** حضرت **سیِّدُنا عِزرائیل** عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہی نہیں سب کے سب **فرشتے** معصوم ہیں۔ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہی نہیں۔ چُنانچِہ پارہ 14 سورۃُ النَّحل آیت نمبر 50 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۩ (۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وُہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

(پ ١٤ النحل ٥٠)

پارہ 17 سُورۃُ الانبیاء آیت نمبر 27 میں خدائے رحمٰن کا فِرشتوں

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو لوگوں میں وہ کنجوس ترین شخص ہے۔

کے بارے میں فرمانِ عالیشان ہے:

لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔ (پ ۱۷ الانبیاء ۲۷)

یہ تو جبرئیل بھول گئے ۔۔۔۔۔۔ کہنا کیسا؟

سُوال: یہ جُملہ کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے کہ یہ تو جبرئیل بھول گئے، جانا تھا **علی** (کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجہَهُ الکَرِیم) کے پاس اور وحی لیکر پہنچ گئے، **محمد** (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے پاس۔

جواب: اِس قول پر اِلتِزامِ کفر کا حکم ہے۔ بولنے والا کہتے ہی اسلام سے خارج ہو کر **کافِر و مُرتَد** ہو گیا۔ (رَدُّالمُحتار ج ۶ ص ۳۶۴ ماخوذاً)

”توہینِ مَلَک کفر ہے“ کے تیرہ حُروف کی نسبت سے فِرِشتوں کے مُتعَلِّق کُفریّات کی 13 مثالیں

﴿1﴾ یہ کہنا: ”فِرِشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں“ صریح کفر ہے۔

﴿2﴾ یہ کہنا: ”اللہ تعالٰی کو خبر نہیں اور فِرِشتے روح نکالنے آ گئے“ صریح کفر ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۲)

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھے۔

﴿3﴾ "اللہ عزوجل نے کسی اور کی روح قبض کرنے کا حکم دیا تھا ملکُ الموت غلطی سے دوسرے کی روح قبض کرنے پہنچ گئے" کہنا کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿4﴾ کسی بھی فرشتے کو عیب لگانا یا ﴿5﴾ اس کی توہین کرنا کفر ہے۔ (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۱ ص ۱۸۲)

﴿6﴾ اگر کسی نے جبرئیل (1)، میکائیل، اسرافیل، و عزرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام کو کسی کاغذ میں لکھا پھر ان کی توہین اور حقارت کی وجہ سے گندگی میں پھینکا تو کافر ہے۔

﴿7﴾ فرشتوں کو قدیم (یعنی ہمیشہ سے) ماننا یا ﴿8﴾ خالق جاننا کفر ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۱۰)

﴿9﴾ "فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا ﴿10﴾ کہنا فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں" یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱ ص ۱۰)

﴿11﴾ کسی نے کہا: فلاں کی گواہی قبول نہیں کروں گا اگرچہ وہ جبرئیل و

---

(1) اس کے تین تلفظ ہیں (۱) جبریل (۲) جبرئیل اور (۳) جبرائیل۔

میکائیل عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہی کیوں نہ ہوں'' یہ قولِ کفر ہے۔

(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۵)

﴿12﴾ جو کہے: ''حضرت **جبرئیلِ امین** عَلَیْہِ السَّلام نے وَحی لانے میں غلطی کی'' وہ **کافر و مُرتَد** ہے۔ (رَدُّ الْمُحْتَار ج ۶ ص ۳۶۴)

﴿13﴾ جس نے کہا: حضرت **عزرائیل** عَلَیْہِ السَّلام نے روح قبض کرنے میں غلطی کی اس کا یہ **قولِ کفر** ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲ ص ۵۰۲)

جِنّات کے بارے میں سُوال جواب

جِنّات کے وُجُود کا انکار کرنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگوں کا یہ کہنا کیسا ہے کہ جِنّات کا وُجُود ہی نہیں، یہ سب یوں ہی قصّے کہانیاں ہیں!

جواب: جِنّات کے وُجُود کا انکار **کفر** ہے ان کا وُجُود قراٰن و حدیث سے ثابت ہے۔ قراٰنِ مجید کی کم و بیش 25 سُورَتوں میں جِنّات کا تذکِرہ ہے حتّٰی کہ پارہ 29 کی ایک پوری سورۃ کا نام ہی سُورۃُ الجِنّ ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جِنّ کے

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): مجھ پر دُرُود پاک پڑھو اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

وُجُود کا اِنکار یا بدی کی قوّت کا نام جِنّ یا **شیطان** رکھنا کُفر ہے۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۹۵)** اِسی طرح یہ کہنا کہ جِنّ کوئی چیز نہیں بلکہ بدی کی طاقت کا نام ہی ''جِنّ'' ہے یا کہنا کہ **شیطان** کوئی چیز نہیں بلکہ بدی کی طاقت کا نام ہی ''شیطان'' ہے یہ **کُفر** ہے۔

کیا بھوت اور چڑیل کا بھی وُجود ہے؟

سُوال: کیا آسیب، بھوت اور چڑیل وغیرہ کا بھی وُجُود ہے؟

جواب: جی ہاں۔ **فتاوٰی** رضویہ جلد 21 صَفْحَہ 218 پر میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے فرمانِ والا شان کا خُلاصہ ہے: ہاں **جِنّ** اور ناپاک رُوحیں مرد و عورت، احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں۔ انہیں سے پناہ کے لئے اِستِنجا خانے جانے سے پہلے یہ دُعا پڑھنا وارِد ہوئی: ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَآئِثِ'' یعنی میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (یہ یا اِس طرح کی اور کوئی ماثور دعا پڑھ کر جانے سے اِستِنجا خانے میں رہنے والے گندے جِنّات نقصان نہیں پہنچا سکتے)

کیا انسان پر اولیاء کی سواری آسکتی ہے؟

سوال: مشہور ہے بعض جگہ مرد یا عورت پر شہید یا ولی اللہ کی "سواری" آتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: بعض اوقات تو یہ ڈھونگ ہوتا ہے جو کہ حُبِّ جاہ اور سستی شہرت کے بھوکے مرد و عورت عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور بھیڑ جمانے کیلئے ایسا کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ شریر جنات ہوتے ہیں جو کہ کسی انسان پر غلبہ پا کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "یہ (یعنی شریر جنات) سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں، اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اِس وجہ سے جاہلان بے خرد (یعنی بے عقل جاہلوں) میں "شہیدوں کا سر پر آنا" مشہور ہو گیا، ورنہ شہدائے کرام (اور اولیائے عظام) ایسی خبیث حرکات سے پاک وصاف ہوتے ہیں۔" (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج۲۱ ص۲۱۸)

جنات کی حاضری

سوال: بعض مرد و عورت کو جنات کی "حاضری" آتی ہے ان سے سوال

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جو مجھ پر ۱۰۰ بار دُرُودِ پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کا حصہ لگایا۔

جواب کرتا کیسا ہے؟

جواب: جنات سے آئندہ کی بات پوچھنی **حرام** ہے مَثَلاً پوچھنا میرا بچہ کب تندرست ہوگا؟ میں مقدمہ جیتوں گا یا نہیں؟ میری فلاں جگہ شادی ہوگی یا نہیں؟ میں امتحان میں کامیابی پاؤں گا یا نہیں؟ وغیرہ سوالات کرنا حرام و جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**حاضرات** کرکے مُؤکَّلان جن سے پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے۔" **(فتاویٰ افریقہ ص۱۷۷، ۱۷۸)**

کیا جن کو آئندہ کی باتوں کا پتا چل جاتا ہے؟

سُوال: جن کی آئندہ کی بتائی ہوئی غیب کی خبر پر یقین کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کر سکتے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**حاضرات** کرکے مُؤکَّلان **جن** سے (آئندہ کی باتیں) پوچھتے ہیں فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا؟ فلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ **حرام** ہے۔" ------

جِنّ غیب سے نِرے (یعنی مکمّل طور پر) **جاہل ہیں**۔ ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عَقلاً **حماقت** اور شرعاً **حرام** اور ان کی غیب دانی کا اِعتِقاد ہو تو (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ جِنّ کو علمِ غیب ہے یہ) **کُفر** ہے۔ (فتاویٰ افریقہ، ص ۱۷۸) **جنّات** کو ایک سال تک **حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان** عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی **وفاتِ ظاہِری** کا علم نہ ہو سکا۔ چُنانچِہ **اللّٰہُ عالِمُ الْغَیب** جَلَّ جَلالُہٗ کی سچّی کتاب قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

(پ ۲۲ سبا ۱۴)

ترجَمۂ کنز الایمان: پھر جب سلیمان (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) زمین پر آیا، جنّوں کی **حقیقت** کُھل گئی۔ اگر غیب جانتے ہوتے تو اِس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ **جنّات** علمِ غیب نہیں جانتے۔

وفاتِ سُلَیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی حِکایت

سُوال: اِس آیتِ کریمہ میں **حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان** عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام اور **جنّات** کے جس واقِعہ کی طرف اشارہ ہے اگر وہ بھی

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

ارشاد فرما دیا جائے تو مدینہ مدینہ۔

جواب: حضرت سیِّدُنا **سُلیمان** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عمر شریف **53** سال کی ہوئی، **13** برس کی عمر میں آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بادشاہت ملی، **40** برس تک آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تختِ سلطنت پر جلوہ فرما رہے آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مزارِ فائضُ الانوار **بیتُ المقدس** میں ہے آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مثالی وفاتِ ظاہری کا **ایمان افروز واقعہ** بھی سن لیجئے:

مُلکِ شام میں جس جگہ **حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ** کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا خیمہ گاڑا گیا تھا ٹھیک اُسی (بَرَکت والی) جگہ حضرتِ سیِّدُنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے **بیتُ المقدس** کی بنیاد رکھی۔ مگر عمارت پوری ہونے سے قبل ہی **حضرتِ سیِّدُنا داؤد** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفاتِ ظاہری کا وقت آگیا چنانچہ اپنے فرزندِ اَرجمند **حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ **حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان** عَلٰی

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جِنّات کے ایک گُرُوہ (گ ۔ رُوہ) کو اِس کام پر لگا دیا۔ عمارت ابھی تعمیر کے مراحل سے گزر رہی تھی کہ آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفاتِ ظاہری کا وقت بھی قریب آگیا۔ آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا مانگی: **یااللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری وفات ان جِنّات پر ظاہِر نہ فرما، اور وہ برابر عمارت کی تکمیل میں مصروفِ عمل رہیں اور ان سبھوں کو جو **عِلمِ غیب** کا دعویٰ ہے وہ بھی باطِل ٹھہر جائے۔ یہ دُعا مانگ کر آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام محراب میں داخِل ہو گئے اور حسبِ عادت اپنا عصا مبارک ٹیک کر عبادت میں کھڑے ہو گئے اور اِسی حالت میں آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی **وفات** ہو گئی۔ مگر مزدور جِنّات برابر کام میں مصروف رہے۔ عرصۂ دراز تک آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِسی حالت میں رہنا جِنّات کے لیے کوئی نئی بات نہیں تھی، کیونکہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ آپ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایک ماہ بلکہ کبھی کبھی دو دو ماہ برابر عبادت میں کھڑے رہا کرتے ہیں۔ **الغرض ظاہری انتقال کے بعد ایک سال تک**

آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام **اپنی مبارک لاٹھی سے ٹیک لگائے کھڑے رہے** یہاں تک کہ بحکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ دِیمک نے آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے عصا شریف (یعنی مبارک لاٹھی) کو کھالیا اور یوں آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا جسمِ نازنین زمین پر تشریف لے آیا۔ اب **جنات** اور انسانوں کو آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی **ظاہری وفات** کا علم ہوا۔ (**مُلَخَّص و مَاخُوذ عجائب القرآن ص ۱۸۹ - ۱۹۲ غرائب القرآن ص ۲۷۳ - ۲۷۴**) **اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت** عَزَّوَجَلَّ **کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حیاتُ الْاَنبیاء

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس قراٰنی **حکایت** سے درس ملا کہ حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے مقدّس اَجسام بعدِ رحلت بھی سلامت رہتے ہیں، بعدِ وفات قبر کی مٹی انہیں نہیں کھا سکتی۔ "**سُنَنِ ابنِ ماجہ**" میں ہے: سرکارِ **مدینۂ منوّرہ**، سلطانِ

مسکّہ مکرّمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ معظّم ہے: ''بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کو کھائے۔ اللہ (عزوجل) کے نبی زندہ ہیں اور ان کو روزی دی جاتی ہے۔'' (ابنِ ماجہ حدیث ۱۶۳۷ ج ۲ ص ۲۹۱)

دو انبیائے کرام لبّیک پڑھ رہے تھے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مزاراتِ طیبات سے نکل کر زمین و آسمان کے اطراف میں آتے جاتے اور تصرّف فرماتے ہیں۔ چنانچہ ''صحیح مسلم'' میں ہے: اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وادیِ اَزرَق سے گزرے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ وادیِ اَزرَق ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گویا میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ثَنِیَّہ (گھاٹی) سے اُترتے ہوئے دیکھتا ہوں اور وہ بلند آواز سے تلبیہ (یعنی لبّیک) کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک گھاٹی ھَرشیٰ پر تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کون سی گھاٹی

ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یہ ھَرْشٰی گھاٹی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گویا کہ میں یُونُس (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو دیکھ رہا ہوں وہ ایک طاقت ور سُرخ اونٹنی پر سوار ہیں جس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی ہے انہوں نے اُونی جُبّہ پہنا ہوا ہے اور وہ لَبَّیْکَ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔

(صحیح مسلم ص ۱۰۲ حدیث ۲۶۸، ۲۶۹)

جنّات کا گزشتہ حالات بتا دینا

سُوال: بے شک قراٰن پاک سے ثابت ہے کہ جنّات علمِ غیب نہیں رکھتے۔ مگر بعض اوقات "حاضرات کے جنّات" گزشتہ حالات دُرُست بتا دیتے ہیں، اِس میں کیا راز ہے؟

جواب: یقیناً بسا اوقات شریر جنّات گزشتہ حالات کی دُرُست اِطّلاعات دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں مَثَلاً آپ کو دس سال قبل سخت بخار آ گیا تھا یا آپ 15 سال قبل فُلاں قبرستان میں ڈر گئے تھے یا آپ کے بچّے کو سر پر چوٹ آ گئی تھی وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے بارے میں گزشتہ حالات بتانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باتیں وہ "حاضری کا

بعض" آپ کے ہمزاد سے پوچھ لیتا ہے تو ہمزاد کے ذریعے ملی ہوئی اطلاع کو "علمِ غیب" نہیں کہتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد بھی پیدا ہوتا ہے جو کہ کافر جن ہوتا ہے اور وہ ہر وقت ساتھ رہنے کی وجہ سے اس طرح کی باتیں دیکھتا رہتا ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فریسین یعنی جادوگروں کے ایک مخصوص ٹولے کے بارے میں فرماتے ہیں: ایک شیطان ہمیشہ اس (جادوگر) کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور اس سے باتیں کرتا ہے اور وہ (شیطان) اسے یہ راز ظاہر کرنے سے ہر وقت مانع رہتا ہے اور یہی سبب ہے کہ فریسین (یعنی انہیں مخصوص جادوگروں میں کا کوئی فرد) اگر شہر کے ایک کنارے سے گزرے تو دوسرے (جادوگر) کو جو شہر کے دوسرے کنارے پر ہے اطلاع ہو جاتی ہے کیونکہ ایک کا شیطان دوسرے کے شیطان کو اطلاع کر دیتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۲۲)

ہمزاد کون ہوتا ہے؟

سُوال: ہمزاد کے بارے میں کچھ تفصیلات بتا دیجئے۔

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

جواب میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا **خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 21 صَفْحَہ 216 تا 217 پر فرماتے ہیں: **ہمزاد** از قسمِ شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مُطلقاً کافر ملعون اَبدی ہے سوا اس کے جو **حضورِ اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا وہ بَرَکَتِ صُحبتِ اقدس سے مسلمان ہو گیا۔ **صحیح مسلم** میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں: لوگو! تم میں کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ **ہمزاد جن** اور **ہمزاد فرشتہ** نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کی اے **اللہ تعالیٰ کے رسول!** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن **اللہ تعالیٰ** نے میری مدد فرمائی کہ وہ (ہمزاد شیطان) **مسلمان** ہو گیا لہٰذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا۔ (صحیح مسلم ص ۱۵۱۲ حدیث ۲۸۱۴)

مزید معلومات کیلئے **فتاوٰی رضویہ** جلد 21 صَفْحَہ 216 تا 219 کا مطالعہ فرمالیجئے۔

قِیامت کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: مرکر آدمی مٹّی میں مل کر ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتا ہے اب **قیامت** میں کیا اُٹھنا تھا! یہ جملہ کیسا ہے؟

جواب: یہ خالص کفّار کا عقیدہ ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: ''مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کا انکار **کُفر** ہے۔''

(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۴)

''قِیامت کی بِھیڑ میں چُھپ جاؤں گا'' کہنا

سُوال: زید نے بکر کو بے قُصور چانٹا مارا۔ **بکر** نے بے قرار ہو کر کہا: **قیامت** کے دن تم سے بدلہ لوں گا۔ اِس پر **زید** نے کہا: میں **بھیڑ** میں چُھپ جاؤں گا! **زید** کے بارے میں حکمِ شَرعی بیان کر دیجئے۔

جواب: زید بدنصیب کا یہ قول **کُفر** ہے۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو مظلوم سے کہے: تُو **قیامت** کی بِھیڑ میں مجھے کہاں تلاش کر سکتا ہے! یہ قول **کُفر** ہے۔ **(مِنَحُ الرَّوض ص ۵۲۰)**

''قِیامت میں دُگنا دیدوں گا'' کہنا

سُوال: ولید نے سعید کا قرض دبا لیا، اِس پر **سعید** نے اُس کو خوفِ آخِرت دلایا

تو اس پر ولید کہنے لگا: ''مجھے اور بھی رقم دیدے قیامت میں دیدوں گا۔'' ولید کا یہ قول کیسا ہے؟

جواب ولید پلید کا یہ قول بدتر از قول کفر ہے۔ **فقہائے کرام** رحمہم اللہ السلام فرماتے ہیں: جو قرض خواہ سے کہے: ''**دس** (روپے) اور دیدے **قیامت** میں **لے لینا**'' یہ قول **کفر** ہے۔

(منح الروض ص ۵۲۱)

''آخرت میں جو سب کا ہوگا وہ اپنا ہوگا'' کہنا کیسا؟

سوال: زید کو نیکی کی دعوت دی گئی تو کہنے لگا: ''میں تو بھائی گنہگار رہوں، آخرت میں جو سب کا ہوگا وہ اپنا ہوگا'' ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا نہایت سخت بات اور گناہ پر دلیری ہے۔ ہر شخص کو اللہ عزوجل کی پکڑ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ البتہ اگر اس نے یہ جملہ عذابِ آخرت کو ہلکا جانتے ہوئے کہا تو کفر ہے۔

قیامت میں رشوت دینی پڑیگی'' کہنا کیسا؟

سوال: کسی مالدار کو جمعِ مال میں زیادہ وقت صَرف کرنے کے بجائے نیک اعمال کیلئے وقت نکالنے کی درخواست کی گئی تو کہنے لگا: ''**بھائی**!

فرمانِ مصطفےٰ تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔

دولت کی تو **قیامت** کے روز بھی ضرورت پڑے گی کیونکہ جنّت میں داخلے کیلئے بھی **رشوت** دینی پڑے گی! اِس جملے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب اس مشہور بالا دلچسپ وخوارکا یہ جملہ کفریہ ہے فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: اگر کہا: '' **قیامت** میں رضوان جنّت (یعنی نگرانِ فرشتہ) کو کوئی چیز نہ دی تو وہ جنّت کا دروازہ نہ کھولیں گے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۵)

قیامت کے مُتَعَلِّق کُفریات کی 8 مثالیں

﴿1﴾ **قیامت** کا اِنکار کرنے والا کافر ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۴، بہارِ شریعت حصّہ اول ص ۷۷)

﴿2﴾ کسی سے کہا گیا: '' **دنیا** چھوڑ تا کہ تجھے **آخِرت** ملے'' اس نے کہا: ''میں اُدھار کے بدلے نقد نہیں چھوڑتا'' یہ **قول کفر** ہے۔

(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۷)

﴿3﴾ جو کہے: ''مجھے **گندم** دیدے میں **قیامت** میں تجھے **جَو** دیدوں گا'' یہ **قول کفر** ہے کیونکہ اس طرح **قیامت** کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ۴۹۵)

﴿4﴾ مطلقاً اسی طرح کہا: ”میرا مَحشر سے کیا تَعَلُّق!“ یا کہا: ﴿5﴾ میں مَحشر (یعنی مرنے کے بعد زندہ ہو کر جمع ہونے کی جگہ) سے نہیں ڈرتا یا کہا: ﴿6﴾ میں قِیامت سے نہیں ڈرتا“ یہ تینوں اقوال کفر یہ ہیں۔ (الفتاوی البزازیۃ علی ھامش الفتاوی الھندیۃ ج ۶ ص ۳۴۳)

﴿7﴾ جس نے کہا: دنیا میں روٹی ہونی چاہیے، آخرت میں جو چاہے ہو۔ یہ کلمۂ کُفر ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض ص ۵۲۲)

﴿8﴾ حسابِ قیامت کے مُنکِر (انکار کرنے والے) پر حکمِ کفر ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ۵۲۰، بہارِ شریعت حصہ اول ص ۷۲)

شریعت کی توہین کے بارے میں سوال جواب

سُوال: شریعت کی توہین کرنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جس شخص نے شریعت یا اس کے مسائل کی توہین کی اس نے کفر کیا۔

(مِنَحُ الرَّوض الازھر ص ۴۷۳)

شریعت پر عمل کر کے کیا بُھوکا مروں! کہنا کیسا؟

سُوال: کسی سے کہا گیا: شریعت پر عمل کرو۔ تو اس نے کہا: ''کیا شریعت پر عمل کر کے بھوکا مروں!'' اس کا یہ جواب دینا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔

''ہم کو شریعت نامنظور'' کہنا کیسا؟

سُوال: وراثت کی تقسیم پر گفتگو ہو رہی تھی۔ زید نے خالد سے کہا کہ ہم تم اور سبھی مسلمان شریعت کے پابند ہیں لہٰذا شریعت کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے۔ خالد جو وراثت کے مال پر قبضہ کیے ہوئے تھا اس نے کہا: ''ہم کو شریعت نامنظور ہے بلکہ رواج منظور'' اس جملہ کہنے کی وجہ سے خالد پر کیا حکم ہے؟

جواب: خالد پر حکمِ کفر ہے اور یہ کہ اس کا نکاح فسخ ہو گیا (یعنی نکاح ٹوٹ گیا) اس پر توبہ فرض ہے، نئے سرے سے اسلام لائے۔ اس کے بعد اگر عورت راضی ہو اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۹۱)

شرعی مسائل کی کتاب کی توہین

سُوال: کسی نے حدیث یا شرعی مسائل کی کتاب بطورِ توہین زمین پر دے

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اس نے جفا کی۔

ماری اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنا کفر ہے اگر کسی نے حدیث یا شرعی مسائل یا سیرت (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی کتاب کو توہین اور حقارت کی نیت سے پھینکا یا پھاڑ دیا تو اس پر حکمِ کفر ہے۔ (ایمان کی حفاظت ص ۸۰) **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: **فِقْہ** کی کتاب کی توہین **کفر** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۸۵، **مِنَحُ الرَّوض** ص ۴۷۲)

جو فِقْہ کا بالکل ہی اِنکار کرے اُس کا حکم

سُوال: **فِقْہ** کسے کہتے ہیں اور جو سرے سے ہی **فِقْہ** کو تسلیم نہ کرے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: **فِقْہ** (فِ ق ہ) کے لُغوی معنیٰ کلام کرنے والے کے کلام سے اس کی غرض (مقصد) کو سمجھنا ہے (کتابُ التعریفات ص ۱۱۹) اِصطلاح میں اَلْعِلْمُ بِاَحْکَامِ الشَّرِیْعَۃِ یعنی شریعت کے فروعی اَحکام کے علم کو **فِقْہ** کہتے ہیں۔ (اَلْمُفْرَدات ص ۶۴۲) **فِقْہ** کے انکار کرنے والے کے متعلق **فتاوٰی** رضویہ جلد 14 صفحہ نمبر 622 پر میرے آقا اعلیٰ

حضرت ، اِمامِ اَہلسنّت، مولینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: جو مسلمان کہلا کر فِقہ (یعنی دین کی سمجھ حاصل کرنے) کو اَصلاً (بالکل بھی) نہ مانے (تو) نہ کِتابی (ہے) نہ خارِجی بلکہ مُرتَد ہے، اسلام سے خارِج۔ اور اگر کوئی تاویل کرتا ہے تو کم ازکم بد دین گمراہ۔ (فِقہ یعنی ''دین کی سمجھ'' کا ذکر قراٰنِ پاک میں موجود ہے)قَالَ اللّٰہُ تعالٰی یعنی اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گُروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصِل کریں۔ (پ ۱۱ التوبہ ۱۲۲)

(فِقہ یعنی ''دین کی سمجھ'' کا تذکرہ حدیثِ پاک میں بھی ہے چُنانچِہ)

اور رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ گرامی ہے: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے وَاللّٰہُ تَعالٰی اَعلم۔ (بُخارِی ج ۱ ص ۴۲ حدیث ۷۱)

حدیث کا انکار کرنا کیسا؟

سُوال: کیا حدیث کا انکار کُفر ہوتا ہے؟

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم): مجھ پر کثرت سے دُرُود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا **خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: حدیثِ مُتَواتِر کے انکار پر تکفیر کی جاتی (یعنی حکمِ کفر لگایا جاتا) ہے خواہ مُتَواتِر باللفظ ہو یا مُتَواتِر المعنی اور حدیث ٹھکرا کر جو کوئی اِختلاف کرے تو یہ مُطلقاً **کفر** ہے اگرچہ حدیث آحاد بلکہ ضعیف بلکہ فی الواقع اس سے بھی نازل (یعنی کم درجہ) ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم **(فتاوٰی رضویہ ج ۱، ص ۳۸)**

حدیث ٹھکرا کر انکار کرنے کا معنی یہ ہے کہ قائل یہ مراد لے کر فلاں بات سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم نے مَعاذَ اللہ عزوجل غلط ارشاد فرما دی تو **یہ قائل قطعی کافر و مرتد** ہے۔

مُنکرِ حدیث کے بارے میں حکم

سُوال: جو مطلقاً حدیث کا منکر ہو اور کہتا ہو کہ میں صرف **قراٰن مجید** کو مانتا ہوں "**حدیث** کا کوئی اعتبار نہیں" اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے منکرِ حدیث کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم: جو مجھ پر دُرود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ہیں: جو شخص **حدیث** کا منکر ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر ہے اور جو **نبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر ہے وہ **قرآن مجید** کا منکر اور جو قرآن مجید کا منکر ہے **الله** واحد قہار کا منکر ہے اور جو **الله** کا منکر ہے **صریح مرتد کافر** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۳۱۲)

حدیث، خبر اور مُتَوَاتِر کی تعریفات

سُوال: برائے مہربانی "حدیث" "خبر" اور "متواتر" کی تعریفات بیان کر دیجئے۔

جواب: شارحِ بخاری، نائبِ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مولیٰنا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی **نُزْہَۃُ الْقَارِی شرح صحیح بُخاری** جلد اوّل صفحہ 31 پر ان کی تعریفات یوں بیان فرماتے ہیں: **حدیث:** حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے قول، فعل، حال اور تقریر کو کہتے ہیں۔ **بعض** حضرات اس میں تعمیم کرتے ہیں کہ صحابی اور تابعی کے اقوال و افعال، احوال و تقریرات بھی **حدیث** ہیں۔ لیکن عام شائع ذائع پہلا ہی محاورہ ہے۔ لفظ **حدیث** سے اول وہلہ (یعنی پہلی ہی بار) میں ذہن اسی طرف جاتا

ہے کہ یہ **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قول یا فعل یا حال یا تقریر ہے "تقریر" سے مراد یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کچھ کہا یا کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سکوت (یعنی خاموشی کو) اختیار فرمایا یہ "تقریر" ہے۔ **خبر**: خبر اور حدیث اصل میں مرادِف (یعنی ہم معنی ہی) ہیں۔ مگر کچھ لوگ (یعنی محدثین کرام رحمہم اللہ السلام) حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال ہی کو **حدیث** کہتے ہیں اور سلاطین، امراء، حکام اور گزشتہ زمانے کے احوال کو **خبر** کہتے ہیں۔ **حدیث متواتر**: وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں کہ عادت ان سب کے جھوٹ پر متفق ہونے کو محال (یعنی ناممکن) قرار دے۔

خبرِ واحد کی تعریف

سُوال: "خبرِ واحد" کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس حدیث میں "خبرِ متواتر" کی کوئی ایک شرط نہ پائی جائے وہ **خبرِ واحد** ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر للعسقلانی ص ۴۶)

"ہم پر رب کا کرم ہے" کے تیرہ حُروف کی نسبت سے پچھلی اُمّتوں کے اَعمال کی 13 جھلکیاں

(1 تا 9 احکام خاص یہود کیلئے تھے اور بقیہ میں کئی دوسری اُمتیں بھی شامل تھیں)۔

﴿1﴾ **زکوٰۃ** میں چوتھائی مال ادا کرنا فرض تھا(1) ﴿2﴾ **چربی** حرام تھی(2) ﴿3﴾ **اُونٹ** کا گوشت حرام تھا(3) ﴿4 تا 6﴾ جس عُضو سے گناہ ہوتا تھا اُس کو کاٹ دیا جاتا تھا، قصاص میں قتل کرنا لازم تھا، **دِیَت** (یعنی خون بہا) مشروع نہ تھی(4) ﴿7۔8﴾ نجس کپڑا کاٹے بغیر پاک نہیں ہوتا تھا۔ بعض گناہوں کی سزا میں ان کی صورتوں کو مسخ کر کے **بندر** اور **خنزیر** بنا دیا جاتا تھا(5) ﴿9﴾ **ہفتے** کے دن شکار کی اجازت نہ تھی(6) ﴿10 تا 12﴾ **مالِ غنیمت** حلال نہیں تھا، مسجد کے سوا کسی اور جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، **تیمم** کی سہولت نہیں تھی(7)

---

(1) تفسیر بغوی، البقرۃ، زیرِ آیت ۲۸۶، ج۱، ص۲۰۷ (2) بخاری ج۲ ص۴۲۲ حدیث ۴۶۱۰ (3) دُرِّ منثور، الانعام، زیرِ آیت ۱۴۶، ج۳، ص۳۷۷ (4) روح المعانی، الاعراف، زیرِ آیت ۱۵۷، ج۹، ص۱۰۱ (5) تفسیرِ کبیر، البقرۃ، زیرِ آیت ۲۸۶، ج۳، ص۱۲۱ (6) دُرِّ منثور، البقرۃ، زیرِ آیت ۶۵، ج۱، ص۱۸۵ (7) بخاری ج۱ ص۱۳۴، حدیث ۴۳۸، مرقاۃ ج۱۰ ص۱

﴿13﴾ بعض قربانیوں کا گوشت دوسرے دینوں میں کھایا نہیں جاتا تھا۔

نیکی کی دعوت کی توہین

سُوال: ایک مبلِّغ نے **اِنفرادی کوشش** کرتے ہوئے بے نَمازی کو نَماز کی دعوت دی اس پر مبلِّغ کو کسی نے دعوتِ نَماز سے منع کیا اور دعوتِ نماز کے بارے میں کہا: اس میں رکھا ہی کیا ہے! اس طرح کہنے والے کا کیا حُکم ہے؟

جواب: اسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: اَمرٌ بِا لمَعرُوف وَ نَہیٌ عَنِ الْمُنکَر (یعنی نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے منع کرنا) فرض ہے، (اور) فرض سے روکنا شیطانی کام ہے۔ بنی اسرائیل میں جنھوں نے مچھلی کا شکار کیا تھا وہ بھی **بندر** کردئے گئے اور جنھوں نے انہیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا کہ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ (ترجمۂ

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

کنزالایمان: کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا۔ (پ۹ الاعراف ۱۶۴) یہ بھی تباہ ہوئے اور نصیحت کرنے والوں نے نجات پائی۔ اور یہ کہنا کہ "اس میں رکھا ہی کیا ہے" سب سے **سخت کلمہ** ہے اس کہنے والے کو **تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح** چاہئے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۵ ص ۱۱۲)

شریعت کی توہین کے مُتَعَلِّق کُفرِیّات کی 38 مثالیں

﴿1﴾ جو شخص کسی حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں کہے: "اس پر کون قادر ہے جو اسے بجالائے" ایسے پر حکمِ **کفر** ہے۔ (منح الروض ص ۴۷۶)

﴿2﴾ جو کہے: مجھے اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کا حکم یا ﴿3﴾ نبیِّ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی شریعت پسند نہیں یا ﴿4﴾ اُسے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت چار بیویاں رکھنا حلال کی ہیں۔ اس نے کہا: مجھے یہ حکم پسند نہیں یہ تینوں کلمات کفر ہیں۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۶)

﴿5﴾ شریعت کا مذاق اُڑایا ﴿6﴾ توہین کرنا کفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲، ملخّصاً کفریہ کلمات... ص ۱۰۵)

﴿7﴾ کسی کے سامنے شریعت کی بات کی اُس نے کہا: ''شریعت گئی بھاڑ میں! کیا ہر وقت شریعت شریعت کرتے رہتے ہو'' ایسا کہنے والا کافر ہے۔

﴿8﴾ کسی سے کہا گیا: تُو کون سے مذہب پر ہے شافعی یا حنفی؟ اس نے جواب دیا: ''میں دونوں مذہبوں پر لعنت بھیجتا ہوں'' یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔ **(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ج ۲ ص ۴۷۹)**

﴿9﴾ جو کہے: ''ساری شریعت حیلوں اور دھوکے بازی کا نام ہے۔'' وہ **کافر** ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)

﴿10﴾ جس شخص کے سامنے شریعت کا ذکر کیا گیا، اس نے ناپسندیدگی کی آواز نکالی یا اظہار کیا یا کہا: یہ تو شر ہے، اُس نے کفر کیا۔

(منح الروض ص ۴۷۵)

﴿11﴾ اگر کسی کو حدیث سنائی جائے تو وہ کہے: ''میں نے اِس طرح کی بہت سی سنی ہیں بس کرو'' کہنے والے پر حکمِ کفر ہے۔

﴿12﴾ جس کے سامنے حدیث پڑھی گئی تو اس نے کہا: ''(ایسی حدیثیں تو) بہت سنی ہیں'' اگر بطورِ تحقیر کہا ہے تو کفر ہے۔

(فتاوی بزازیہ ج ۶ ص ۳۲۸)

﴿13﴾ اگر کسی نے حدیث پاک یا تفسیر کی کتابوں کو توہین اور حقارت کی نیت سے پھینکا یا پھاڑ دیا تو **کافر** ہے۔

﴿14﴾ مسئلۂ شریعت سن کر کہا: "یہ فضول کھڑاگ اور زبردستی کا لٹھ چلانا ہے۔" یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿15﴾ اگر کوئی گمان کرے کہ "مسلمان اسلام ہی کی وجہ سے کافروں سے پیچھے رہ گئے ہیں۔" تو ایسا شخص **کافر** ہے۔

﴿16﴾ اگر کوئی خالص دینی تعلیمات کے بارے میں کہے: "مسلمان ترقی اسی وقت کر سکتے ہیں جب کہ اپنی دینی فرسودہ تعلیمات کو چھوڑ دیں۔" ایسا کہنے والا **کافر** ہے۔

﴿17﴾ "ہم کو **شریعت** منظور نہیں، رواج منظور ہے۔" کہنا **کلمۂ کفر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۹۱)

﴿18﴾ **شریعت** کو فرضی اور خود ساختہ کہنا **کفر** ہے۔ (ایضاً ج ۱۵ ص ۲۲۸)

﴿19﴾ "**شریعت** تو مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔" ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴿20﴾ بدعت کا انکار کرنا **کُفر** ہے مثلاً یہ کہنا کہ بدعت کی کچھ ضرورت نہیں۔ (ملخص از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۵۴)

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

﴿21﴾ جو تَیَمُّم کرنے والے پر ہنسے اُس پر حکمِ **کُفر** ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص۴۷۲)

﴿22﴾ مُطلقاً تَیَمُّم کا انکار **کُفر** ہے نیز **﴿23﴾** تَیَمُّم کو جاہلوں کا فِعل سمجھنا بھی **کُفر** ہے۔

﴿24﴾ یہ کہا: ”میں شرع وَرع نہیں جانتا“ یا **﴿25﴾** کہا: میں **شریعت** کا کیا کروں! دونوں **کُفریات** ہیں۔ **(مجمع الانہر ج۲ ص۵۰۱)**

﴿26﴾ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں دَرَجات طے کرتے کرتے ایسے دَرَجے تک پہنچ گیا ہوں کہ اب میں اَحکاماتِ الٰہیہ کا مُکَلَّف (یعنی پابند) نہیں رہا میرے لئے حلال و حرام اِطاعت و معصیت سب برابر ہیں تو ایسا مُدَّعی (یعنی دعویٰ کرنے والا) **کافِر** ہے۔

﴿27﴾ ”**شریعت** صرف مولویوں کیلئے ہے“ ایسا کہنا **کُفر** ہے۔

﴿28﴾ اگر کوئی بلند جگہ پر بیٹھے اور اس کے اردگرد لوگ ہوں جو اس سے مسائل پوچھیں اور ہنسیں اور اسے تکیے سے ماریں یعنی شریعت کا مذاق اُڑائیں تو سب پر حکمِ کُفر ہے۔ **(مِنَحُ الرَّوض ص۴۷۱)**

﴿29﴾ کسی شخص کو **شریعت** کا حکم بتایا کہ اس مُعاملے میں یہ حکم ہے اس

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جب تم رسولوں (علیہم السلام) پر دُرُود پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

نے کہا: ”**شریعت** پر عمل نہیں کریں گے ہم تو رسم و رواج کی پابندی کریں گے“ ایسا کہنا بعض مشائخ کے نزدیک **کفر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲، عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۲)

﴿30﴾ جو کہے: علمِ شریعت میں توحید نہیں یا **﴿31﴾** کہے: علمِ حقیقت، علمِ **شریعت** سے اعلیٰ ہے جب کہ مقصود شریعت کی توہین ہو یا **﴿32﴾** کہے: ”علمِ **شریعت** کی کوئی حقیقت نہیں“ یہ سب **کفریہ** کلمات ہیں۔ **(مَجمَعُ الاَنْهُر ج ۲ ص ۵۹۱)**

﴿33﴾ جس نے توہین کی نیت سے کسی عالمِ برحق کا صحیح فتویٰ زمین پر پھینکا یا **﴿34﴾** کہا: **شریعت** کیا ہے! دونوں چیزیں **کفر** ہیں۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ۴۷۲)

﴿35﴾ جس نے کہا: ”عالم شوہر پر لعنت ہو“ یہ قول **کفر** ہے کیونکہ اس نے علم کے وصف (یعنی علم) پر لعنت کی اور **شریعت** کی توہین کی۔ **(ایضاً)**

﴿36﴾ جو کہے: علماء جو علم سکھاتے ہیں محض قصے کہانیاں ہیں یا **﴿37﴾** خرافات ہیں یا محض دھوکہ ہیں یا **﴿38﴾** کہا: میں حیلوں کے علم کا منکر ہوں۔ یہ تمام **کفریہ کلمات** ہیں۔ **(عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۰)**

عالِم و علمِ دین کی توہین کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: "میں علمِ دین کیوں حاصل کروں!" کہنا کیسا ہے؟

جواب: علمِ دین کو گھٹیا جانتے ہوئے ایسا کہنا **کفر** ہے۔ حضرت **مُلّا علی قاری** علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: اگر کسی نے کہا: "میں کیوں علم سیکھوں!" یہ **کفریہ قول** ہے جبکہ کہنے والے نے علم کو حقیر سمجھا یا اس نے اعتقاد کیا کہ اسے علم کی کوئی حاجت نہیں۔ (**منح الروض ص ۲۲۹**) یہاں "علم" سے مُراد علمِ **دین** ہے۔ جو لوگ علمِ دین کو اَہمیّت نہیں دیتے اُن کیلئے اِس میں عبرت ہی عبرت ہے۔

کون کون سے مسائل کس کس پر سیکھنا فرض ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! افسوس! آج کل صِرف وصِرف دُنیاوی عُلوم ہی کی طرف ہماری اکثریت کا رُجحان ہے علمِ دین کی طرف بَہُت ہی کم مَیلان ہے۔ **حدیث پاک** میں ہے: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد (و عورت) پر فرض ہے۔ (**سُنَنِ ابنِ ماجہ ج ۱ ص ۱۴۶ حدیث ۲۲۴**) اِس حدیثِ پاک کے تحت میرے آقا اعلیٰ حضرت،

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔

امامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے جو کچھ فرمایا اس کا آسان لفظوں میں مختصراً خلاصہ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سب میں اوّلین و اہم ترین فرض یہ ہے کہ **بنیادی عقائد** کا علم حاصل کرے جس سے آدمی صحیحُ العقیدہ سُنّی بنتا ہے اور جن کے انکار ومخالفت سے **کافر** یا **گمراہ** ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد مسائلِ **نماز** یعنی اِس کے فرائض وشرائط و مفسدات (نماز توڑنے والی چیزیں) سیکھے تاکہ نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب **رَمَضانُ الْمبارَک** کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، مالکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک) ہو جائے تو **زکوٰۃ** کے مسائل، صاحبِ اِستطاعت ہو تو مسائلِ **حج**، **نکاح** کرنا چاہے تو اِس کے ضروری مسائل، **تاجر** ہو تو خرید وفروخت کے مسائل، **مُزارِع** یعنی کاشتکار (اور زمیندار) کھیتی باڑی کے مسائل، **ملازم** بننے اور ملازم رکھنے والے پر اجارہ کے مسائل۔ وَ عَلٰی ھٰذَا الْقِیاس (یعنی اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے) **ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر اُس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے**۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ **حلال و حرام** بھی سیکھنا **فرض** ہے۔ نیز مسائلِ **قلب** (باطنی مسائل) یعنی فرائضِ قلبیہ

(باطنی فرائض) مَثَلاً **عاجزی و اِخلاص** اور **توکُّل** وغیرہا اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ اور **باطِنی گناہ** مَثَلاً **تکبُّر، رِیاکاری، حَسَد** وغیرہا اور **ان کا علاج** سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔

(مُلَخَّص از فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۲۴،۶۲۶)

عید کا چاند "نکالنا تو مولویوں کا کام ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگ کہتے ہیں: ''رَمَضانُ الْمُبارَک یا **عید کا چاند** نکالنا تو مُلّا مولویوں کا کام ہے۔'' کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب: اِس جملے میں **عُلَما کی توہین** کا پہلو بھی ہے اگر واقِعی توہین کے طور پر کہا تو **کفر** ہے۔

عُلَماء کی توہین کی حیا سوز انداز

آج کل بعض لوگ بات بات پر **عُلَمائے کرام** کے بارے میں توہین آمیز کلمات بک دیا کرتے ہیں مَثَلاً کہتے ہیں: بھئی ذرا بچ کر رہنا ''عَلّامہ صاحِب'' ہیں، عُلَماء لالچی ہوتے ہیں، ہم سے جلتے ہیں، ہماری وجہ سے اب ان کا کوئی بھاؤ نہیں پوچھتا، چھوڑو چھوڑو یہ تو **مولوی** ہے (مَعاذَ اللہ عالِموں کو بعض لوگ حقارت سے کہہ دیتے ہیں)

یہ مُلّا لوگ ہیں علماء نے (معاذ اللہ) سُنّیت کا کوئی کام نہیں کیا۔ (بعض اوقات مُبلّغ کا بیان سن کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے معاذ اللہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اُس کا اندازِ بیان تو مولویوں والا ہے) وغیرہ وغیرہ۔

عالم کی توہین کب کفر ہے اور کب نہیں

عالم کی توہین کی تین صورتیں اور ان کے بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی** رضویہ جلد 21 صفحہ 129 پر فرماتے ہیں: **﴿1﴾** اگر عالم (دین) کو اِس لئے بُرا کہتا ہے کہ وہ "عالم" ہے جب تو **صریح کافر** ہے اور **﴿2﴾** اگر بوجہِ علم اُس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دُنیوی خصومت (یعنی دشمنی) کے باعث بُرا کہتا ہے گالی دیتا (ہے اور) تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے اور **﴿3﴾** اگر بے سبب (یعنی بلا وجہ) رنج (بُغض) رکھتا ہے تو مَرِیضُ الْقَلْب وَ خَبِیْثُ الْبَاطِن (یعنی دل کا مریض اور ناپاک باطن والا ہے) اور اُس (یعنی خواہ مخواہ بُغض رکھنے والے) کے کُفر کا اندیشہ ہے۔ "خُلاصہ" میں ہے: مَنْ اَبْغَضَ

عَالِماً مِّنْ غَیْرِ سَبَبٍ ظَاھِرٍ خِیْفَ عَلَیْہِ الْکُفْر یعنی جو بلا کسی ظاہری وجہ کے عالمِ دین سے بُغض رکھے اس پر کفر کا خوف ہے۔

(خلاصۃ الفتاوٰی ج ۴ ص ۳۸۸)

عالِم بے عمل کی توہین

سُوال: کیا عالمِ بے عمل کی توہین بھی کفر ہے؟

جواب: بسببِ علمِ دین عالمِ بے عمل کی توہین کرنا بھی کفر ہے۔ عالمِ بے عمل بھی علمِ دین کی وجہ سے جاہل عبادت گزار سے بدرجہا افضل و بہتر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: اور قراٰن شریف انھیں (یعنی عُلَماءِ حق کو) مُطلقاً وارِث بتا رہا ہے، حتّی کہ ان (میں) کے بے عمل (عالم) کو بھی یعنی جبکہ عقائدِ حق پر مستقیم (یعنی صحیح العقیدہ سنّی) اور ہدایت کی طرف داعی (بلانے والا) ہو کہ **گمراہ (عالم) اور گمراہی کی طرف بلانے والا (مولوی) وارِثِ نبی نہیں، نائبِ ابلیس ہے۔** وَالعِیاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ۔ ہاں، ربّ عَزَّوَجَلَّ نے تمام عُلَماءِ شریعت کو کہاں **وارِث** فرمایا ہے؟ یہاں

تک کہ ان کے بے عمل کو بھی! ہاں، وہ ہم سے پوچھئے، مولیٰ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَاۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۳۲﴾

(پ ۲۲ فاطر ۳۲)

ترجَمۂ کنز الایمان: پھر ہم نے کتاب کا وارِث کیا اپنے چُنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی مِیانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی بڑا فضل ہے۔

مذکورۂ بالا آیتِ کریمہ فتاوٰی رضویہ جلد 21 صَفْحہ 530 پر نَقل کرنے کے بعد میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن مزید فرماتے ہیں: دیکھو بے عمل (عُلَماء جو) کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظُلم کر رہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارِث بتایا اور نِرا (یعنی فَقَط) وارِث ہی نہیں بلکہ اپنے چُنے ہوئے بندوں میں گِنا۔ اَحادِیث میں آیا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ہم

عمل کا جو متفاوت (یعنی برتری) لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متوسط (یعنی درمیانہ) حال کا ہو وہ بھی نجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم (یعنی گنہگار) ہے اس کی بھی مغفرت ہے۔ (تفسیر درِمنثور ج ۷ ص ۲۵) عالمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو (جب تو وہ مثل) **چاند** ہے (جو) کہ آپ (خود بھی) ٹھنڈا اور تمہیں (بھی) روشنی دے ورنہ (عالم بے عمل مثل) **شمع** ہے کہ خود (تو) **جلے** مگر تمہیں نفع دے۔ **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اُس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس فتیلے (یعنی چراغ کی بتّی) کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے۔ (**الترغیب والترہیب** ج ۱ ص ۹۳ حدیث ۲۱۸)

بد مذہب عالم کی توہین

سُوال: تو کیا بد مذہب عالم کی بھی توہین **کفر** ہے؟

جواب: بد مذہب عالم، عالمِ دین نہیں۔ صرف عالمِ دین کی توہین **کفر** ہے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 14 صفحہ 611 تا

612 پر فرماتے ہیں: عالمِ دین سُنّی صحیحُ العقیدہ داعِیِ اِلَی اللّٰہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانے والے) کی توہین کُفر ہے۔ مَجمَعُ الاَنہُر میں ہے: عُلَماء اور سادات کی توہین کُفر ہے۔ (مجمع الانھر ج ۲ ص ۵۰۹) اسی میں ہے: جو کسی عالم کو حقارت سے ''مولویا'' کہے وہ کافر۔ (ایضاً) مگر یہ اوپر بتا دیا گیا اور واجِبُ اللّحاظ ہے کہ عالم وُہی ہے جو سُنّی صحیح العقیدہ ہو، بد مذہبوں کے عُلَماء علمائے دین نہیں، یوں تو ہندوؤں میں (بھی) پنڈت اور نصاریٰ (کرسچینوں) میں (بھی) پادری ہوتے ہیں اور ابلیس کتنا بڑا عالم تھا جسے مُعلِمُ المَلَکُوت (یعنی فرشتوں کا استاذ) کہا جاتا ہے: قَالَ اللّٰہُ تعالٰی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے): اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ نے اُسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔ (پ ۲۵ الجاثیہ ۲۳) ایسوں کی توہین کُفر نہیں بلکہ تاحدِّ مَقدور فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: کیا فاجر کے ذِکر سے بچتے ہو، اس کو لوگ کب پہچانیں گے، فاجر کا ذِکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے،

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُودِ پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

تاکہ لوگ اس سے بچیں۔

(السُّنَنُ الکُبریٰ ج ۱۰ ص ۳۵۴ حدیث ۲۰۹۱۴)

عالِم ہی عالِم کی توہین کرے تو؟

سُوال: اگر ایک **عالِم** دوسرے **عالِم** کو بُرا بھلا کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: عالِمِ دین کو بُرا کہنا اگر اِس کے عالِمِ دین ہونے کے سبب ہے تو **کُفر** ہے اور عورت نکاح سے باہر۔ **خواہ بُرا کہنے والا خود عالِم ہو یا جاہل**، اور عالِم سُنّی العقیدہ کی توہین جاہل کو جائز نہیں اگرچہ اُس (عالِم بے عمل) کے عمل کیسے ہی ہوں۔ اور بد مذہب و گمراہ، اگرچہ عالِم کہلاتا ہو اُسے بُرا کہا جائے گا مگر اُسی قدر جتنے کا وہ مستحق ہے اور فُحش کلمہ (یعنی گندی گالی) سے ہمیشہ اِجتناب (بچنا) چاہئے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۹۴)

عوام کو عُلَماء سے بدظن کرنا سخت گناہ ہے

سُنّی عالِم کا سُنّی عالِم کی مُخالفت کرنے کے حوالے سے حکیمُ الاُمّت

بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ، حضرت علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **افسوس** کہ اِس زمانہ میں جبکہ گمراہی شائع ہو رہی ہے اور بد مذہبی زور پر ہے زید جو ایک سُنّی عالم ہے جیسا کہ سُوال میں ظاہر کیا گیا ہے **تعجب** ہے کہ اس کے رُفَقا بکار خود عُلَمائے اہلسنّت کو سَبّ وشَتم (یعنی گالی اور بیہودہ) الفاظ سے یاد کرکے عُلَماء کے اِعزاز ووقار کو مٹائیں اور زید خاموش رہے بلکہ اپنے طرزِ عمل سے اس پر رضامندی ظاہر کرے اگر واقعی وہ سُنّی عالم ہے تو اس کا یا اس کے رُفَقا کا یہ فِعل نہایت مُضِر ہوگا، **عوام کو عُلَماء سے بدظَنّی کرنا بہت سخت گناہ ہے کہ جب بدظَنّی ہوگئے (تو) اُن** (یعنی عُلَما) **سے بیزار ہوں گے اور ہَلاکت میں پڑیں گے**۔ بالجملہ زید کا یہ طرزِ عمل بالکل جائز نہیں۔ جب عُلَمائے اہلسنّت کا وقار جاتا رہے گا اور ان سے بدظَنّی پیدا ہوگی تو خود زید جس کو سُنّی عالم بتایا جاتا ہے (وہ خود بھی) اس سے کب محفوظ رہے گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ امجدیہ ج ۴ ص ۴۶۵)

کاش میں درخت ہوتا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عالِم دین کی شان عظمت نشان میں بے ادبی سے بچنا بَہُت ضروری ہے۔ خدانخواستہ کوئی ایسی بھول ہو گئی جس کے سبب ایمان سے ہاتھ دھونا پڑ گیا تو خدا کی قسم! بَہُت رُسوائی ہو گی کہ بروزِ قیامت کافروں کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنّم میں جھونک دیا جائیگا جہاں انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں رہنا پڑیگا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں زَبان کی لغزشوں سے بھی بچائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اٰمین۔ ہمارے صَحابۂ کرام علیہم الرضوان قبر وآخرت کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بَہُت ڈرتے تھے، غلبۂ خوف کے وقت ان حضرات کی زَبان سے بسا اوقات اس طرح کے کلمات ادا ہوتے تھے: کاش! ہمیں دنیا میں بطورِ انسان نہ بھیجا جاتا کہ انسان بن کر دنیا میں آنے کے باعِث اب خاتمہ بالایمان، قبر و قیامت کے امتحان وغیرہ کے کٹھن مراحل درپیش ہیں۔ ایک بار حضرتِ سیِّدُنا ابو دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ڈوب کر فرمایا: اگر تم وہ جان لو جو موت کے بعد ہونا ہے تو تم پسندیدہ کھانا پینا چھوڑ دو، سایہ دار گھروں میں نہ رہو بلکہ

ویرانوں کا رُخ کر جاؤ اور تمام عمر آہ و زاری میں بسر کر دو۔" اس کے بعد فرمانے لگے: "کاش! میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔" (الزہد للامام احمد بن حنبل ص ۱۶۲ رقم ۷۴۰)

میں بجائے انساں کے کوئی پودا ہوتا یا تاک[1]
نخل[2] ہی کے طیبہ کے باغ میں کھڑا ہوتا

کاش مجھے ذبح کر دیا جاتا

ابنِ عساکر نے تاریخ دمشق جلد 47 صفحہ 193 پر حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کلمات نقل کیے ہیں: **کاش!** میں دُنبہ ہوتا، مجھے کسی مہمان کے لیے ذبح کر دیا جاتا، مجھے کھاتے اور کھلا دیتے۔

جاں کَنی[3] کی تکلیفیں ذبح سے ہیں بڑھ کر کاش! مُرغ بن کے طیبہ میں ذبح ہو گیا ہوتا
مرغزار[4] طیبہ کا کوئی ہوتا پروانہ گردِ شمع پھر پھر کر کاش! جل گیا ہوتا

کاش! اُشتر یا خر[5] یا گھوڑا بن کے آتا اور
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے کھونٹے سے باندھ کر رکھا ہوتا

---

۱ انگور کا درخت ۲ کھجور کا درخت ۳ نزع کا عالم یعنی انسان کی روح نکلنے کا عمل ۴ سبزہ زار ۵ گدھا

جاہل کو عالم سے بہتر جاننا کیسا؟

سُوال: جاہل کو عالم سے بہتر سمجھنا کیسا؟

جواب: اگر علمِ دین سے نفرت کے سبب جاہل کو عالم سے بہتر سمجھتا ہے تو یہ **کفر** ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: اس طرح کہنا: "علم سے جہالت بہتر ہے یا عالم سے جاہل اچھا ہوتا ہے" **کفر** ہے۔ (مِنَحُ الْاَزْہَر ص۱۱۵) جبکہ علمِ دین کی توہین مقصود ہو۔

طالبِ علمِ دین کو کنویں کا مینڈک کہنا

سُوال: دینی طالبِ علم یا عالمِ دین کو بنظرِ حقارت **کنویں کا مینڈک** کہنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔

"مولوی لوگ کیا جانتے ہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص نے کسی بات پر حقارت کے ساتھ کہا: "**مولوی لوگ کیا جانتے ہیں!**" اس کا اس طرح کہنا کیسا؟

جواب: کفر ہے۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: "مولوی لوگ کیا جانتے ہیں؟" کہنا **کفر** ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۴۴) جبکہ

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

عُلَما کی تحقیر مقصود ہو۔

"دین پر عمل کو مولویوں نے مشکل بنا دیا ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: یہ کہنا کیسا ہے کہ "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دین کو آسان اُتارا تھا مگر مولویوں نے مشکل بنا دیا!"

جواب: یہ عُلَماء کی توہین کی وجہ سے **کلمۂ کفر** ہے کیونکہ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: اَلْاِسْتِخْفَافُ بِالْاَشْرَافِ وَالْعُلَمَاءِ کُفْرٌ. یعنی اَشراف (سادات کرام) اور عُلَماء کی تحقیر (انہیں گھٹیا جاننا) کفر ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْهُر ج ۲ ص ۵۰۹)

سُنّی عالِم کے بیان کی تحقیر

سُوال: قراٰن و حدیث کی روشنی میں کیے جانے والے بدمذہبوں کے رَد پر مشتمل عُلَمائے اہلسنّت کے بیان کو بطورِ تحقیر "ہُوَ ہُوَ زی" کہنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔ ہاں اگر صرف اندازِ بیان کو نامناسب کہنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

مولویوں والا انداز

سُوال: سُنّی عالِمِ دین کی طرز پر قراٰن و سنّت کے مطابق کیے جانے والے

کسی مبلغ کے بیان کو حقارتاً "مولویوں والا انداز" کہنا کیسا؟

جواب: کفر ہے۔ کیوں کہ اس میں علما ے حق کی **توہین** ہے۔

"عالِم سارے ظالم" کہنے کا حکمِ شرعی

سُوال: "عالِم سارے ظالم" یہ قول کیسا ہے؟

جواب: مُطلقاً علما ے حق کے بارے میں ایسا جملہ کہنا کفر ہے۔

عالِمِ دین کو حقارت سے مُلّا کہنا

سُوال: جو علما ے کرام کو تحقیر کی نیت سے "مُلّا مُلّا" یا "مُلّا لوگ" کہے اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر منسوب بعلمِ دین علما ے کرام کی تحقیر کی نیت سے کہا تو **کلمۂ کفر** ہے چنانچہ ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البارِی فرماتے ہیں: "جس نے (توہین کی نیت سے) **عالِم** کو عُوَیلِم یا عَلَوی کو (یعنی مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم کی اولاد) کو عُلَیوِی کہا اُس نے **کفر کیا**۔" (**منح الروض ص ٤٧٢**) اُردو خواں "عُوَیلِم" یا "عُلَیوِی" نہیں بولتے۔ لہٰذا بعض اوقات بے باکوں کی زبانوں سے **مولویا مُلّو** وغیرہ الفاظ سننا (سگِ مدینہ کو) یاد پڑتا ہے۔ بہر حال **عالِم دین کی**

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جو مجھ پر ایک بار دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط احد پہاڑ جتنا ہے۔

بسبب علم دین توہین کرنا یا علوی صاحبان یا سادات کرام کی شرافت نسب کے سبب کسی قسم کا توہین آمیز لفظ بولنا کفر ہے

''مولوی بنوگے تو بھوکے مروگے'' کہنا

سُوال: ''دُنیوی تعلیم حاصل کروگے تو عیش کروگے، علم دین سیکھ کر مولوی بنوگے تو بھوکے مروگے'' یہ کہنا کیسا؟

جواب: اِس جملے میں علم دین کی توہین کا پہلو نمایاں ہے اِس لئے **کفر** ہے۔ قائل پر **توبہ و تجدیدِ ایمان** لازم ہے اور اگر علم و علما کی توہین ہی مقصود تھی تو **قطعی کفر** ہے قائل **کافر و مرتد** ہو گیا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹا اور پچھلے نیک اعمال بھی ضائع ہو گئے۔

توہینِ عُلَما کے مُتَعلِّق 10 پیرے

﴿1﴾ جتنے **مولوی** ہیں سب بدمعاش ہیں کہنا **کفر** ہے جبکہ بسبب علم دین علمائے کرام کی تحقیر کی نیت سے کہا ہو۔

(ماخوذ از فتاوٰی امجدیہ ج ۱ ص ۴۵۴)

﴿2﴾ یہ کہنا: ''عالم لوگوں نے دین خراب کر دیا۔'' **کلمۂ کُفر** ہے

(ملخص از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۵)

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

﴿3﴾ یہ کہنا کفر ہے کہ "مولویوں نے دین کے ٹکڑے کر دیے"

﴿4﴾ جو کہے: "علم دین، کو کیا کروں گا! جیب میں روپے ہونے چاہئیں۔" کہنے والے پر حکم کفر ہے

﴿5﴾ کسی نے عالم سے کہا: "جا اور علم دین کو کسی برتن میں سنبھال کر رکھ۔" یہ کفر ہے (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۰۔۲۷۱)

﴿6﴾ "جس نے کہا: علماء جو بتاتے ہیں اسے کون کر سکتا ہے!" یہ قول کفر ہے۔ کیونکہ اس کلام سے لازم آتا ہے کہ شریعت میں ایسے احکام ہیں جو طاقت سے باہر ہیں یا علماء نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر جھوٹ باندھا ہے۔ معاذ اللہ عزوجل

(منح الروض ص ۴۷۰،۴۷۱)

﴿7﴾ یہ کہنا: "ثرید کا پیالہ علم دین سے بہتر ہے" کلمۂ کفر ہے

(منح الروض ص ۴۷۲)

﴿8﴾ عالم دین سے اس کے علم دین کی وجہ سے بغض رکھنا کفر ہے یعنی اس وجہ سے کہ وہ عالم دین ہے۔ (ایمان کی حفاظت ص ۱۰۲)

﴿9﴾ جو کہے: "فساد کرنا عالم بننے سے بہتر ہے" ایسے شخص پر حکم کفر ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۱)

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

﴿10﴾ یاد رہے! صرف عُلَمائے اہلسنّت ہی کی تعظیم کی جائے گی۔ رہے بدمذہب عُلماء تو ان کے سائے سے بھی بھاگے کہ ان کی تعظیم حرام، اُن کا بیان سننا ان کی کُتُب کا مُطالعہ کرنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا **حرام** اور ایمان کیلئے زہرِ ہلاہل ہے۔

اذان کی توہین کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: اذان کی توہین کرنا کیسا؟

جواب: اذان شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ کسی بھی شعارِ اسلام کی توہین کفر ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا مذاق اُڑانا

سُوال: اذان میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ (یعنی آؤ نماز کی طرف) یا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح (یعنی آؤ بھلائی کی طرف) کے مذاق میں یہ کہنا کیسا کہ "آؤ سینما گھر کی طرف ورنہ ٹکٹیں ختم ہو جائیں گی!"

جواب: کفر ہے۔ کیوں کہ مَعَاذَ اللہ یہ اذان کا مذاق اُڑانا ہوا میرے

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جس نے مجھ پر ۱۰ مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر ۱۰۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرَّحمٰن کی خدمتِ بابَرَکت میں سُوال ہوا: جناب کا کیا ارشاد ہے اِس مسئلہ میں کہ زید نے مُؤَذِّنِ مسجِد کی اذان کے ساتھ تَمَسخُر (یعنی مذاق) کیا یعنی لفظ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سُن کر یوں مَضحَکہ (یعنی مذاق) اُڑایا: (کھیا کھیا جا) آیا زید کے لئے حکمِ اِرتِداد و سُقُوطِ نکاح ثابِت ہوا یا نہیں؟ اور زید کا نِکاح ٹوٹا یا نہیں؟ الجواب: اذان سے اِستِہزا (یعنی مذاق کرنا) ضَرور کُفر ہے اگر اذان ہی سے اُس نے اِستِہزا (یعنی مذاق) کیا تو واقِعی کافِر ہوگیا، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، پھر اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اُس سے نِکاح کرے اُس وقت وَطی (یعنی ہم بستری) حلال ہوگی ورنہ زِنا۔ اور عورت اگر بعد اسلام و نِکاح اُس سے قُربت پر راضی ہو وہ بھی زانیہ ہے اور اگر اذان سے اِستِہزا (یعنی مذاق کرنا) مقصود نہ تھا بلکہ خاص اس مُؤَذِّن سے بنائے وجہ (یعنی اس وجہ سے) کہ وہ غَلَط پڑھتا ہے اِستِہزا (یعنی مذاق اُڑایا) کیا تو اِس حالت میں (نہ کافِر ہوگا نہ نِکاح ٹوٹے گا مگر) زید کو تجدیدِ اسلام و

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۱۵)

اذان کے مُتَعلِّق کُفریہ کلمات کی 8 مثالیں

﴿1﴾ جو اذان کا مذاق اُڑائے وہ کافِر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۵ ص ۱۰۲)

﴿2﴾ اذان کی تحقیر کرتے ہوئے کہنا کہ ''گھنٹی کی آواز نماز کی اطلاع دینے کے لئے زیادہ اچھی ہے'' کفر ہے۔

﴿3﴾ جو اذان دینے والے کو اذان دیتے پر کہے: ''تو نے جھوٹ بولا'' ایسا شخص کافِر ہو گیا۔ (فتاوٰی قاضی خان ج ۴ ص ۴۶۷)

﴿4﴾ جس نے کسی مؤذِّن کے بارے میں اذان کے مذاق کے طور پر کہا: یہ کون محروم ہے جو اذان کہہ رہا ہے؟ یا ﴿5﴾ اذان کے بارے میں کہا: غیر معروف سی آواز ہے یا کہا: ﴿6﴾ اجنبیوں کی آواز ہے، یہ تمام اقوال کفر ہیں۔ یعنی جب کہ بطورِ تحقیر (حقارت) کہے۔

(مِنَحُ الرَّوض الازہر للقاری ص ۴۹۵)

﴿7﴾ ایک نے اذان کی وجہ سے مذاق اُڑانے کے لئے دوبارہ اذان کہی تو اس پر حکمِ کفر ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض الازہر ص ۵۰۹)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر ایک بار دُرود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

﴿8﴾ **اذان** سُن کر یہ کہنا: کیا شور مچا رکھا ہے! اگر یہ قول خود اذان کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہا ہو تو **کفر** ہے۔ **(عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۹)**

نَماز کی توہین کے بارے میں سُوال جواب

بے وضو نماز پڑھنا کیسا؟

سُوال: جان بوجھ کر بے وُضو نَماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بلا عذر جان بوجھ کر بغیر وُضو کے نَماز پڑھنا کفر ہے۔ جبکہ اسے جائز سمجھے یا اِستہزاءً (یعنی مذاق اڑاتے ہوئے) یہ فعل کرے۔

(مِنَحُ الرَّوض الأزھر للقاری ص ۴۶۸)

"نَماز کی وجہ سے مُصیبتیں آتی ہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: کسی نے نَمازی سے کہا: "تو نَماز پڑھتا ہے اِس لئے تجھ پر مصیبتیں آتی ہیں اب تو ہی بھگت۔" یہ قول کیسا ہے؟

جواب: ایسا کہنا **کفر** ہے۔ میرے آقا اعلیٰ **حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جو نَمازیوں، روزہ داروں پر ان کے **نَماز**، روزہ کی وجہ سے طعن وتَشنیع کرے وہ **کافر** ہے۔ (ملخصاً فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص [illegible])

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

کُتّے کی طرف سے عملی نصیحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نماز کی وجہ سے مصیبتیں آتی نہیں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر کبھی کوئی مصیبت آ بھی جائے تو نماز کو اس کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا کہ بے نمازیوں پر بھی تو سخت سخت مصیبتیں آتی ہیں۔ جو مصیبت سے گھبرا کر شیطان کے بہکاوے میں آ کر بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے وہ کتے سے بھی گیا گزرا ہے۔ **مفسرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: تمہارا پالا ہوا کتا تمہارے ہاتھ سے سو بار مار کھائے پھر تم اسے ٹکڑا دکھاؤ تو دُم ہلاتا (ہوا) آجاتا ہے، یہ صفت ہے خاشعین (رب سے ڈرنے والوں) کی۔ اے بندے اگر تجھ پر رب ہزار ہا سختی (آزمائش) کرے مگر تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی آواز پر دوڑا ہوا مسجد میں آجا۔

(تفسیر نعیمی ج ۹ ص ۲۴۰)

مالک دا در نہیں چھڈدے پاویں مارے سو سو جتے

اٹھ ماہیا چل یار منالے نہیں تے بازی لے گئے کتے

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود پاک نہ پڑھے۔

نَماز کو "ٹکّریں مارنا" کہنا کیسا؟

سُوال: نَماز کیلئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے کہا: ذرا ٹکریں مار کر آتا ہوں۔ کیا حکم ہے؟

جواب: نَماز کے لئے جاتے ہوئے یہ کہنا کہ "ٹکریں مار کر آتا ہوں" اگر نماز کی توہین کے طور پر ہے تو یقیناً **کفر** ہے۔ ہاں اگر اس نے انکساراً اپنی نماز کیلئے یہ الفاظ کہے تو کفر نہیں ہوگا۔

نَماز کو بوجھ سمجھنا

سُوال: نَماز کو بوجھ تصوُّر کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز کو ناپسند سمجھتے ہوئے بوجھ تصوُّر کرنا **کفر** ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو شخص **فرض** نماز کو ناپسند کرے وہ **کافر** ہے۔ (**منحُ الرّوض** ص ٤٦٦) میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: رَمَضان خصوصاً گرمیوں کے روزے، نماز خصوصاً جاڑوں (یعنی سردیوں) میں صبح وعشاء کی نفس اَمّارہ پر شاق (دُشوار) ہوتی ہے اس سے **کافر** نہیں ہوتا جب کہ دل سے احکام کو حق واجب (نفع

مثل) جانتا ہے۔ ہاں اگر دل سے (یعنی زبان سے کہا یا نہ کہا) صرف دل میں ہی اگر نماز کو بیکار اور روزے کو مفت کا فاقہ جانے تو ضرور کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ١٤ ص ٣٦٥)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نماز احکامِ شریعت کے معاملہ میں زبان اور دل کو بہت قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی لغزش ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہنچا دے۔

"آپ لوگ اللہ کا پیٹ بھریں" کہنا کیسا؟

سُوال: ایک مقرر نے نماز کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا: "**اگر آپ لوگ اللہ** عزوجل **کا پیٹ بھریں گے تو اللہ** عزوجل **آپ کا پیٹ بھرے گا**" جب اُس کو اِس جملہ کی طرف توجہ دلائی گئی تو اس نے کہا: "**اللہ** کا پیٹ بھرنے سے مراد اللہ عزوجل کی عبادت کرنا" ہے۔ اس مقرر کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ جملہ **کفریہ** ہے۔ "**اللہ** عزوجل **کا پیٹ بھرنا**" کے معنی "اللہ عزوجل کی عبادت" کرنا جو اُس نے بتائے یہ بھی سراسر غلط ہیں۔ جو عالم نہ ہو اُسے بیان کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت بھیجے گا۔

اس کو چاہئے کہ عُلمائے اہلسنّت کی کتابوں سے فقرہ وار فوٹو کاپیاں کروا کر اپنی ڈائری میں چسپاں کر لے اور دیکھ دیکھ کر بیان سنائے پڑھ کر سناتے ہوئے بھی اپنی طرف سے اگر "پھونک پھانک" کرتا رہا یعنی خلاصہ کرنے بیٹھ گیا تو خطرہ ہے کہ کیا کا کیا بول جائے! لہٰذا اپنے آپ کو گناہ سے بچانا اور ثواب کمانا چاہتا ہے تو عُلمائے کرام نے جو لکھا ہے صرف وُہی پڑھ دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کا ایمان سلامت رکھے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

"کون سے گناہ کئے جنہیں بخشوانے کیلئے نَماز پڑھیں!" کہنا

سُوال: نَماز کی دعوت دینے پر کسی نے کہا: "ہم نے کون سے گناہ کئے ہیں جن کو بخشوانے کیلئے نَماز پڑھیں!" اِس طرح کے جُملے کہنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ جُملے میں نَماز کی توہین اور اسکی فرضیّت کا انکار پایا جا رہا ہے اور یہ **کُفر** ہے۔

"اٰمین" کا مذاق اُڑانا

سُوال: باجماعت نَماز میں کوئی با آوازِ بلند مقتدیوں نے سورۃُ الفاتحہ کے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

اِختِتام پر اٰمین بالجہر (یعنی بُلند آواز سے اٰمین) کہی۔ یہ سُن کر اگر کسی نے مذاق اُڑاتے ہوئے آواز کو کھینچ کر "آم...... مین" کہا، تو اُس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ **اٰمین** کا مذاق اُڑانا مقصود ہو تو **کُفر** ہے۔

قبلہ رُو تُھوکنا

سُوال: اگر کسی نے **کعبہ شریف کی طرف تھوک دیا،** اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خانہ کعبہ کی توہین مقصود ہو تو ایسا شخص کافِر و مُرتد ہو گیا لیکن یہ کسی مسلمان سے مُتَصَوَّر (مُ۔تَ۔صَوْ۔وَر) نہیں (یعنی مسلمان کے بارے میں ایسا گمان نہیں کیا جا سکتا) اور اگر تحقیر کی نیّت نہ ہو تو **کافِر** نہ ہو گا مگر پھر بھی **قبلہ رُو تھوکنے** سے بچنا چاہئے۔ اِس ضِمن میں ایک **سبق آموز حکایت** مُلاحَظہ فرمایئے چُنانچہ

قبلہ کی طرف تھوکنے والے کی حکایت

میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا **بایزید بسطامی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسیٰ بسطامی کے والِد رَحِمَہُمَا اللہ تعالیٰ

سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے۔ وہ شخص مرجع ناس و مشہور بزُہد تھا، (یعنی عقیدتمندوں کا اس کے پاس ہجوم رہتا تھا اور دنیا سے بے رغبتی میں اس کی شہرت تھی) جب وہاں تشریف لے گئے اِتفاقاً اُس نے **قبلہ کی طرف تھوکا**،

حضرت سیِّدُنا **ابو یزید بسطامی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس آ گئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا: یہ شخص **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں، جس چیز کا ادِّعا (یعنی دعویٰ کرنا) رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔ (الرسالۃ القشیریۃ ص ۳۸، فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۵۳۹) اور دوسری روایت میں ہے فرمایا: یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں اسرارِ الٰہیہ (یعنی اللہ عزوجل کے رازوں) پر کیوں کر امین ہوگا! (ایضاً ص ۲۹۶، **بسطامی** ۵۵) حضرت سیِّدُنا **ابو یزید بسطامی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تم کسی شخص کو ایسی کرامت دیا گیا بھی دیکھو کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکتا ہے تب بھی اس سے فریب (دھوکا) نہ کھانا جب تک کہ فرض وواجب، مکروہ وحرام اور محافظتِ حدود وآدابِ شریعت میں اس کا حال نہ دیکھ لو۔ (ایضاً ص ۳۸، ایضاً ص ۵۴۰)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم: جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درودِ پاک نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

قبلہ رُو تھوکنے والا پیش امام

رسولِ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلیم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ کہ یہ تمہاری جماعت نہ کرائے۔ اس نے پھر جماعت کرانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کیا اور اس کو خبر دی کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضورِ سراپا نور، فیض گنجور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں (میں نے منع کیا ہے) اِنَّکَ اٰذَیْتَ اللہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ کہ تُو نے (قبلہ کی طرف تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی۔

(سُنَنِ ابی داؤد ج ۱ ص ۲۰۲ حدیث ۴۸۱)

کعبے کے کعبے کی بے ادبی کرنے والا کیونکر امام ہو سکتا ہے!

حضرتِ محدثِ اعظم، خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولیٰنا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت

فرماتے ہیں: یہاں سے معلوم کر لینا چاہئے کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے اور **سرورِ عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے **قبلہ شریف** کی بے ادبی کرنے کے سبب منع فرمایا کہ یہ شخص نماز نہ پڑھائے تو جو شخص سر سے پاؤں تک بے ادب ہو، **سرورِ عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حق میں گستاخ ہو، آئمہ دین کی بے ادبی کرتا ہو، **حضراتِ مشائخ** پر طرح طرح سے تمسخر کرے کیا ایسا شخص امام بننے کا شرعاً حق رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (اخلاق الصالحین ص۱۳)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان مذکورہ حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ امام صحابی تھے مگر ایسا تھا ان سے یہ خطا ہو گئی پھر توبہ کر لی کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں، جب اتنی سی خطا پر امامت سے معزول کر دیا گیا تو جان بوجھ کر بے ادبی کرنے والا ضرور معزول کر دیا جائیگا۔ (مراٰۃ ج ۱ ص ۴۵۰)

نماز کے مُتَعَلِّق بکے جانے والے کُفریّات کی 52 مثالیں

﴿1﴾ جس نے کہا: "**اللہ** نے میرا مال کم کیا، اب میں بھی اس کے حق میں

کی کروں گا اور نماز نہ پڑھوں گا" ایسا کہنا **کفر** ہے۔

(منح الروض ص ۴۶۴)

(2) کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ لے۔ اس نے جواب میں کہا: "میں پاگل ہوں جو نماز پڑھوں اور اپنے اوپر کام بڑھاؤں! ایسا جواب دینا **کفر** ہے۔"

(3) کسی نے کہا نماز پڑھو اس نے جواب دیا: "عقلمند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہئے جس کو آخر تک نباہ نہ سکے" یا یہ کہا: **(4)** "میرے واسطے اور لوگ کر لیتے ہیں۔" یہ دونوں **کلماتِ کفر** ہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۸)

(5) کسی نے کہا: "**نماز** پڑھنے سے مجھے کوئی سرفرازی نہیں مل جاتی" کہنے والے پر حکمِ کفر ہے۔

(6) جو صرف رمضان المبارک میں نماز پڑھتا ہے اور اس کے علاوہ نہیں پڑھتا اور کہتا ہے: "یہی بہت ہے کیونکہ ہر فرض نماز ستّر گنا ہے" ایسا کہنا کفر ہے۔ **(منح الروض ص ۴۶۵)**

(7) پیر سے کہا گیا: نماز پڑھو اس نے کہا: "میرے مرید پڑھ دیتے ہیں

یہی کافی ہے۔" یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿8﴾ کسی سے کہا گیا: **نماز** پڑھو۔ اس نے کہا: "**نماز** تو غریبوں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں۔" یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿9﴾ کسی سے کہا گیا: **نماز** پڑھو۔ اس نے جواباً کہا: "اگر جنت میں جانا ہوگا تو جنت میں چلے جائیں گے اور اگر جہنم میں جانا ہوگا تو جہنم میں چلے جائیں گے، **نماز** سے کیا ہوتا ہے۔" ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴿10﴾ کسی سے کہا گیا: "**نماز** پڑھو" اس نے کہا: "**اللہ** عزوجل نے ہمیں کیا دیا ہے جو **نماز** پڑھیں!" یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿11﴾ **نماز** کی فرضیت اور ان کی رکعتوں کی تعداد پر اعتراض کرنا **کفر** ہے۔

﴿12﴾ **نماز** "پڑھنے" کا حکم کہیں نہیں، "قائم" کرنے کا حکم ہے وہ ہم نے دل میں قائم کی ہوئی ہے ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴿13﴾ اگر کسی نے یہ کہا: "ہم سے تو کرسچین اچھے ہیں کہ ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھتے ہیں، ہمیں تو روزانہ پانچ بار نماز پڑھنی پڑتی ہے۔" یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿14﴾ کسی نے کہا: "ایک دو نماز ہوتی تو بندہ پڑھ بھی لیتا یہ پانچ کون پڑھے!"

یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴾15﴿ ''میں نماز نہیں پڑھتا، میرے پیر نے نمازیں بخشوا دی ہیں'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴾16﴿ نماز میں قبلہ کی سمت کے ضروری ہونے کا مطلقاً انکار کرنا **کفر** ہے۔

﴾17﴿ **نماز** دل کی ہوتی ہے ظاہری نماز میں کیا رکھا ہے! یہ کہنا **کفر** ہے۔

﴾18﴿ ''ہم فقیر لوگ ہیں ہم پر نماز معاف ہے۔'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔

﴾19﴿ ظاہری نماز روزہ کچھ نہیں دل پاک ہونا چاہئے۔ یہ **کفر** ہے۔

﴾20﴿ ''لوگ ہمارے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں'' کہنا **کفر** ہے کیونکہ کہنے والے نے نماز کو فرض نہ سمجھا یہ اعتقاد کیا یا اس کا مذاق اُڑانے کا ارادہ کیا۔ (منح الروض ص ۴۶۶)

﴾21﴿ ''میں ''سیِّد'' ہوں نماز وغیرہ تو تمہارے لئے ہے۔'' یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴾22﴿ باپ سے نماز پڑھنے کا کہا گیا، اس نے کہا: میرے لڑکے پڑھتے ہیں یہ ہمارے لئے کافی ہے۔ یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴾23﴿ جس نے کہا: ''نماز وہی پڑھے جس کے بیوی بچے ہوں۔'' اس

نے کفر کیا۔

﴿24﴾ جس نے کہا: کتنی زیادہ نمازیں ہیں! میرا تو دل اُکتا گیا یعنی میں تنگ آ چکا ہوں۔ ایسا کہنا کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے نماز پر اعتراض کیا۔ (منح الروض ص ۴۶۶)

﴿25﴾ کوئی شخص تھکا ہوا تھا اور نماز کا وقت آ گیا تو اس نے نماز کے بارے میں کہا: "ایک تو یہ مصیبت جان نہیں چھوڑتی" اس کا یہ کہنا کفر ہے۔

﴿26﴾ "اتنی نمازیں پڑھنے پر کون قادر ہے؟" کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا۔ (ایضاً)

﴿27﴾ کسی نے دوسرے سے نماز پڑھنے کا کہا۔ اس نے جواب میں کہا: "نماز سے تجارت میں کوئی نفع نہیں ہوتا" یہ کلمۂ کفر ہے۔

(ایضاً ص ۴۶۷)

﴿28﴾ یہ کہنا: "نماز کوئی کاروبار تھوڑی ہے جو کروں! میں تو کاروباری آدمی ہوں۔ یہ کلمۂ کفر ہے"

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔

﴿29﴾ اگر کسی نے کہا: ''ایک مرتبہ نَماز پڑھی تھی تو بکری مر گئی، اب پتا نہیں اور نہ ہو جائے!'' اُس نے کفر کیا۔

﴿30﴾ ''نَماز پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں برابر ہے۔'' کہنا کفر ہے۔

(عالمگیری ج۲ ص۲۶۸)

﴿31﴾ جو کہے: ''کتنا اچھا ہے وہ آدمی جو نَماز نہیں پڑھتا۔'' اس کہنے والے پر حکمِ کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿32﴾ ''نَماز نہ پڑھنا بہت اچھا ہے۔'' کہنا کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿33﴾ جو کہے: نَماز مجھے موافق نہیں آتی یا ﴿34﴾ حلال مجھے موافق نہیں رہتا یا کہا: ﴿35﴾ نَماز کو ایک طرف رکھو۔ یہ تینوں کلمات کفر ہیں۔ (ایضاً ص۲۷۰)

﴿36﴾ ہم کو کلِّیۃً نَماز کی ضَرورت نہیں'' یہ کلِمۂ کفر ہے

﴿37﴾ نَماز کے معروف معنیٰ کا انکار کرنا کفر ہے۔ مَثَلاً یہ کہنا کہ نَماز سے مُراد محض اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کرنا ہے (ایمان کی حفاظت ص۸۸)

﴿38﴾ ''بہت نَماز پڑھ لی کیا فائدہ ہوا!'' کہنا کلِمۂ کفر ہے۔

(عالمگیری ج۲ ص۲۶۸)

﴿39﴾ اگر کسی سے کہا گیا: نماز پڑھ تیری حاجتیں پوری ہوں گی۔ اس نے کہا: "بہت نمازیں پڑھی ہیں کوئی حاجت پوری نہیں ہوئی" اگر یہ قول نماز کی تحقیر اور اس پر طنز کی وجہ سے ہے تو کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿40﴾ جو شخص یہ کہے: "میں صرف جنت حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے کے لئے عبادت کرتا ہوں اگر یہ نہ ہوتا تو میں اللہ عزوجل کی عبادت نہ کرتا" ایسے شخص پر حکم کفر ہے۔ (منح الروض ص ۴۶۵)

﴿41﴾ غیر خدا کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کفر ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۱) اور ﴿42﴾ بت کو سجدہ کرنے والا کافر ہے۔

﴿43﴾ جو شفا کی نیت سے غیر خدا کی عبادت کرے وہ کافر ہے اور ﴿44﴾ اسے جائز سمجھنے والا بھی کافر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۶۲)

﴿45﴾ جو شخص کہے: اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس نمازوں کا حکم دیتا تو میں نماز نہ پڑھتا" (منح الروض ص ۴۹۵) یا کہے: "﴿46﴾ اگر قبلہ اس طرف ہوتا تو میں نماز نہ پڑھتا" ایسے شخص پر حکم کفر ہے

(البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۴)

﴿47﴾ جس نے کسی عبادت گزار سے کہا: ”بس کر کہیں بخت سے آگے نہ گزر جانا“ یہ قول کفر ہے کیونکہ اس نے عبادت کا مذاق اڑایا۔

(منح الروض ص ۴۷۲)

﴿48﴾ جان بوجھ کر غیر قبلہ کی طرف یا ﴿49﴾ بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر ہے۔ جبکہ اسے جائز سمجھے یا استہزاءً (یعنی مذاق اڑاتے ہوئے) ایسا فعل کرے۔ (منح الروض ص ۴۶۸)

﴿50﴾ بوجہ تحقیر یا ﴿51﴾ اس ذہن سے کہ اللہ عزوجل نے اس پر نماز فرض نہیں کی یا ﴿52﴾ اس نظریہ سے کہ نماز فرض ہی نہیں، جو شخص کہے: میں نماز نہیں پڑھتا اس پر حکم کفر ہے۔ (ایضاً ص ۴۶۹)

رَمضان کی توہین کے بارے میں سُوال جواب

روزۂ رمضان کی فرضیت کا انکار

سُوال: جو روزۂ رَمضان کی فرضیت کا انکار کرے وہ کیسا ہے؟

جواب: کافر ہے۔ (ملخصاً از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۵۶)

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

روزہ دار کو بُرا بھلا کہنا کیسا؟

سُوال: جو رَمَضانُ المُبارَک کے **روزے** رکھنے کی وجہ سے کسی مسلمان کو بُرا بھلا کہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے کے بارے میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''جو روزہ رکھنے والے پر روزہ رکھنے کے سبب **طعن و تشنیع** کرے (یعنی بُرا بھلا کہے) وہ **کافر** ہے۔''

(ملخص از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۵۶)

''روزہ وہ رکھے جس کے پاس کھانا نہ ہو'' کہنا کیسا؟

سُوال: ولید ایک بار رَمَضانُ المُبارَک میں کہنے لگا: ''روزہ تو وہ رکھے جس کے پاس کھانے پینے کو نہ ہو!'' کیا ولید نے یہ **کفر** نہیں بکا؟

جواب: ضرور **کفر** بکا۔ اِس قولِ بدتر از بول میں روزۂ رَمَضانُ المُبارَک کی تحقیر کے ساتھ ساتھ اِس کی فرضیت کا بھی انکار پایا جا رہا ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **روزۂ رمضان** نہیں رکھتا اور

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

کہتا یہ ہے کہ **روزہ** وہ رکھے جسے کھانا نہ ملتا ہو، یا کہتا ہے: جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے **روزہ** کی تحقیر (یعنی توہین) ہو، کہنا **کفر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

رَمَضان شریف کو بھاری مہینہ کہنا

سُوال: رَمَضانُ المبارَک کی آمد پر اس طرح کہنا کیسا کہ بہت بھاری مہینہ آ گیا!

جواب: فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو رَمَضانُ المبارَک کی توہین کی نیت سے کہے: "بڑا بھاری مہینہ آ گیا" وہ **کافر** ہے۔ (**فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۰۶**) ہاں اگر **روزہ** رکھنا اس پر مشکل ہے اور اس وجہ سے یہ کہتا ہے اور **روزہ** کی توہین اس کا مقصد نہیں تو **کفر** نہیں۔ لیکن اس طرح کہنا نہیں چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے دل تنگ ہونا ہے۔

روزہ کی تعداد سے بیزاری کا اظہار

سُوال: رَمَضانُ المبارَک کے روزوں کی تعداد کے بارے میں یہ کہنا کیسا

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

کہ اب تو **روزے** رکھ رکھ کر میں **بور** ہو گیا ہوں۔

جواب: اس جملے میں کفریہ پہلو موجود ہے۔ چنانچہ فتاوٰی عالمگیری میں ہے: جو **روزۂ رمضان** کے بارے میں کہے: ''کتنے زیادہ ہیں میرا تو دل اُکتا گیا ہے'' یہ قول کفر ہے۔ **(عالمگیری ج۲ ص ۲۷۰)**

مُرتدین کے ساتھ سُلوک کی جھلکیاں

سُوال: زید نے قیدِ سہرِ **رَمَضانُ المُبارَک** کی آمد پر کہا: **کافر** ہوتے تو بہتر تھا کہ یہ **30 روزے** تو نہ رکھنے پڑتے۔ اِس پر ہنس کر **بکر** نے کہا: ہاں بھئی! **اللہ** پاک نے یہ جو **30 روزے** بنائے ہیں پوری قید ہے بھوک پیاس لے کر آتے ہیں، بڑا ظلم ہے، رَمَضان کے روزے بڑے ظالم ہیں، لیکن جو ظلم کرتا ہے تھوڑے دن رہتا ہے۔ ان واہی تباہی کلمات بکنے والوں کے بارے میں کیا شرعی احکامات ہیں؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرحمٰن اِسی طرح کے سُوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: یہ دونوں شخص یقیناً **کافِر مرتد** ہیں (اور تمام مرتدین کیلئے یہ احکام ہیں کہ) اگر عورت رکھتے ہوں تو ان کی عورتیں ان کے

نِکاح سے نکل گئیں، عورتوں کو اختیار ہے کہ بعدِ عِدّت جس سے چاہیں نِکاح کرلیں۔ **یہ کافر** اگر توبہ نہ کریں (اور) از سرِ نَو اِسلام نہ لائیں تو مسلمانوں کو ان (مُرتدین) سے مَیل جول **حرام**، سلام کلام **حرام**، بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے جانا **حرام**، مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت **حرام**، انھیں غسل دینا **حرام**، اُن پر نَماز پڑھنا **حرام**، ان کا جنازہ کندھے پر رکھنا **حرام**، جنازے کے ساتھ جانا **حرام**، مقابِرِ مسلمین (یعنی مسلمانوں کے قبرِستان) میں دَفن کرنا **حرام**، ان کے اَقارِب (یعنی رشتے دار) اگر حکمِ شریعت مانیں تو ان (مُرتَدِین) کی موت (واقع ہو جانے) پر اُن کی لاشیں دَفعِ عُفُونَت (یعنی گندگی دُور کرنے) کے لئے بھنگی چماروں سے ٹھیلے پر ڈلوا کر مسلمانوں اور کافروں سب کی مقابِر (قبروں) سے جُدا کسی تنگ گڑھے میں کُتّے کی طرح پھِنکوا کر اُوپر سے پاٹ دیں۔ **وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ** ﴿۲۹﴾ (ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے اِنصافوں کی یِہی سزا ہے۔ پ ٦ المائدہ ۲۹) **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

(فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٦٣٥، ٦٣٦)

زکوٰۃ کے انکار کے بارے میں سُوال جواب

جو زکوٰۃ کو فرض نہ مانے وہ کافر ہے

سُوال: زکوٰۃ کی فرضیت کا اِنکار کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی فرضیت کا اِنکار کرنے والا **کافر و مرتد** ہے۔

ڈھائی فیصد سے زائد زکوٰۃ کا حکم ہوتا تو.....

سُوال: اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ڈھائی فیصد سے زائد **زکوٰۃ** ادا کرنے کا حکم فرماتا تو "میں نہ دیتا" ایسا بولنے والا کیسا ہے؟

جواب: ایسے شخص پر حکمِ کفر ہے۔ **فُقَہائے** کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام فرماتے ہیں: اگر کسی نے کہا کہ "**اللہ** تعالٰی مجھے پانچ سے زیادہ نمازوں کا یا رَمَضانُ المبارَک کے علاوہ روزوں کا یا مال کے چالیسویں حصّے سے زیادہ **زکوٰۃ** کا اگر حکم دیتا تو میں اس پر عمل نہ کرتا۔" ایسے شخص پر **حکمِ کفر** ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض ص ۴۶۸)

زکوٰۃ کو ظلم کہنا

سُوال: زکوٰۃ کو ظلم کہنا کیسا؟

فرمانِ مصطفےٰ ﷺ: [illegible]

جواب: کُفر ہے۔

زکوٰۃ کو حقارتاً ٹیکس کہنا

سُوال: زکوٰۃ کو حقارتاً ٹیکس کہنا کیسا ہے؟

جواب: کُفر ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں: جس پر **زکوٰۃ** فرض ہے اُسے کہا گیا: تُو **زکوٰۃ** کیوں نہیں دیتا؟ اس نے کہا: "یہ **ٹیکس** میں نہیں دیتا" یا بطورِ انکار کہا: "میں نہیں جانتا" ایسے پر حکمِ کُفر ہے۔ **(منح الروض ص ۱۰۰)**

خوبرو دولھا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے مال سے فرض ہو جانے کی صورت میں خوش دلی کے ساتھ **زکوٰۃ** ادا کرنی چاہئے کہ اِس میں دنیا و آخرت کی بے شمار بھلائیاں ہیں۔ **اِس ضمن** میں حضرتِ سیِّدُنا فقیہ ابُو اللَّیث سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک **ایمان افروز حکایت نقل** کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرتِ **سیِّدُنا داؤد** علیٰ نبیِّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ بابرکت میں ایک **خوبرو دولھا** زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ حضرتِ سیِّدُنا **مَلَکُ الموت**

علیہ السلام نے جو کہ وہیں موجود تھے استفسار کیا کہ یہ جوان کون ہے؟ فرمایا: اس کی آج ہی شادی ہوئی ہے چونکہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتا ہے اس لئے اس نے مجھ سے ملاقات کے بغیر اپنی **دلہن** کے پاس جانا گوارا نہ کیا لہٰذا ملنے آیا ہے حضرت سیِّدنا ملک الموت علیہ السلام نے کہا: **اے داؤد! اس دولہے کی عمر صرف چھ دن باقی رہ گئی ہے!** یہ سن کر حضرت سیِّدنا **داؤد** علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلٰوۃ والسّلام رنجیدہ ہو گئے۔ اس واقعہ کو سات ماہ گزر گئے مگر وہ نوجوان فوت نہ ہوا۔ دریں اثنا ملک الموت آئے تو حضرت سیِّدنا **داؤد** علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلٰوۃ والسّلام نے فرمایا: **اے ملک الموت!** وہ نوجوان ابھی تک زندہ ہے! **ملک الموت** نے جواباً کہا: جب میں نے چھ دن کے بعد اس کی روح قبض کرنی چاہی تو **اللّٰہ** عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا: **اے ملک الموت!** میرے بندے کو چھوڑ دو کیوں کہ جب یہ (حضرت) **داؤد** (علیہ السلام) کے پاس سے ہو کر باہر نکلا اور اس نے ایک لاچار فقیر کو پایا تو اس کو اپنی **زکوٰۃ** دیدی، اس محتاج نے خوش ہو کر اس کو درازیٔ عمر بالخیر ودعا دی میں (حضرت) **داؤد**

(علیہ السلام) کا پڑوسی بنائے جانے کی دعاء سے نوازا۔ میں نے وہ دُعا قَبول فرمالی اور میں نے اُس کے لئے اُن چھ دن کو ساٹھ سال لکھ دیا اور مزید دس سال بڑھا دیئے اور اس کیلئے جنّت میں (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کا پڑوس لکھ دیا ہے۔ لِہٰذا تم یہ (70 سالہ) مدت پوری ہونے سے قبل اس کی روح قبض مت کرنا۔ (قرۃ العیون مع الروض الفائق ص ۳۹۸) **اللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گناہوں کے ذَرِیعے ہونے والے کُفرِیّات کے بارے میں سُوال جواب

گناہ کی تعریف

سُوال: گناہ کی کیا تعریف ہے؟ نیز گناہ صغیرہ اور کبیرہ کون کون سے ہیں؟

جواب: صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولیٰنا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی پارہ 27 سورۃ النَّجم آیت نمبر 32 کے جُز **اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ** ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو

بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں) کے تحت فرماتے ہیں: **گناہ** وہ عمل ہے جس کا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو اور بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ **گناہ** وہ ہے جس کا کرنے والا ثواب سے محروم ہو بعض کا قول ہے ناجائز کام کرنے کو **گناہ** کہتے ہیں۔ (**خزائن العرفان ص ۸۴۰**)

فقیہِ ملّت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جلال الدین امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کسی واجب کا ایک بار ترک کرنا **گناہِ صغیرہ** ہے بشرطیکہ بلا عذرِ شرعی ہو۔ جیسے ایک بار ترکِ جماعت کرنا یا ایک بار داڑھی منڈانا وغیرہ اور گناہِ صغیرہ اِصرار سے گناہِ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ شرک اور کفر اور ہر حرام قطعی کا ارتکاب گناہِ کبیرہ ہے اور کسی فرضِ قطعی جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کا نہ ادا کرنا بھی **گناہِ کبیرہ** ہے۔'' واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ فیض الرسول ج۲ ص ۵۰۱-۵۰۲)

گناہِ صغیرہ پر اِصرار کے معنیٰ

سُوال: گناہِ صغیرہ **اِصرار** سے گناہِ کبیرہ ہو جاتا ہے'' اِس میں **اِصرار** سے کیا مُراد ہے؟

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔

جواب: "اصرار کا معنیٰ ہے مضبوط باندھنا، مضبوط ہو جانا، کسی کے ساتھ ایسا وابستہ ہونا کہ اس سے جدا نہ ہو سکنا (تفسیر نعیمی ج ۴ ص ۱۴۳)" "گناہ پر اصرار کرنا" کے معنیٰ کے متعلق مختلف اقوال ہیں: شیخِ مُحقِّق، مُحقِّق علی الاطلاق، خاتم المحدثین، حضرت علامہ **شیخ عبد الحق محدث دہلوی** علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض علماء کرام نے فرمایا کہ: **اصرار** کی حد یہ ہے کہ گناہ کو بار بار کرے اور دل میں **بے باکی** محسوس کرے (اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۵۸) **فتاویٰ شامی** میں ہے: **اصرار** کی حد یہ ہے کہ وہ گناہ کی پرواہ کئے بغیر بار بار صغیرہ کا ارتکاب کرے۔ (فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۵۲۰) جو گناہ صغیرہ کیا اس سے توبہ کر لینے سے **اصرار** سے باہر نکل آتا ہے چنانچہ امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ حرم، شافعِ اُمم، نبیٔ مکرم، نورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ معظم ہے: جس شخص نے **استغفار** کر لیا اس نے اپنے **گناہ** پر **اصرار** نہیں کیا اگرچہ وہ دن میں **ستر بار گناہ** کرے (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۲۰).

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

۱۲۱ حدیث ۱۰۱٤) مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یعنی توبہ گناہ سے باز رہنے کا پورا ارادہ ہو اور اگر توبہ کے وقت ہی یہ خیال ہے کہ گناہ کرتا ہی رہوں گا، تو یہ توبہ نہیں بلکہ (معاذ اللہ عزوجل) اسلام کا مذاق ہے (مراۃ المناجیح ج ۳ ص ۳۶٤)

گناہ کو حلال سمجھنا

سُوال: گناہ کو حلال سمجھنا کیسا؟

جواب: کسی بھی **صغیرہ یا کبیرہ** گناہ کو حلال سمجھنا **کفر** ہے جب کہ اس کا گناہ ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اسی طرح گناہ کو ہلکا سمجھنا بھی کفر ہے۔ (**مِنَحُ الرَّوض** ص ۱۲۳)

سُوال: جواب میں آپ نے دلیلِ قطعی لفظ لکھا ہے اِسی طرح کہیں نصِ قطعی لکھا ہوتا ہے مہربانی کر کے ان کے معنیٰ بیان فرما دیجئے۔

جواب: دلیلِ قطعی اور نصِ قطعی دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ نصِ قطعی (دلیلِ قطعی) سے مراد قراٰنِ پاک کی آیت یا حدیثِ مُتَواتِر ہوتی ہے اور اگر آیت و حدیثِ مُتَواتِر کی دلالت بھی قطعی ہو تو اس سے قطعی طور پر

فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

”گناہ کر کے توبہ کرنا اللہ کی سنّت ہے“ کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے کہا کہ گناہ کر کے توبہ کرنا خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سنّت ہے کیا ایسا کہنا کُفر نہیں؟

جواب: ضرور کفر ہے۔ اِس قولِ بد تر از بول (1) کا ظاہر و واضح مفہوم ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے لئے گناہ و توبہ کا اِثبات (یعنی اِقرار) اور اللّٰہ المُبین عَزَّوَجَلَّ کی سخت ترین توہین ہے اور یہ صَریح کفر ہے کہنے والا اسلام سے خارج ہو گیا۔

گناہ کو اچّھا جاننا کیسا؟

سُوال: گناہ کو اچھا جاننا کیسا؟

جواب: صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: ”جو شخص معصیت (یعنی اللہ و رسول کی نافرمانی) کرے اس کو اچھا جاننا اس کے یہ معنٰی ہوتے ہیں کہ گناہ گناہ نہیں اور جس گناہ کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہو اس کے معصیت ہونے کا انکار کفر

---

(1) بول یعنی پیشاب۔

ہے مثلاً شرابی، جواری، چور وغیرہم سب ہی اچھے ہوں تو یہ افعال گناہ نہ ہوئے اور ان کو گناہ نہ جاننا قرآن مجید کا انکار ہے۔''

(فتاوٰی امجدیہ ج ۱ ص ۵۵)

''جھوٹ بولا تو کیا بُرا کیا!'' کہنا کیسا؟

سُوال ایک شخص نے کسی بات پر بلا اجازتِ شرعی جھوٹ بولا۔ اس پر جب اس کو کسی نے ٹوکا تو اس نے ہٹ دھرمی سے کہا: آج کل سچائی کا زمانہ نہیں ہے میں نے جھوٹ بولا تو کیا بُرا کیا! اِس طرح کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟''

جواب اس طرح کہنے والے پر حکمِ **کفر** ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کی خدمت میں استِفتاء (اِس۔تِف۔تا) پیش ہوا: عَمرو نے جان بوجھ کر کچہری (کورٹ) میں **جھوٹی گواہی** دی۔ لوگوں نے اِس پر اعتِراض کیا تو کہنے لگا: کچہری میں آج کل سچ کون بولتا ہے، جتنے جاتے ہیں سبھی وہاں جھوٹ ہی بولتے ہیں، **اگر میں نے جھوٹ کہا تو کیا بُرا کیا!**

الجواب: حدیث میں فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والا وہاں سے

قدم ہٹائے نہیں پاتا حتّٰی کہ اللہ عزوجل اُس کیلئے جہنم واجب فرما دے گا (ابنِ ماجہ ج ۲ حدیث ۲۳۷۲) یہاں تک تو گناہ کبیرہ ہی تھا جو آدمی کی ہلاکت و بربادی کو بس ہے۔ آگے اس کا کہنا کہ "میں نے جھوٹ بولا تو کیا بُرا کیا!" **صریح کلمۂ کفر** ہے اِس پر لازم ہے کہ **تجدیدِ** اسلام کرے اور اگر عورت رکھتا ہو تو از سرِ نو اسلام لانے کے بعد اس سے **تجدیدِ نکاح** ضروری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۱۴۹-۱۵۰)

"چھوٹی موٹی باتیں تو چل جائیں گی" کہنا

سُوال: مُرید سے جھوٹ بولنے کا گناہ صادِر ہوا، اِس پر اُس کے پیر صاحب نے ٹوکا۔ مُرید کہنے لگا: "حُضُور! آپ جیسی کامل ہستی سے میری نسبت ہے اِس طرح کی **چھوٹی موٹی باتیں تو چل جائیں گی۔**" حکمِ شرعی بیان کیجئے؟

جواب مُرید بیباک کا یہ جملہ ناپاک **کفر** ہے کیوں کہ اس نے ایسے گناہ کو ہلکا جانا جس کا معصیّت (نافرمانی) ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

امامِ اعظم کا خوفِ خدا عزوجل

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو!** جو لوگ دنیا ہی کو اپنا سب کچھ بنا

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درود پاک پڑھا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

بیٹھے، موت کو بھلا بیٹھے اور نیک لوگوں سے رشتہ توڑ بیٹھے ہیں وہ
عام طور پر بے لگام ہو جاتے ہیں، ان کی زبان گویا ان کے دل کے
آگے ہوتی ہے دل کی طرف رجوع کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی
بس جو کچھ زبان کی نوک پر آیا پھسل کر باہر آ جاتا ہے اور وہ ہر دم بک
بک کرتے رہتے ہیں اور پھر اسی طرح **مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ زبان سے
کفر یا **غلط** سر زد ہونے کا امکان بھی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ہمیں
اپنے اندر **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ پیدا کرنا چاہئے۔ کروڑوں حنفیوں کے
پیشوا اور میرے آقا و مولا حضرت امامِ اعظم، **فَقِیْہِ اَفْخَم**، امام
ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا **خوفِ خدا** ملاحظہ ہو۔ چنانچہ منقول
ہے: ایک بار حضرت سیِّدُنا **امامِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سے گفتگو فرما
رہے تھے کہ کسی بات پر اچانک اس شخص نے **امامِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہا: **اِتَّقِ اللّٰہ** یعنی خدا سے ڈرو! ان الفاظ کا اس کے منہ
سے نکلنا تھا کہ **سیِّدُنا امامِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ زرد پڑ گیا، سر
جھکا لیا اور فرمانے لگے: "بھائی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر
دے، علم پر جس وقت کسی کو ناز ہونے لگے اس وقت وہ اس بات کا

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

ضرورت مند ہوتا ہے کہ کوئی اس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی یاد دلا دے"۔

(مفرد الحمدان ص ۲۲۲)

گناہِ صغیرہ کب کُفر ہوتا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ 369 تا 370 سے چند سطور پیش کرتا ہوں جن میں **معلومات کا بیش بہا خزانہ** ہے چُنانچہ میرے **آقا اعلیٰ حضرت،** امامِ اَہلسنّت، مجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رَحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: "حضرت سیِّدُنا **امام محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے لکھا ہے **تو اجد** (یعنی وجد کی نقالی) سے **وجد** پیدا ہوتا ہے۔ **تشبُّہ** (یعنی نقالی) کی صورت یہ ہے کہ بتکلُّف **وجد** بنائے (کہ) ہوتے ہوتے (سچّ وجد بھی) ہو جائے گا۔ ہاں یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں (کہ) یہ **ریا** ہے اور **حرام** ہے۔ **عرض:** (کیا) صغیرہ کا اِستخفاف (یعنی ہلکا جاننا) کبیرہ ہے؟ **ارشاد:** (بلکہ) بعض اوقات **صغیرہ** کا اِستخفاف (یعنی ہلکا جاننا) **کُفر** ہو جائے گا جبکہ اس کا گناہ ہونا **ضروریاتِ دین** سے ہو، علماء فرماتے ہیں: کسی نے

کوئی گناہ کیا، اُس سے لوگوں نے کہا: توبہ کر۔ جواب دیا: "چہ کردہ ام کہ توبہ کنم؟ (یعنی میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں؟" اس کا یہ جواب) **کُفر** (ہے) امرِ مُحقق ہے **صَغائر** (یعنی چھوٹے گناہ) ایسے ہیں جن کا معصیت (نافرمانی) ہونا **قطعی و یقینی** ہے مثلاً اجنبیہ سے مَس و تَقبیل (یعنی غیر عورت کو چھونا اور بوسہ لینا گناہِ) صغیرہ ہے اِلَّا اللَّمَم میں داخل ہے مگر حلال جانے **کافِر** ہے (پھر فرمایا) جس کو سمجھا کہ یہ **ہلکا** گناہ ہے، خود **صغیرہ** سے **کبیرہ** ہو گیا۔ اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام فرماتے ہیں: اِس گناہ کو دوسرے **گناہ** سے نسبت دیتا ہے کہ اس سے چھوٹا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ **گناہ** کس کا کر رہا ہے! اگر دیکھتا تو یہ فرق نہ کرتا"۔

ناحق مال چھین کر لانے والے کی تعریف کرنا کیسا؟

سُوال: جو کسی کا مال چُرا کر یا ناحق چھین کر لائے اُس سے تعریفاً یہ کہنا کیسا کہ تُو نے بہت اچھا کیا۔

جواب: خود چوری اور غصب کے فعل کو اچھا کہنے کے طور پر چور یا غاصب کو اچھا کہنا کفر ہے۔

فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم: مجھ پر کثرت سے دُرُود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

نیکیوں کو اچھا نہ ماننا کیسا؟

سُوال: جو نیکیوں کو اچھا اور گناہوں کو بُرا نہ مانے وہ کیسا ہے؟

جواب: ایسے شخص پر حکمِ کفر ہے۔ چُنانچِہ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو نیکیوں کو اچھا، گناہوں کو بُرا، نیکیوں پر ثواب، گناہوں پر اِستِحقاقِ عذاب اور عبادت کا وُجوب (یعنی واجب و ضروری ہونا) نہ مانے اس پر حکمِ کفر ہے۔ (**مِنَحُ الرَّوض** ص ۱۰ ...)

ان جُزئیات کو دیکھتے ہوئے **ایمان کی حفاظت** کی فکر کیجئے۔ خدانخواستہ کفر پر خاتمہ ہو گیا تو کہیں کے نہ رہیں گے۔ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبین **ایمان کی حفاظت** کی بہت فکر رکھتے تھے۔ چُنانچِہ **دو حکایات** مُلاحَظہ فرمایئے:

(1) **حکایت:** حضرتِ سیِّدُنا حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: جس شخص کا خاتمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ (کلمۂ توحید) پر ہوتا ہے وہ جنّت میں داخل ہوتا ہے۔ پھر رونے لگے اور فرمایا: کون میرے لئے ضمانت دیتا ہے کہ میرا خاتمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ پر ہوگا۔ (**تنبیہ المغترین** ص ۱۶۶)

(2) **حکایت:** حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرمایا کرتے

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

تھے: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص **ایک ہزار سال** بعد جہنم سے نکلے گا۔ پھر فرمایا: کاش! وہ شخص میں ہوتا کیونکہ جہنم سے اس کا نکلنا یقینی ہے۔ (یعنی اس کا ایمان پر خاتمہ ہونا طے شدہ ہے) **حضرتِ سیدنا شیخ عبد الوہاب شعرانی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی یہ حکایت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: **اے بھائی!** اپنے نفس کو دُنیوی امور میں صرف ضرورتِ شرعیہ کے مطابق مشغول رکھ، ہو سکتا ہے تجھے غفلت کی حالت میں موت آ جائے، تو یوں تجھے دونوں جہانوں میں نقصان اٹھانا پڑے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

(تنبیہ المغترین ص ١٦١)

مسلمان کا قتل حلال جاننا کیسا؟

سُوال: کسی مسلمان کے ظلماً قتل کرنے کو جائز قرار دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا شخص کافر ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: وجہ شرعی کے بغیر کہنا کہ "فلاں کا قتل حلال ہے" **کفر** ہے۔

(منح الروض ص ٤٨٥)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: [illegible]

بد فعلی کو جائز سمجھنا کیسا؟

سُوال: جو بدفعلی کو جائز سمجھے یا جائز کہے کیا وہ مسلمان ہی رہے گا؟

جواب: نہیں، وہ کافر ہو جائیگا۔ **فُقَہائے کِرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: جس نے حرام **لِعَینہٖ** کی حُرمت کا انکار کیا یا اُس کے حرام ہونے میں شک کیا وہ کافر ہے جیسے شراب (خمر)، زنا، لواطت، سُود وغیرہا۔ (منح الروض ص ۵۰۲)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لواطت کے حلال ہونے کے قائل کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: "حِلِّ لواطت کا قائل کافر ہے"

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۴)

"کاش! بد فعلی جائز ہوتی" کہنا کفر ہے

سُوال: اس شخص کے لئے کیا حکم ہے جو جائز تو نہ کہے مگر یہ تمنّا کرے کہ **کاش! بد فعلی جائز ہوتی۔**

جواب: یہ تمنّا بھی کفر ہے۔ اَلْبَحْرُ الرَّائِق جلد 5 صفحہ 208 پر ہے: جو حرام کام کبھی حلال نہ ہوئے اُن کے بارے میں حلال

ہونے کی تمنا کرنا کفر ہے مثلاً تمنا کرنا کہ کاش! ظلم، زنا اور قتل ناحق حلال ہوتے۔

اَجنبِیّہ کا بوسہ لینے کو جائز کہنا

سُوال: غیر محرمہ کا بوسہ لینے کو جائز سمجھے اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا بے حیا شخص کافر ہے۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو اجنبی عورت کا بوسہ لینا جائز سمجھے وہ کافر ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ۵۰۹)

گناہوں کے ذریعے دین کی خدمت

سُوال: بعض لوگ دین کا کام کرنے کیلئے ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں اگر کوئی اعتراض کرے تو کہتے ہیں کہ آج کل دین کا کام اِسی طرح ہوتا ہے ان کا یہ جواب کہاں تک دُرست ہے؟

جواب: صدرُالشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا، تو کہنے لگا: ''اسلام کا کام اِسی طرح کرنا چاہیے'' یعنی جو گناہ و معصیت (یعنی اللہ و رسول کی نافرمانی) کو اسلام

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم: مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

کہتا ہے وہ کافر ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۹)

معصیت کے ذریعے دین کی خدمت باعثِ ہلاکت ہے

یہاں اُن لوگوں کیلئے کافی درسِ عبرت ہے جو دین کے کام کے نام پر دھمکیاں دے کر زبردستی "چندہ" نکلواتے، ہڑتالیں کر کے جبراً مسلمانوں کی دُکانیں بند کرواتے، گاڑیاں اور اِملاک جلاتے، مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلاتے، بسوں پر پتھر برساتے، اس طرح کی حرکات سے عام مسلمانوں پر طرح طرح سے ظلم ڈھاتے اور پھر مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ کیا کریں حالات ہی ایسے ہیں، اگر ہم یوں نہ کریں تو دین کا کام نہیں ہو سکتا! یاد رکھئے! اللہ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے اِس بات کی قطعاً حاجت نہیں کہ کوئی دین کا کام کرے ہی کرے۔ ہم خود اس کے محتاج ہیں لہٰذا ہمیں ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ اور شاہِ موجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے احکامات کی روشنی ہی میں عبادات اور دین کی خدمات بجالانی چاہئیں۔ یا لفرض کوئی معصیت کے ذریعے دین کی خدمت میں ظاہری زیادت (یعنی بظاہر ترقی)

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

محسوس کرے بھی تو اُسے خوش فہمی میں پڑ جانے کے بجائے اس حدیثِ مبارَک کو بار بار پڑھنا اور فکرِ آخرت میں کھونا چاہیے چُنانچِہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باِذنِ پروردگار دوعالَم کے مالِک و مختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ عبرت بُنیاد ہے: **بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس دین کی مدد ایسی قوم کے ذَرِیعے (بھی) لیتا ہے جن کا دین میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔**

(مَجْمَعُ الزَّوائِد ج ۵ ص ۵۵۴ حدیث ۹۵۰۶)

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ

شریعت سے زِنا کی اجازت مانگنا کُفر ہے

سُوال: ایک عورت کے بارے میں سُوال ہے کہ کیا سخت تنگدستی کے عالم میں شریعت اس عورت کو زِنا کے ذریعے گزر اوقات کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

جواب: شریعت **اللہ و رسول** عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کا نام ہے۔ **اللہ و رسول** عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زِنا کی

اجازت مانگی **کفر** ہے۔(اس ضمن میں تفصیلی سوال جواب فتاوٰی رضویہ

جلد 13 صفحہ 474 پر ملاحظہ فرمایئے)

خدا عزوجل کی ناراضگی کو ہلکا جاننا کیسا؟

سُوال: یہ جملہ کہنا ازروئے شَرع کیسا کہ "**اللہ** ناراض ہوتا ہے تو ہو"؟

جواب: **کُفر** ہے کہ اِس میں **اللہ** عزّوجلّ کی **ناراضگی کو ہلکا جانا پایا جارہا ہے۔** **اللہ** عزّوجلّ کے ناراض ہونے کی صورت میں بندہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے، اور اِس جُملے سے قائل کا اپنے آپ کو **اللہ** عزّوجلّ کے عذاب سے بے خوف ظاہر کرنے کا پہلو بھی نکل رہا ہے اور یہ بھی **کفر** ہے۔ صَدرُ الشَّرِیعَہ، بَدرُ الطَّرِیقَہ حضرتِ علّامہ مَولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "کسی سے کہا کہ گناہ نہ کر ورنہ **خدا** تجھے **جہنَّم** میں ڈالے گا" اس نے کہا: میں **جہنَّم** سے نہیں ڈرتا یا کہا: **خدا کے** عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا: "تو **خدا** سے نہیں ڈرتا؟" اُس نے غصّہ میں کہا: "نہیں۔" یا کہا: **خدا** کیا کرسکتا ہے؟ اِس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ **دوزخ** میں ڈالدے یا کہا: **خدا** سے ڈر اُس

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

نے کہا: **خدا** کہاں ہے؟ یہ سب **ڈھکوسلے** ہیں۔"

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱)

اللہ و رسول کے حکم پر دوسرے کے حکم کو ترجیح دینا کیسا؟

سُوال: جو شخص گناہ پر ضد کرے اور خدا و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم پر دوسرے آدمی کے حکم کو ترجیح دے وہ کیسا ہے؟

جواب: ترجیح کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم کے بجائے کسی دوسرے کے حکم پر عمل کرے یہ تو کفر نہیں جبکہ ترجیح کا دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے حکم کو اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم سے بڑا سمجھا لیکن کوئی گنہگار سے گنہگار مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ کسی اور کے حکم کو اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم سے بڑا سمجھے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرحمٰن اِسی طرح کے ایک استفتا کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ حکمِ شرعی کہ گناہ پر ہٹ (یعنی ضد) کرنا استحقاقِ عذابِ نار ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہُت بُرا بچھونا ہے۔

(پ ۲ البقرہ ۲۰۶)

ابلیس کی پَیروی سے حکمِ **خدا و رسول** پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہِ کبیرہ ہے، اِستحقاقِ جہنَّم ہے۔ مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسِق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ **اللہ و رسول** کے حکم پر اس (یعنی ظالم) کے حکم کو ترجیح ہے۔ ایسا سمجھے تو آپ (یعنی خود) ہی **کافِر** ہے۔ وَالعِیاذ بِاللّٰہ تَعالٰی ۔ وَاللّٰہُ تَعالٰی اَعلَم۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲٤ ص ۳٤۸)

ڈانس کو جائز کہنا کیسا؟

سُوال: ”مُرَوَّجہ ڈانس کو جائز کہنا“ کیسا ہے؟

جواب: فُقَہائے کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو **رَقص** کرنے کو جائز سمجھے اُس پر حکمِ **کُفر ہے** (دُرِّمُختار ج ٦ ص ۳۹٦) یہاں **رَقص** سے مُراد لچکے توڑے کے ساتھ کیا جانے والا وہ ناچ (ڈانس) ہے

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: [illegible]

جو کہ شرعاً نا جائز ہے۔ عشقِ حقیقی کے باعث بے خودی میں جھومنا، **وجد** طاری ہونا یا **تواجد** یعنی عاشقانِ خدا و رسول کے وجدِ صادق کی نقل اُتارنا مَعاذَاللہ عزوجل **کفر نہیں** بلکہ عینِ سعادت ہے۔

انسان کو شیطان کہنا کیسا؟

سُوال: انسان کو شیطان کہنا کیسا ہے؟

جواب: آج کل یہ لفظ اکثر لوگ بطورِ گالی استعمال کرتے ہیں۔ شرارتی بچے کو بھی **شیطان** بول دیتے ہیں۔ اِس کی صورتیں بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 13 صفحہ 656 پر فرماتے ہیں: گمراہ بددین کو **شیطان** کہا جاسکتا ہے اور اُسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے، اِدھر کی اُدھر لگا کر فساد ڈلوائے، جو کسی کو گناہ کی ترغیب دے کر لے جائے وہ اس کا **شیطان** ہے اور سُنّی صالح کو شیطان کہنا **شیطان** کا کام ہے۔ مزید صفحہ 652 پر تحریر کرتے ہیں: مسلمانوں کو بلا وجہِ شرعی **مردود** یا **ابلیس** کہنا

سخت حرام ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ (پ۲۲ الاحزاب ۵۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں اُنہوں نے بُہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جس نے کسی مسلمان کو (ناحق) ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو ایذا دی۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط ج۲ ص۳۸٦ حدیث۳٦٠٧)

''گناہ'' کے مُتَعلِّق کفریات کی 11 مثالیں

﴿1﴾ کسی نے کہا: ''اللہ تعالٰی جہنَّم میں بھیجنے کے علاوہ کیا کرسکتا ہے؟'' یہ قول کفر ہے۔ (عالمگیری ج۲ ص۲٦۲)

﴿2﴾ کسی سے کہا گیا: گناہ نہ کر اللہ تعالٰی عذاب دے گا۔ اُس نے کہا: ''میں ایک ہاتھ سے سارا عذاب اُٹھالوں گا۔'' یہ کہنے والا کافر ہے۔

(عالمگیری ج۲ ص۲٦٠)

﴿3﴾ اگر کسی فاسق کے بچّے نے پہلی مرتبہ شراب پی اور اسکے رشتے دار اسے

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔

مبارک باد دے رہے ہیں، اُس پر پیسے لُٹا رہے ہیں۔ ان سب پر حکمِ کفر ہے۔ (منح الروض ص ۵۰۲)

﴿4﴾ کسی آدمی نے صغیرہ گناہ کیا۔ دوسرے نے کہا: توبہ کر۔ اس نے کہا: ''میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں!'' یہ کہنے والا کافر ہے۔

(مَجْمَعُ الْاَنْھُر ج ۲ ص ۵۱۲)

﴿5﴾ ظالم سے کہا گیا کہ تو اللہ عزوجل اور مسلمانوں کو ایذا دیتا ہے۔ اُس نے کہا: ''ہاں میں دیتا ہوں'' یا ﴿6﴾ کہا: ''اچھا کرتا ہوں'' ایسے پر حکمِ کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿7﴾ جو شیطان سے کہے: ''اے ابلیس! میرا کام سنوار دے پھر تو جو مجھے کہے میں کروں گا اور جس سے منع کرے گا اُس سے باز رہوں گا'' یہ قول کفر ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۰)

﴿8﴾ ایک آدمی نے جھوٹ بولا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے جھوٹ میں برکت دے۔ یہ کہنا کفر ہے۔ (ایضاً)

﴿9﴾ جو کہے: ''میں ثواب وعذاب سے بیزار ہوں'' اس پر حکمِ کفر ہے۔ (البحر الرائق ج ۵ ص ۲۰۸) اور ﴿10﴾ ثواب وعذاب کا انکار بھی

کفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۲۷۸)

﴿11﴾ جو کہے: خیانت کرنے سے **کافر** ہونا بہتر ہے "اس پر حکمِ کفر ہے۔ (الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الفتاوی الہندیۃ ج ۶ ص ۳۴۴)

حرام کو حلال کہنے کے بارے میں سوال جواب

پرائے مال کو حلال سمجھنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگ کسی چلتے پھرتے کا مال ہڑپ کر جاتے اور پھر چوری اور سینہ زوری کے مصداق یوں کہتے سنائی دیتے ہیں کہ "اپنے کو سب حلال ہے۔" ایسوں کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: بغیر اجازتِ شرعی کسی کا مال کھا جانے کو حلال کہنا کفر ہے۔

(ملخصاً از منح الروض ص ۴۸۵)

حرام فعل سے قبل بسم اللہ پڑھنا کیسا؟

سُوال: جیب کترے نے بسم اللہ پڑھ کر کسی کی جیب کاٹی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا کفر ہے۔ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: حرامِ قطعی فعل کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا کفر ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۳)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جو مجھ پر ایک بار دُرُود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا۔

حرام مال سے خیرات کرنا کیسا؟

سُوال: سُود یا رشوت یا جُوا یا چوری کی رقم سے بہ نیّت ثواب **خیرات** کرنا کیسا؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کے فرمان عالیشان کا خلاصہ ہے: جس نے **مال حرام** کو اپنا ذاتی مال تصوُّر کر کے بہ رضا و رغبت ثواب کی نیّت سے **خیرات** کیا اُس کو ہرگز ثواب نہیں ملیگا بلکہ اس کی بعض صورتوں کو **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام نے **کفر** قرار دیا ہے۔ اور اگر اس **حرام مال** کو **حرام** ہی سمجھا، اس پر نادِم ہوا، توبہ بھی کی مگر شریعت کے حکم کے مطابق اُس کے مالکان یا وُرَثا تک پہنچانا ممکن نہ رہا اور چُونکہ ایسی صورت میں اب اس کو **خیرات** کر دینے کا شرعاً حکم ہے لہٰذا اسی حکم شرعی کی بجا آوری کی نیّت سے اُس نے اِس **مال حرام** کو **خیرات** کر دیا تو اگرچہ اِس مال کی **خیرات** کا ثواب نہ ملیگا مگر **خیرات** کر دینے کے "حکم شرعی" پر عمل کرنے کے ثواب کا حقدار ہوگا بلکہ اس کا یہ فعل اس کی توبہ کی تکمیل کا باعث ہے (اس کی تفصیلی معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد 19 صفحہ 656 تا 661

ملاحظہ فرمایئے)

خیرات میں حرام مال لیکر فقیر کا دعا دینا کیسا؟

سُوال: کسی نے فقیر کو حرام قطعی مال خیرات کیا، اِس پر فقیر کا دعاء میں جَزَاکَ اللّٰہُ خَیرًا (یعنی اللہ عزوجل تجھے بہترین جزا دے) کہنا کیسا؟

جواب: اگر فقیر کو خیرات میں ملنے والے مال کے **حرام قطعی** ہونے کا علم ہے اور جَزَاکَ اللّٰہُ خَیرًا کہتے وقت اِس کے دعائیہ معنی بھی سمجھتا ہے تو اُس نے کفر کیا۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: **حرام قطعی** مال صَدَقہ کر کے ثواب کی اُمید رکھنا **کفر** ہے، فقیر کا اسے **حرام قطعی** جانتے ہوئے دُعا دینا **کفر** اور دینے والے کا اس کی دعا پر آمین کہنا بھی **کفر** ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲ ص ۵۱۲)

"اللہ نے میری روزی ہی حرام میں رکھی ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: ملاوٹ والا مال دھوکے سے بیچنے والے سے کہا گیا کہ آپ اِس طرح نہ کیا کریں، تو جواب دیا: "کیا کروں! **اللہ** عزوجل نے میری روزی اِسی میں رکھی ہے۔" کہیں یہ **کلمۂ کفر** تو نہیں؟

جواب: اگر قائل اپنے کام کو **حرام** ہی سمجھتا ہے تو چونکہ وہ اپنے اس ناجائز کام

کیلئے تقدیر کو آڑ بناتا ہے اس لئے اس کا اِس طرح کہنا سخت بے
ادبی اور بے دینی کی بات ہے یہ جملہ قائل کے مُنہ پھٹ ہونے
اور **اللہ تَوَّاب** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے بے خوف ہونے پر
دال (علامت) ہے۔ اگر اسے صحیح معنوں میں **خوفِ خدا** ہوتا ہرگز
اس کے مُنہ سے ایسا جملہ نہ نکلتا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عقل دی ہے
خیر وشر اور حلال وحرام کو جدا وضاحتاً بیان فرما دیا گیا ہے۔ بندے کو
جو ایک نوع اختیار دی گئی ہے اُسے برُوئے کار لاتے ہوئے کوئی تو
اچھے کام اپناتا ہے اور کوئی اپنے آپ کو بُرائی کے عمیق (یعنی گہرے)
گڑھے میں گراتا ہے، کوئی حلال روزی کماتا ہے تو کوئی حرام کھاتا
کھلاتا ہے بروزِ قیامت اعمال کا حساب ہونا ہے، نیکی کی جزا
ملے گی اور بُرائی کی سزا۔ قائل پر اپنے اِس جملے سے **توبہ** ضروری
ہے اور اسے **حرام** سے بچنا **فرض** ہے

ہجوم میں رہ کر دین کی حفاظت کی دُشواری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حرام مال کی نحوستیں بے شمار ہیں، ہمیشہ
ایمان کی **حفاظت** کی فکر کرتے رہنا چاہئے، نہ جانے کون سی ایسی

بھول ہو جائے کہ مَعَاذَ اللّٰہ **ایمان** برباد ہو جائے۔ ایمان کی حفاظت اور رزقِ حلال کی فراہمی کی دشواری کے مُتَعَلِّق ایک **عبرت انگیز حدیث** مُلاحظہ فرمایئے۔ چُنانچِہ **سرکارِ دوعالم**، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ حقیقت بُنیاد ہے:

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی دیندار کا دین **محفوظ** نہ رہے گا سوائے اس **شخص** کے جو اپنے دین کو لے کر (یعنی اُس کی حفاظت کی خاطر) ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور ایک سوراخ (یعنی غار) سے دوسرے سوراخ (یعنی غار) کی طرف بھاگ جائے۔ اس وقت مَعِیشت کا حُصول **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے بغیر نہ ہو گا۔ پھر جب یہ صورتِ حال ہو گی تو آدمی اپنے بیوی بچوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گا اگر اس کے بیوی بچے نہ ہوں گے تو والدین کے ہاتھوں ہلاک ہو گا اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوں گے تو اس کی ہلاکت رشتہ داروں یا پڑوسیوں کے ہاتھوں ہو گی۔ **صحابۂ کرام** علیہم الرضوان نے عرض کی: **یارسولَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! یہ کیسے ہو گا؟

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''وہ اسے مال کی کمی کا طعنہ دیں گے، اس وقت وہ اپنے آپ کو ایسی جگہوں پر لے جائے گا جہاں وہ اپنی جان کو ہلاک کرے گا'' (گویا انہی کے ہاتھوں ہلاک ہوا)۔ (الزہد للبیہقی ص ۱۸۲ رقم ۴۲۹)

بہن سے نکاح کو جائز سمجھنا کیسا؟

سُوال: اپنی بہن کے ساتھ نکاح کو حلال جاننے والے کیلئے کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب ایسا شخص **کافر** ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: مُحَرَّمات (مثلاً ماں، بہن، بیٹی، بھانجی، بھتیجی وغیرہ) سے نکاح کو حلال سمجھنا، یا ضرورتِ شرعی شراب (خمر) پینے یا مُردار کھانے یا خون پینے یا خنزیر کا گوشت کھانے کو حلال سمجھنا **کفر** ہے۔

(منح الروض ص ۵۰۲)

سُود کو حلال جاننا

سُوال: سُود کو حلال جاننے والا کیسا ہے؟

جواب کافر ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: (بلا اجازتِ شرعی) قتلِ نفس (یعنی قتلِ مسلم) کو یا یتیم کا مال کھا جانے کو یا

سُور کو حلال سمجھنا **کُفر** ہے۔ (منح الروض ص ۴۶۸)

ہر حال میں گوشت کو حرام کہنے والے کا حکم

سُوال: اُس کیلئے کیا حکم ہے جو یہ کہے: گوشت کھانا کسی بھی صورت میں حلال نہیں۔

جواب: مُطلقاً گوشت کو حرام کہنا کُفر ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حلال کردہ کو حرام ٹھہرانا ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: نماز کا مُنکِر **کافِر** ہے، روزہ کا مُنکِر **کافِر** ہے، جو نماز پڑھنے کو بُرا کہے نمازی پر نماز پڑھنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے **کافِر** ہے روزہ رکھنے کو جو بُرا کہے، روزہ دار پر روزہ کی وجہ سے طعن کرے وہ **کافِر** ہے **گوشت کھانے کو مُطلقاً حرام کہنا کُفر ہے** قربانی کو ظلم کہنے والا **کافِر** ہے ان اِعتِقادوں والے مُطلقاً کُفّار ہیں۔ پھر اگر اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان کہتے یا کلمہ پڑھتے ہوں تو **مُرتَد** ہیں کہ (مُرتَدین) دنیا میں سب سے **بدتر کافِر** ہیں، ان سے مَیل جول **حرام**، ان کے پاس بیٹھنا **حرام**، بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے جانا

حرام، مرجائیں تو ان کے جنازے کی نماز **حرام**۔

(فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٢٥٦)

غصب کو حلال کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے والد صاحب کے انتقال کے بعد ورثا کو ان کا حق دینے کے بجائے سارے مال پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ سمجھانے کی کوشش کرنے پر اس نے بغیر کسی حیلہ شرعیہ کے مطلقاً اس **غصب کو حلال** قرار دیا۔ **زید** کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ **غصب** حرام ہے **غصب** کی حرمت ضروریاتِ دین میں سے ہے لہٰذا اگر واقعی زید نے **غصب** کو حلال قرار دیا ہے تو اس پر حکمِ **کفر** ہے۔ ایسے ہی ایک **سوال** کے **جواب** میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے **حرام** کو **حلال** جانا تو اس وقت اُو دم **کفر** ہوگا بلکہ عند التحقیق یہ واجب **کفر** ہوگا، کیونکہ کفر کا دارومدار ضروریاتِ دین کے انکار پر ہے اور اس میں شک نہیں کہ بغیر حیلہ شرعیہ مثلاً کسی سے اپنے حق کے بدلے

لینا جبکہ وہ منکر ہو اور غیر لیکی ضرورت جو اس کو تخصیص (مثلاً بھوک کی اضطراری حالت) میں مُبتلا کر دے غضب کی حرمت ضروریاتِ دین میں سے ہے۔" (فتاوٰی رضویہ ج ۱۱ ص ۱۷۵)

حرام کو حلال کہنے کے متعلق کفریات کی 11 مثالیں

﴿1﴾ جس نے کہا: "میں حلال و **حرام** کو نہیں پہچانتا" اس پر حکمِ **کفر** ہے جبکہ کہنے والا حرام و حلال کو برابر یعنی ایک طرح کا سمجھے۔

(منح الروض ص ۴۷۲)

﴿2﴾ جس نے کسی **حرام** کو حلال لیا یا حلال کو **حرام** مان لیا تو وہ **کافر** ہو جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ **حرام لِذاتِہٖ** ہو اور اس کی حرمت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۴۷، خلاصۃ الفتاوٰی ج ۴ ص ۳۸۳) اور وہ ضروریاتِ دین کی حد تک ہو۔

﴿3﴾ رزقِ حرام کھانے کے بعد اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا **کفر** ہے کہ یہ رزقِ **حرام** کھانے کو پسند کرنا ہے جبکہ اگر مطلق رزق پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا قطع نظر اس کے کہ یہ **حرام** ہے یا **حلال** تو حکمِ **کفر** نہیں۔

(منح الروض ص ۴۶۲)

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

{4} مرد کیلئے ریشم کے حرام ہونے کا انکار کفر ہے۔ (ایضاً ص٤٥٢، ٤٥٤)

{5} اجازتِ شرعی کے بغیر کہے: فلاں کا قتل حلال ہے اس پر حکمِ کفر ہے۔

(منحُ الروض ص٤٨٥)

{6} جس نے حرامِ اجماعی کی حرمت کا انکار کیا یا اس کی حرمت میں شک کیا تو کافر ہے جیسے شراب (خمر)، زنا، لواطت، سود وغیرہ۔ (ایضاً ص٥٠٢)

{7} جو **حرام** کام کرنے والے کو بطورِ تحسین کہے: تو نے بہت اچھا کیا مثلاً کسی کے قتل ناحق یا چوری کرنے پر کہے: تو نے اچھا کیا یہ کہنا کفر ہے۔

(منحُ الروض ص٤٨٥)

{8} جس نے کہا: "مال ہونا چاہیے حلال ہو یا حرام" ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے۔

(ایضاً ص٥٠١)

{9} بغیر کسی تاویل کے جس نے کہا: "حرام میرے لئے حلال ہے" یہ قول **کفر** ہے۔

(ایضاً ص٥٠١)

{10} کسی سے کہا گیا: تو حلال کھا اس نے کہا: "حرام مجھے زیادہ پسند ہے" یہ قول **کفر** ہے۔

(ایضاً ص٥٠١)

{11} کسی سے کہا گیا: حلال کھا اس نے کہا: "مجھے **حرام** ہی چاہیے" ایسے پر حکمِ کفر ہے۔

(عالمگیری ج٢ ص٢٧٢)

سُنّتوں کی توہین کے مُتَعلِّق سُوال جواب

سُوال: ایک عمل جو کہ سُنّت ہے کسی نے اُس کی توہین کر دی مگر اُس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سُنّت ہے تو اِس بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جن باتوں کا سُنّت ہونا مشہور و معروف نہ ہو ان کی انجانے میں کی جانے والی توہین **کفر** نہیں لیکن اگر اسکا **سُنّت** ہونا معلوم ہو چکنے کے بعد پھر توہین آمیز کلمات **سُنّت** کی توہین کی نیّت سے کہے تو اب کفر ہے۔

داڑھی کو جھنگاڑ کے پر کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے ایک مرتبہ جلسۂ اسلامیہ میں **داڑھی** کے مُتَعلِّق کہا کہ میں **داڑھی** نہیں رکھوں گا مجھے ان خُفّاش (یعنی جھنگاڑ) کے پروں کی ضرورت نہیں۔ یہ بھی دین کے ساتھ اِستہزاء اور مُوجبِ اِرتداد و حُبُوطِ نکاح ہے یا نہیں؟ اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہٰذا ہمارا ایمان باقی ہے شریعت میں مقبول ہے یا نہیں؟

جواب: میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں اسی طرح کا **سوال ہوا تو** **جواب میں ارشاد فرمایا:** داڑھی کے ساتھ اِستہزاء بھی کفر و کفر ہے۔ زید کا ایمان زائل (برباد) اور نکاح باطل اور یہ عذر جہل (مسئلہ معلوم نہ ہونے کا عذر) مُہمَل و باطل (یعنی بے کار) کہ زید نہ کسی دُور دراز پہاڑ کی تلی کا رہنے والا ہے، نہ ابھی تازہ ہندو سے مسلمان ہوا ہے کہ اُسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعارِ اسلام ہے اور شعارِ اسلام سے اِستہزاء (ہنسی مذاق) اسلام سے اِستہزاء (مسخری کرنا) ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اِس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو، مگر اس کا نہ جاننا اس کے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا، شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۴۱،۱۶۱ ۲)

پیر بچا لیں گا

سُوال: یہ کہنا کیسا ہے؟ ”مجھے عملوں پر بھروسہ نہیں میرے غوث پاک بہت بڑے ہیں، وہ بچالیں گے“۔

جواب: قائل کی مراد اگر یہ ہے کہ میرا عمل ناقص اور اِخلاص سے خالی ہونا

ہے اس لئے مجھے مُنگوں یعنی اپنے علم و عمل پر بھروسہ نہیں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے غوثِ پاک بروزِ قیامت میری شفاعت کر کے مجھے عذاب سے بچالیں گے تو کلمۂ کفر نہیں اور اگر مَعَاذَ اللہ سُنّت کی تحقیر کے طور پر کہا تو کفر ہے۔ لہٰذا ایسے کلمے سے احتراز (یعنی بچنا) ضروری ہے۔

داڑھی والے کو جنگلی کہنا کیسا؟

سوال: داڑھی، زُلفوں اور عمامہ شریف والے کو جنگلی کہنا کیسا؟

جواب: بلاوجہِ شرعی کسی بھی مسلمان کو جنگلی کہنا جائز نہیں کہ اِس سے مسلمان کا دل دُکھتا ہے۔ **غمخوارِ اُمّت**، سراپا فضل و رحمت، جانِ عظمت و شرافت، پیکرِ جود و سخاوت، تاجدارِ رسالت، محبوبِ ربِّ عزّت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: "مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ" یعنی جس نے مسلمان کو اذیت دی گویا اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی گویا اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو اذیت دی۔ (**کنز العمال** ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث ۲۶۰۷) خیال رہے اگر مذکورہ جملہ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سُنّت

فرمانِ مصطفےٰ ﷺ: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

کی تحقیر و توہین کیلئے بولا گیا تو کفر ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی بہت نازک دور آگیا ہے ایک مسلمان بالخصوص نوجوان جب داڑھی اور عمامہ شریف کی سُنّت اپناتا ہے تو شیطان بپھر جاتا ہے خاص کر اس کے اہلِ خاندان کو خوب اُکساتا، اُس کے دوستوں کو بہکاتا اور نہ جانے کتنے ہی افراد کے ایمان کے لئے مسائلِ کفر پیدا کر دیتا ہے!

وہ دور آیا کہ دیوانۂ نبی کیلئے
ہر ایک ہاتھ میں پتھر دکھائی دیتا ہے

کُفریہ کلمات کی 21 مثالیں

﴿1﴾ کسی سے کہا گیا: **داڑھی** رکھ لو۔ اُس نے کہا: ''کام کی بات کرو۔'' یعنی **داڑھی** کو فضول کام سمجھا، یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ ہاں اگر داڑھی کو فضول کہنا مقصود نہ تھا بلکہ سامنے والے کے خلط مبحث (خلط ۔ مَبْ ۔ حَث۔ یعنی گفتگو میں جو موضوع چل رہا تھا کسی کا اُس سے ہٹ کر دوسری بات شروع کر دینا) کرنے کے سبب کہا تو کفر نہیں مثلاً پوچھا کچھ اور تھا مگر اگلے نے بے موقع کہہ دیا: ''داڑھی رکھ لو'' اس

پر جواب دیا: ''کام کی بات کرو'' یعنی پہلے میرے سُوال کا جواب تو دیدو۔

{2} مُطلقاً داڑھی کے سنّت ہونے کا انکار کرنا **کُفر** ہے۔

{3} سنّت کو حقیر سمجھتے ہوئے اس کے **ترک** پر اتّفاقی **کُفر** ہے۔

(منح الروض ص ۴۲۲)

{4} کسی سے کہا کہ یہ کیا تُو نے عمامہ و جُبّہ رکھا گلوں والا لباس پہنا ہوا ہے!

یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

{5} سُنّت کی تحقیر **کُفر** ہے {6} جیسے داڑھی بڑھانا {7} مونچھیں کم کرنا {8} عمامہ باندھنا، {9} شملہ لٹکانا ان کی اہانت (یعنی توہین) کُفر ہے جبکہ **سُنّت** کی توہین مقصود ہو۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱)

{10} **سُنّت** کی توہین کرتے ہوئے کسی سے کہا: ''تجھے داڑھی اچھی نہیں لگ رہی'' یا {11} کہا: ''تیرا چہرہ داڑھی کے سبب بگڑ گیا ہے''

یہ دونوں باتیں **کُفر** ہیں۔

{12} **سُنّت** کی توہین کرتے ہوئے، داڑھی کو **بُرش** کہنا یا {13} داڑھی والے کا مذاق اُڑاتے ہوئے اس کو **داڑھی والا بکرا** کہنا دونوں

فرمانِ مصطفٰی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

کفریات ہیں۔

﴿14﴾ عمامہ شریف کو زمین پر دے مارا یا ﴿15﴾ پھاڑ ڈالا یا ﴿16﴾ جلا دیا یہ تینوں باتیں اگر **سنّت** کی توہین کی نیّت سے ہوں تو **کفر** ہیں۔

﴿17﴾ ”عمامے سے تو چہرہ نورانی ہو جاتا ہے اور داڑھی سے بے رونق۔“ یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔

﴿18﴾ کسی سے کہا گیا: سر منڈواؤ اور ﴿19﴾ ناخن کاٹو کہ یہ **سنّت** ہے اُس نے بطورِ انکار اور بطورِ رد کے سنّت کو ٹھکراتے ہوئے کہا: میں نہیں کرتا اگرچہ **سنّت** ہی ہو۔ ایسے پر حکمِ **کفر** ہے اور یہی حکم ہر **سنّت** کے بارے میں ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْهُر ج ۲ ص ۵۰۲)

﴿20﴾ داڑھی منڈانے کو سنّت کہنا **کلمۂ کُفر** ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۶۶)

﴿21﴾ زید نے کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹیں۔ بکر نے ٹوکتے ہوئے کہا: یہ تہذیب کے خلاف ہے زید نے کہا: یہ **سنّتِ رسول** ہے بکر نے بکا: یہ **سنّتِ رسول** ہو تب بھی میری عقل میں نہیں آتا انگلیاں چاٹنا خلافِ تہذیب ہی ہے۔ بکر پر حکمِ **کفر** ہے۔

کُفرِیّہ وَساوِس کے بارے میں سُوال جواب

ذہن میں کُفریہ خیالات آنا

سُوال: اُس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہتا ہے کہ سخت پریشانی کے عالم میں میرے ذہن میں **کُفریہ خیالات** آتے رہتے ہیں۔

جواب: ذہن میں کُفرِیّہ خیالات کا آنا اور اُنہیں بیان کرنے کو بُرا سمجھنا عَین **ایمان کی عَلامت** ہے کیونکہ **کُفریہ وساوِس** شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہ لَعِین مُرتَد و چاہتا ہے کہ مسلمان سے **ایمان** کی دولت چھین لے۔ **حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **نَبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں بعض صَحابۂ کرام علیہم الرضوان نے حاضِر ہو کر عرض کی: ہمیں ایسے خیالات آتے ہیں کہ جنہیں بیان کرنا ہم بَہُت بُرا سمجھتے ہیں۔ **سرکارِ دو عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا واقِعی ایسا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ ارشاد فرمایا: ''یہ تو خالص **ایمان** کی نشانی ہے۔'' **(مسلم ص ۸۰ حدیث ۱۳۲)**

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار درودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

صدرُ الشَّرِیْعَہ، بَدرُ الطَّرِیْقَہ، حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''کفر کی بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا بُرا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص **ایمان** کی علامت ہے کہ دل میں **ایمان** نہ ہوتا تو اسے بُرا کیوں جانتا۔''

بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۴ مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ **وسوسے اور ان کا علاج** ہدیۃً حاصل کرکے پڑھئے۔

''مجھے فُلاں کُفریہ وسوسے آتے ہیں'' کہنا کیسا؟

سُوال: اگر کسی کے سامنے تذکرہ کیا کہ مجھے فُلاں فُلاں **کفریہ وسوسے** آتے ہیں، میں ان سے **تنگ** ہوں، مجھے کوئی علاج بتایئے۔ کیا اِس صورت میں بھی حکمِ کفر ہے؟

جواب: نہیں، اِس صورت میں حکمِ کفر نہیں۔

وَسوَسوں کے تین علاج

﴿1﴾ مُسلِم شریف کی روایت میں ہے کہ محبوبِ ربِّ ذُوالجلال، شاہِ خوش خِصال، مُنَزَّہٌ عَنِ الزَّوال، صاحبِ جُود و نَوال عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ باکمال ہے: لوگ ایک دوسرے سے

پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو **اللہ** عزوجل نے پیدا فرمایا تو **اللہ** عزوجل کو کس نے پیدا کیا؟ تو جس کے دل میں اس قسم کا خیال آئے وہ یوں کہے: "اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ" یعنی میں **اللہ** عزوجل اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ **(صحیح مسلم ص ۸۱ حدیث ۲۱۲ (۱۳٤) (۲۱۳))**

﴿2﴾ مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں: صُوفیائے کرام (رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام) فرماتے ہیں کہ: جو کوئی صبح و شام اِکیس (21) بار لاحول شریف (یعنی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) پانی پر دَم کر کے پی لیا کرے تو **اِنْ شَآءَ اللہ** عزوجل **وَسوَسۂ شیطانی** سے اَمن میں رہے گا۔ **(مرآۃ المناجیح ج ۱ ص ۸۷)**

﴿3﴾ مرآۃ جلد اوّل صفحہ 89 پر نماز میں آنے والے **وسوسوں کا علاج** بیان کرتے ہوئے **مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: **نماز شروع کرتے** وقت تکبیرِ تحریمہ سے قبل تجربہ ہے کہ **"تکبیرِ تحریمہ"** سے پہلے اِس

طرح (یعنی بائیں طرف تین بار) تُھتکار کر **لاحول شریف** پڑھ لے پھر تحریمہ کرے (یعنی نماز شروع کرے) دورانِ نماز میں نگاہ کی حفاظت کرے کہ **قیام** میں سجدہ گاہ (یعنی سجدہ کی جگہ) رُکوع میں پُشتِ قدم **سجدے** میں ناک کے بانسے (یعنی ناک کی ہڈی پر)، **جلسہ** (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں) اور **قعدہ** (التحیات وغیرہ پڑھنے) میں گود میں (نظر) رکھے تو **اِن شاءَ اللہ** نماز میں حضورِ (قلب یعنی خشوع و خضوع) نصیب ہوگا۔

نہ وسوسے آئیں نہ مجھے گندے خیالات
کر ذہن کا اللہ عطا قفلِ مدینہ

بُرے خاتمے کے خوف سے رونا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں مال و دولت کا زور ہوتا ہے وہاں چور آتا ہے اور جہاں کامل ایمان ہوتا ہے وہاں ایمان کا چور شیطان آتا ہے۔ **وَسوسوں** کی طرف سے بالکل دھیان ہٹا دینا بھی **دافعِ** وسوسہ ہے۔ ہاں مگر **ایمان** کی **حفاظت** سے غفلت برتنا انتہائی خطرناک ہے۔ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِین

ایمان کی سلامتی کے بارے میں اِنتہائی مُتَفَکِّر (یعنی فکر مند) رہتے تھے۔ چُنانچِہ حُجَّۃُ الاِسلام سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بوقتِ وفات رونے اور چِلّانے لگے۔ لوگوں نے دلاسہ دیتے ہوئے عرض کی: یا سیِّدی! گھبرایئے نہیں، **اللہ** رَبُّ العزّت عزوجل کی رحمت پر نظر رکھئے۔ فرمایا: بُرے خاتمے کا خوف رُلا رہا ہے اگر ایمان پر خاتمے کی ضمانت مل جائے تو پھر مجھے اِس بات کی پرواہ نہیں اگرچِہ پہاڑوں کے برابر گناہوں کے ساتھ ربِّ کائنات عزوجل سے ملاقات کروں۔ (اِحیاءُ العلوم ج۴ ص ۲۱۱) **اللہ رَبُّ العزّت عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

مسلماں ہے عطّارؔ تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی عزوجل

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار دُرُود پاک پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

کُفّار سے دوستی وغیرہ کے بارے میں سُوال جواب

کافر سے دوستی رکھنا حرام ہے

سُوال: کافر سے دوستی رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے۔ یاد رکھئے! بُری صُحبت بُرا رنگ لاتی ہے جو لوگ کُفّار کے ممالک میں تعلیم یا روزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کُفّار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی ممالک میں بھی کفّار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں نبھاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ "خزائن العرفان" صفحہ 96 پر ہے: "کفّار سے دوستی و مَحَبَّت ممنوع و حرام ہے۔ انہیں راز دار بنانا، ان سے موالات (یعنی باہمی اتحاد) کرنا ناجائز ہے۔ اگر جان یا مال کا خوف ہو تو ایسے وقت صرف ظاہری برتاؤ جائز ہے۔" پارہ 3 سورۂ اٰلِ عمران کی 28 ویں آیت کریمہ میں خدائے رحمٰن عزوجل کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ

تَرجَمۂ کنزالایمان: مسلمان، کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں مسلمانوں کے سوا، اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے کچھ عِلاقہ نہ رہا۔ (پ ۳ اٰلِ عمران ۲۸)

یاد رکھئے! بُری صُحبت بُرا رنگ لاتی ہے، جو لوگ کُفّار کے مُمالِک میں تعلیم یا رُوزگار کے سلسلے میں جاتے اور وہاں کُفّار کی صحبتیں اپناتے ہیں نیز جو لوگ اسلامی مما لِک میں بھی کفّار کو دوست بناتے اور ان سے دوستیاں رَچاتے ہیں اُن سب کے لئے لمحۂ فکرِیّہ ہے۔

کافِر سے مَحَبَّت کرنے کا حُکم

سُوال: کیا کافِر سے مَحَبَّت بھی نہیں رکھ سکتے؟

جواب: جی نہیں۔ ان سے نہ دوستی رکھ سکتے ہیں نہ ہی مَحَبَّت۔ چُنانچہ مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: کُفّار سے مَحَبَّت سخت منع ہے۔ اس

کی مُمانَعت میں بہُت آیتیں اور بے شمار حدیثیں وارِد ہوئیں۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ؔ (پ۶ المائدہ ۵۱)

تَرجَمۂ کنزالایمان: یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

نیز فرماتا ہے:

لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ (پ۲۸ الممتحنہ ۱)

تَرجَمۂ کنزالایمان: میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

نیز فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ

(پ۲۸ المجادلہ ۲۲)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ اِلخ

احادیث میں بھی اس کی سخت مُمانَعت آئی ہے مگر خیال رہے کہ

تعلّقات کی چند قسمیں ہیں اور ان کے جُداگانہ احکام۔ دوستی، مَحَبَّت، مَیلان، صُلح، بِرّ و قِسط، قرابت داری، ادائے حُقوق، دُنیوی مُعامَلات، مَیل جُول یعنی نشست و برخاست۔ ان سب کے مختلف احکام ہیں، دُنیوی مُعامَلات یعنی تجارتی لین دین وغیرہ کُفّار سے جائز ہے۔ ادائے حُقوق جائز۔ کافر ماں باپ کا حق مادَری و پِدَری ادا کیا جائے گا۔

بِرّ و قِسط یعنی دُنیوی مُعامَلات میں خوش اُسلوبی، کُفّار کے اِحسان کا اِحسان سے بدلہ، یہ بھی جائز ہے۔ مَحَبَّت کی تین صورتیں ہیں: (1) کافِر کے کُفر سے مَحَبَّت اور اُس (کُفر) سے راضی ہونا، یہ **کُفر** ہے (2) کُفّار سے مَحَبَّت کرے کُفر کو بُرا جانے مگر اہلِ اسلام کے مقابلے میں کُفّار کی مدد کرے، خواہ قرابت داری یا دُنیوی لالچ یا کسی اور وجہ سے۔ یہ سخت حرام ہے بلکہ اس کا انجام کُفر ہے۔ (3) تیسرے کافر قرابت دار (یعنی رشتے دار) سے غیر اختیاری طبیعت کا میلان۔ کافر بیٹے سے مَحَبَّتِ پِسری (یعنی بیٹے کی محبت) وغیرہ۔ مگر اس مَحَبَّت پر اتنی قُدرت رکھے کہ جب اسلام و کُفر کا مقابلہ

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جو مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

آپڑے تو بیٹے کا لحاظ نہ کرے۔ یہ جائز ہے منع نہیں۔ (کلا در ے)

نسخت: کافر سے میل جول بہر حال حرام ہے ان آیات میں کفار کی غیر ضروری میل جول اور دوستی سے منع کیا گیا ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۳ ص ٤٢٢)

کیا کافر سے ہاتھ ملا سکتے ہیں؟

سُوال: کیا کافر سے ہاتھ ملا سکتے ہیں؟

جواب: منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے محبت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۱۶۹، حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۲۸، رقم ۱۳۲۹۹)

البتہ مجبوری میں جب ان کی طرف سے خطرہ ہو تو بے دلی کے ساتھ ہاتھ ملانے کی گنجائش ہے جیسا کہ مفسرِ شہیر حکیمُ الامّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان نے تفسیر نعیمی جلد 3 صفحہ 421 پر دیے ہوئے مضمون کا خلاصہ ہے: "بوقتِ ضرورت ان سے ہاتھ ملا سکتے ہیں مگر خبردار دل میں ان سے محبت نہ رکھنا" (تفسیر نعیمی)

کافِر کے پاس تعلیم حاصل کرنا کیسا؟

سُوال: کافِر استاد کے پاس تعلیم حاصِل کرنے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اجازت نہیں ہے چُنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صُحبت آگ ہے، ذی علم عاقِل بالغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں **عمران بن حطّان** رقاشی کا قصّہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا **مُحدِّث** تھا، خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں مَعاذَ اللہ خود خارِجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اُسے سُنّی کرنا چاہتا ہے۔ جب صُحبت کی یہ حالت تو اُستاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ اُستاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، تو غیر مذہب عورت (یا مرد) کی سِپُردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وُہی دے گا جو (خود) آپ (ہی) دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۲)

کافِر کی دوستی ایمان کے لئے خطرناک ہے

سُوال: کیا کافِر سے دوستی سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے؟

جواب: جی ہاں۔ کُفّار کی صحبت بخدا بہُت بڑی آفت ہے اور اِس سے ایمان برباد ہو سکتا ہے اور جو کُفّار کی صحبت یا ان کے جلسوں میلوں میں شرکت کے باعِث ایمان برباد کر بیٹھے گا وہ کس قدر بدنصیب ہوگا۔ **کافِر کی دوستی** کے سبب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے والا بروزِ قِیامت دستِ حسرت ملتے ہوئے جو کچھ کہے گا اُس کا بیان کرتے ہوئے پارہ19 سورۃُ الفرقان آیت نمبر 28 تا29 میں ارشاد فرمایا جارہا ہے:

یٰوَیۡلَتٰی لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ؕ

(پ۱۹ الفرقان ۲۸،۲۹)

ترجَمۂ کنزالایمان: وائے خرابی میری! ہائے! کسی طرح میں نے فُلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا، بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: **شانِ نُزول:** یہ آیت عُقبہ بِن مُعِیط کے مُتَعلِّق نازل ہوئی جس نے اوّلاً کلمہ پڑھ لیا تھا پھر اُبَی بِن خَلَف کے کہنے سے مُرتَد ہو گیا۔ (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے عطا کردہ علمِ غیب کے سبب) حُضُور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے اُس (عُقبہ بن مُعِیط) کے قتل کی خبر دی۔

چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ اُبَی بن خلف اس کا دوست تھا۔ اُسے (یعنی عقبہ بن معیط کو) قیامت میں اس (یعنی اُبَی بن خلف) کی دوستی پر ندامت ہوگی۔ آیت کا شانِ نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے اُلفت، بُروں سے نفرت۔ اس لئے کفار ان دونوں (باتوں سے محروم) پر کف افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت فسقِ ایمان (یعنی ایمان کی کمزوری) ہے۔ (نورُ العرفان ص ۸۷۷، ۸۷۸)

سُوال: کفار کی جے پکارنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: کافروں کی جے بولنا کفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۷۴)

کافر کی تعظیم کرنا کیسا؟

سُوال: کافر کی تعظیم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اجازت نہیں **میرے آقا اعلیٰ حضرت،** امامِ اہلسنّت مولینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فقہائے کرام رحمہم اللہ السلام

سے نقل کرتے ہیں: اگر ذِمّی (1) کو تعظیماً سلام کرے **کافِر** ہو جائے گا کہ **کافِر** کی تعظیم **کفر** ہے۔ (تبیین ج ۱ ص ۱۸۱) اگر مجوسی کو بطورِ تعظیم "اے استاذ" کہا **کافِر** ہو گیا۔ (اَیضاً) مطلب یہ ہے کہ اگر کافِر کے کُفر کو اچھا جان کر تعظیم کرے گا تو خود **کافِر** ہو جائے گا۔

بدمذہبوں سے سلام دعا کرنا کیسا؟

سُوال: بدمذہبوں کو سلام اور ان کے ساتھ مُصافحہ (یعنی ہاتھ مِلانا) وغیرہ کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کرسکتے۔ سلطانِ عرب، محبوبِ ربّ عزّوجلّ صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو کسی **بدمذہب** کو سلام کرے یا اس سے بکُشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اس سے پیش آئے جس میں اس کا دل خوش ہو، اس نے اس چیز کی تحقیر کی جو **اللہ** عزّوجلّ نے **محمد** صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم پر اُتاری۔ "**(تاریخ بغداد** ج ۱۰ ص ۲۶۲) رسولِ نذیر، سراجِ منیر، محبوبِ ربِّ قدیر عزّوجلّ

---

(1) جو کافِر اسلامی سلطنت کو جِزیہ ادا کرتا ہے اس کو **ذِمّی** کہتے ہیں۔ اب دنیا میں کہیں بھی کوئی کافِر **ذِمّی** نہیں، سب کے سب کافِر حربی ہیں۔

صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ دِلپذیر ہے: جس نے کسی **بد مذہب** کی (تعظیم و) توقیر کی اُس نے دین کے ڈھادینے پر مدد دی۔ (اَلْمُعْجَمُ الْاَ وْسَط لِلطَّبَرانِیّ ج۵ص۱۱۸حدیث ۶۷۷۲) میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ **فتاوٰی رضویہ شریف** جلد 21 صفحہ 184 پر فرماتے ہیں: سُنیّوں کو غیر مذہب والوں سے اِختِلاط (میل جول) ناجائز ہے خُصُوصاً یُوں کہ وہ (بدمذہب) افسر ہوں یہ (سُنّی) ماتحت۔ قالَ اللّٰہ تعالٰی (یعنی **اللہ** تعالٰی فرماتا ہے):

وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ (پ۷ الانعام ۶۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بُھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

رحمتِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ **معظّم** ہے: تم ان سے دُور رہو اور وہ تم سے دُور رہیں، کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مقدمہ صحیح مسلم ص۹ حدیث ۷)

کُفّار کے ساتھ مشترکہ کھانا پکانا کیسا؟

سُوال: پاکستان کے باہَر ملازَمت کرنے والے چھڑے افراد جن میں

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

مسلمان اور کافر بھی ہوتے ہیں، اکثر ایک ہی کمرے میں مل جل کر رہتے اور مُشتَرَکہ (مُش۔ تَ۔ رَ۔ کہ) کھانا پکا کر کھاتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب اسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں وقارُ الملّت حضرتِ مولیٰنا مفتی **محمد وقارُ الدّین** قادِری رَضَوی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مسلمان کو کسی غیر مسلم کے ساتھ دوستی اور **مَحَبَّت** کے **تَعَلُّقات** رکھنا جائز نہیں۔ لہٰذا صورتِ **مَسْئُولہ** میں ایک ساتھ کھانا پکانا اور **مَحَبَّت** کے **تَعَلُّقات** قائم رکھنا جائز نہیں۔ اگر غیر مسلم کھانا وغیرہ فروخت کرتا ہے تو اُس سے وہ چیزیں خرید کر کھانا جائز ہیں جن میں گوشت کی مِلاوٹ نہ ہو۔ گوشت غیر مسلم کا پکایا ہوا مسلمان خرید کر بھی نہیں کھا سکتا۔ **(1)** لہٰذا سب لوگ جب ایک مکان میں رہتے ہیں تو مسلمانوں کو اپنے کھانے پینے کا انتظام علیحدہ کرنا چاہئے۔

(وقارُ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۴۵)

---

(1) مسلمان کا ذبح کیا ہوا گوشت مسلمان ہی کی نگرانی میں اگر کافر اس طرح پکائے کہ مسلمان کی نظر سے ایک لمحے کیلئے بھی اوجھل نہ ہو تو کھایا جا سکتا ہے۔

اولیاء سے مَحَبّت اور کُفّار سے عَداوت فرضِ اعظم ہے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ہر مسلمان پر **فرضِ اعظم** ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام دوستوں (یعنی نبیوں، صحابیوں اور ولیوں وغیرہ) سے مَحَبّت اور اس کے سب دشمنوں (یعنی کافروں، بد مذہبوں، بے دینوں اور مُرتدوں) سے عداوت رکھے۔"

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کافروں کے پاس پڑھنے، ان کے ساتھ مل جُل کر کام کاج کرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے میں **ایمان** کیلئے سخت خطرہ رہتا ہے کیوں کہ وقتاً فوقتاً دورانِ بات وہ **کُفریات** بکتے ہیں اور اگر شاگرد یا مُلازم وغیرہ نے معنیٰ سمجھنے کے باوجود کسی قطعی کُفر پر مبنی جملے پر نَعُوذُباللہ ہاں میں ہاں کر دی تو اس کا بھی ایمان برباد ہو گیا۔ **اللہ رحمٰن** عزوجل ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم

کافر کا جُھوٹا کھانا

سُوال: کافر کا جُھوٹا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب بچنا مناسب ہے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں پوچھا جانے والا سُوال اور اُس کے جواب کا اِقتِباس مُلاحَظہ ہو **سُوال**: کیا فرماتے ہیں عُلَمائے دین اِس مسئلہ میں کہ اگر کوئی **کافِر** ایک برتن میں کھانا کھائے اور برتن میں کچھ کھانا باقی رہے تو باقی کھانا مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟ **الجواب**: **اللہ** تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں حضرتِ شیخ سعدی قُدِّسَ سِرُّہٗ پر کہ فرماتے ہیں:

بِنِیمِ خُورْدَۂ سَگ ہم سَگ را شاید

(کُتّے کا جھوٹا کُتّے ہی کے لائق ہے یعنی وُہی کھائے)

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۶۶۲)

کافِر کو تعویذ دینا کیسا؟

سُوال: کیا کافر کو **تعویذ** دے سکتے ہیں؟

جواب صرف نقوش (یعنی اعداد) والے تعویذات دے سکتے ہیں۔ آیات اور **اللہ** و رسول عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ناموں والے تعویذات نہ دیئے جائیں۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت،

اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو "مُبْهَم" (یعنی پوشیدہ) جس میں بانیوں سے (یعنی اعداد) ہوتے ہیں نہ کہ "مُظہَر" جس میں کلامِ الٰہی، اسمائے الٰہی کے حُروف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۴ ص ۱۹۲)

کیا مُرتَد کو تعویذ دے سکتے ہیں؟

سُوال: تو کیا مُرتَد کو بھی تعویذ دے سکتے ہیں؟

جواب: بے مصلحتِ شَرعی مُرتَد کو تعویذ نہ دیا جائے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: (جو کافر یا مُرتَد) مسلمان کو ایذا دیتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے، اُس کو دفعِ بلا خواہ رَفعِ مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے۔ اور ایسا نہ ہو (یعنی مسلمان کو ایذا نہ دیتا ہو) اور اُس کام (یعنی تعویذ دینے) میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مُرتَدوں کا مُعامَلہ سے بلا ہی رہنا بھلا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۶ ص ۶۰۸)

کُفّار کے میلوں میں شرکت

سُوال: کُفّار کے میلوں اور تہواروں میں بغیر کسی حاجت کے عام آدمی کا

شریک ہونا کیسا؟

جواب صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''کفّار کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوسِ مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا **کفر** ہے۔'' جیسے رام لیلا اور جنم اشٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۴)

دسہرے میں شرکت فقہی کفر ہے یا کلامی؟

سُوال ہندوؤں کے مذہبی تہوار ''دسہرے'' میں شرکت کرنا کیسا؟ اگر کفر ہے تو فقہی کفر ہے یا کلامی کفر؟

جواب یہ **فقہی کفر** ہے۔ اِس کو **کفرِ لزومی** بھی بولتے ہیں۔ **فقہی کفر** کا مُرتکِب اسلام سے خارِج نہیں ہوتا، نہ اُس کا نکاح ٹوٹتا ہے نہ بیعت، نیز اُس کے نیک اعمال بھی برباد نہیں ہوتے تاہم اُسے **تجدیدِ ایمان** اور **تجدیدِ نکاح** کا حکم دیا جاتا ہے۔ دسہرے میں شرکت کے **کلامی کفر** جسے **کفرِ التزامی** بھی کہتے ہیں ہونے کی بھی صورت ہے جس سے آدمی اسلام سے خارِج ہو جاتا

ہے۔ اس مسئلہ کو دسہرے سے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مبارک فتوے کے اس اقتباس سے سمجھئے چنانچہ فرماتے ہیں: جو مرتکبِ کفر بھی ہے جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا اس پر تجدیدِ اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کرے اور جو قطعاً کافر ہو گیا جیسے دسہرے میں بطورِ مذکور ہُنُود(1) کے ساتھ ناقوس (یعنی سنکھ جو کہ ہندو پوجا کرتے وقت بجاتے ہیں) بجانے یا مَعبودانِ کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مُرتَد ہو گیا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اگر تائب ہو اور اسلام لائے جب بھی عورت کو اختیار ہے بعدِ عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ اور (مرتد) بے توبہ مر جائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دینا حرام، اس کے جنازے کی شرکت حرام، اسے مَقابِرِ مُسلمین (یعنی مسلمانوں کے قبرستان) میں دفن کرنا حرام، اس پر (جنازہ کی) نماز پڑھنا حرام۔ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحْکَام (اس کے علاوہ دیگر احکام بھی)، وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

---

(1) ہندو کی جمع ہُنود ہے۔

تعالٰی أعلم۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٦٦٢)

کفّار کے تہوار میں تحفے کا لین دین

سُوال: کفّار کے تہوار کے موقع پر ان کو **تحفے** دینا کیسا ہے؟

جواب: حرام ہے اور اگر ان کے تہوار کی تعظیم کی نیّت ہو تو **کفر** ہے۔ چنانچہ میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: **نَیروزو مِہرگان** (آتش پرستوں کے تہوار) کے نام پر تحائف کا دینا **حرام** اور کافروں کے تہواروں کی تعظیم مقصود ہو تو **کفر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٦٧٣ ملخصاً) **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: جس نے **نَیروز** (یعنی آتش پرستوں کی عید نوروز) کے دن مجوسیوں (یعنی آگ کی پوجا کرنے والوں) کی طرف (اس دن کی تعظیم کی نیت سے) کوئی تحفہ مثلاً فقط **انڈا** بھی اگر بھیجا تو اس نے **کفر** کیا۔ (مِنَحُ الرَّوض ص ٤٩٩) جس نے کافروں کے تہوار کی تعظیم کے لئے کوئی کام کیا مثلاً کوئی شے خریدی اس پر حکمِ **کفر** ہے۔ (فتاوٰی قاضی خان ج ٢ ص ٤٦٩۔ ٤٧٠ ملخصاً) صدرُ الشّریعہ بدرُ الطّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی

فرماتے ہیں: کُفّار کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کُفّار کا تہوار ہے یہ بھی **کفر** ہے جیسے **دیوالی** میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا **دیوالی** منانے کے سِوا کچھ نہیں۔ یوہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرِکین کے پاس ہَدِیّہ کرنا (یعنی تحفہ دینا) جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو **کفر** ہے۔

(بہارشریعت حصہ۹ ص ۱۸۴)

مُشرِک کی بخشِش کا عقیدہ رکھنا کیسا؟

سُوال: زَید کہتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے گا تو مُشرِک کو بھی بخش کر داخلِ جنّت فرمادے گا۔

جواب: زید بے قَید کا یہ قول کُفرِیّہ ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا وعدہ ہے کہ وہ مُشرِک کو کبھی نہیں بخشے گا چُنانچہ پارہ 5 سورۃُ النِّسآء آیت نمبر 48 میں ارشادِ ربُّ العباد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کُفر کیا جائے اور کُفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

گھر میں کُفّار کے بُتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

سُوال: اپنے گھر میں کُفّار کے بُتوں کی تصاویر آویزاں کرنا کیسا ہے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: بُتوں کی ناپاک تصویروں کو دیواروں پر آویزاں کرنا اگر ویسے عادت کے طور پر ہو کر اس کو پاگل لوگ مکانات کی زینت سمجھتے ہیں اور کسی **کفر** کی طرف تجاوز نہ کیا ہو تو یہ (اگرچہ کفر نہیں مگر) خبیث ترین کبیرہ گناہ ہے جو جہنّم میں لے جانے والا، فرشتوں کو دُور اور شیطانوں کو قریب کرنے والا ہے۔ اور اگر یہ کام کُفّار کی رَسم کو پسند کرتے ہوئے اور دوزخیوں کے معبودوں کی تعظیم کے طور پر کیا ہو تو یہ **صریح کفر** ہے جو اس کی تکفیر کا باعث ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۸۲)

کافر کے پاس نوکری کرنا کیسا؟

سُوال: کافر کے پاس نوکری کرنا کیسا؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: کافر کی نوکری مسلمان کے

لیے وہی جائز ہے جس میں اسلام اور مسلم کی ذلت نہ ہو۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۱ ص ۱۲۱) بہر حال کافر کے یہاں ذلت کی نوکری جیسے اُس کے پاؤں دبانا، اُس کے یہاں گند (کچرا) اٹھانا، گندی نالیاں صاف کرنا وغیرہ جائز نہیں۔

مُرتد کے یہاں مُلازمت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سُوال: کیا مُرتد کے یہاں مُلازمت کر سکتے ہیں؟ مُرتد کی نوکری کرنے والے کو **کافر** کہنا کیسا؟

جواب: مُرتد کے یہاں **نوکری** نہیں کر سکتے۔ مگر نوکری کرنے والا اِس سے **کافر** نہیں ہو جاتا۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: کافر اَصلی غیر مُرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی اَمر ناجائزِ شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دُنیوی مُعامَلہ کی بات چیت اُس سے کرنا اور اُس کے لئے کچھ دیر اُس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں۔ اِتنی بات پر (کسی مسلمان کو) **کافر** بلکہ **فاسق** بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں **مُرتد** کے ساتھ یہ سب باتیں مُطلقاً منع ہیں اور **کافر** اُس وقت بھی (یعنی

مُرتد کے پاس نوکری کی وجہ سے بھی) نہ ہوگا مگر یہ کہ اُس کے مذہب وعقیدہ کفر پر مطلع ہو کر اس کے **کفر** میں شک کرے تو **البتہ کافر** ہو جائے گا۔ بغیر ثبوت **وجہ کفر** کے مسلمان **کو کافر** کہنا سخت عظیم گناہ ہے بلکہ **حدیث** میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ وَالعِیاذُ بِاللّٰہ تعالیٰ. وَاللّٰہُ تعالیٰ اعلم. (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۹۴،۵۹۵)

کافروں کے مَحَلّے سے جلدی گزر جائیے!

سُوال: کافروں کی دُنیوی مجالس (بیٹھکوں) میں شریک ہونا کیسا؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: (کافروں کی مجالس) ہر وقت مَعاذَ اللّٰہ محلِ نُزولِ لعنت ہیں (یعنی ان لوگوں کی بیٹھکیں ہر وقت لعنتیں اُترنے کے مواقع ہیں) تو اُن سے دُوری بہتر، یہاں تک کہ عُلَماء فرماتے ہیں: اُن کے محلّہ میں ہو کر گزرو تو شِتابی کرتا ہوا (یعنی جھٹ پٹ) نکل جائے" وہاں آہستہ چلنا ناپسند رکھتے ہیں تو رُکنا ٹھہرنا بدرجۂ اَولیٰ مکروہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۵۱۵) یہاں مکروہ سے مُراد مکروہِ تنزیہی ہے (ایضاً ص ۵۲۶) لہٰذا ان کی عبادت گاہوں میں جانا

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): اس نے مجھ پر ظلم کیا جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھا۔

مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ مجمع شیاطین ہیں۔ (ہندیہ ص ۲۷۸ ملتقطاً)

کفّار کے محلّوں میں کاروبار کرنے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

سُوال: کافروں کے محلّوں وغیرہ میں بغرضِ تجارت آنا جانا کیسا ہے؟

جواب: کافروں کے محلّوں وغیرہ میں (1) اگر کسی گناہ کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً وہاں ناچ رنگ کی محفل نہ ہو (2) ان کا کوئی مذہبی تہوار نہ ہو (3) یا وہاں ان کے کسی میلہ وغیرہ تماشا دیکھنے کی نیّت نہ ہو تو ان صورتوں میں بغرضِ تجارت اور دیگر دُنیوی کاموں کیلئے آنا جانا جائز ہے لیکن پھر بھی مکروہ تنزیہی ضرور ہے اور بچنا بہتر ہے کہ کافروں کے محلّوں اور گھروں سے دُور رہئے اور وہاں سے جلد گزر جانے ہی میں عافیت ہے۔

کافروں کے میلوں میں تجارت کیلئے جانا

سُوال: کیا کفّار کے میلوں میں کاروبار کرنے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کفّار کے میلوں میں بغرضِ تجارت جانے کے متعلّق پوچھے جانے والے سُوال کا جواب دیتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن

فرماتے ہیں: اگر وہ میلہ اُن کا مذہبی ہے جس میں جمع ہو کر اعلانِ کفر وادائے رُسُومِ شرک کریں گے تو بقصدِ تجارت جانا بھی ناجائز و مکروہِ تحریمی ہے اور ہر مکروہِ تحریمی صغیرہ اور ہر صغیرہ بااصرار کبیرہ۔ مزید آگے چل کر جواز کی صورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اور اگر مجمع مذہبی نہیں بلکہ صرف لہو ولعب کا میلہ ہے تو محض بغرضِ تجارت جانا فی نفسہٖ ناجائز و ممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف مُؤَدِّی (یعنی گناہ کی جانب لے جانے والا) نہ ہو۔ یہ جواز بھی اسی صورت میں ہے کہ اسے وہاں سے جانے میں کسی معصیت (گناہ) کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً جلسہ ناچ رنگ کا ہو اور اسے اس سے دُور دُور تک موضع میں (یعنی دور الگ تھلگ) جگہ نہ ہو تو یہ جانا مُستَلزِمِ معصیت (یعنی معصیت و گناہ کو لازم کرنے والا) ہوگا اور ہر مُستَلزِمِ معصیت، معصیت (یعنی جس کام یا طریقِ کار سے معصیت لازم آئے وہ خود معصیت ہے) اور جانا محض بغرضِ تجارت ہو نہ کہ تماشا دیکھنے کی نیت (سے)، کہ اس نیت سے مطلقاً ممنوع اگرچہ (وہ تقریب) غیر مذہبی ہو اس لئے کہ ان کی عیدیں اور مجلسیں بدترین

قباحتوں (سخت بُری باتوں) اور رُسوا کُن منکرات (اور رُسوا کرنے والی شرعی ممنوعات) پر مشتمل ہوتی ہیں اور حرام سے خوش ہونا (بھی) **حرام** ہے جیسا کہ **دُرِّ مختار** وغیرہ میں تصریح فرمائی گئی ہے **اللہ تعالیٰ** پاک برتر اور خوب جاننے والا ہے۔

(تفصیلی معلومات کیلئے فتاوٰی رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۵۷۴ تا ۵۷۵ کا مطالعہ فرمائیے)

ارادۂ کفر کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: کسی شخص نے یہ جملہ کہا: ''اگر میرا فلاں کام نہ ہوا تو میں کافر ہو جاؤں گا۔'' تو کیا حکم ہوگا؟

جواب: وہ شخص یہ کہتے ہی کافر ہو گیا کہ یہ ارادۂ کفر ہے اور ارادۂ کفر بھی کفر ہے فتاوٰی عالمگیری جلد 2 صفحہ 279 پر ہے: بیوی نے شوہر سے کہا، اگر تُو نے آئندہ مجھ پر زیادتی کی یا میرے لیے یہ چیز نہ خریدی تو میں کافرہ ہو جاؤں گی تو وہ ابھی سے ہی کافِرہ ہو گئی۔

''اللہ و رسول ایک ہیں'' کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے کہا: میں کہتا ہوں: ''اللہ و رسول ایک ہیں، اس کہنے سے

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مجھ پر کثرت سے دُرُود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

چاہے میں **کافِر** ہی کیوں نہ ہو جاؤں" زید کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اِسی طرح کے ایک سُوال کا جواب دیتے ہوئے **فقیہِ ملت** حضرت علّامہ مولٰینا مفتی جلالُ الدّین احمد امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اگر زید نے یہ کہا کہ **اللہ و رسول** ایک ہیں اور مُراد یہ تھی کہ بہ اعتبارِ ذات ایک ہیں تو یہ **کُفر** ہے اور اگر مُراد یہ تھی کہ بہ اعتبارِ اطاعت ایک ہیں کہ **رسول** کی اِطاعت **اللہ** کی اِطاعت ہے اور **اللہ** کی اِطاعت **رسول** کی اطاعت ہے تو **کُفر** نہیں مگر ایسے کلمات سے جو مُوہِم **شرک** یا کُفر (یعنی ایسی باتیں جن سے ذِہن کفریہ یا شرکیہ معنیٰ کی طرف منتقل کرتا ہو) اِحتراز (یعنی بچنا) واجب ہے اور یہ کہنا کہ "چاہے میں اس کہنے سے **کافِر** ہی کیوں نہ ہو جاؤں" چونکہ اس میں **کُفر** کے ساتھ اپنی رِضا (مندی) ظاہر کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی **کُفر** ہے **فتاویٰ عالمگیری** جلد 2 صفحہ 235 میں ہے: مَنْ رَضِيَ بِكُفْرِ نَفْسِهِ فَقَدْ كَفَرَ یعنی "جو شخص اپنے **کُفر** پر راضی ہوا وہ **کافِر** ہو گیا۔" لہٰذا زید توبہ کے ساتھ تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح بھی کرے۔ وَ ھُوَ تعالٰی اعلم بالصّواب۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۱

فرمانِ مصطفےٰ ﷺ: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا اس نے جنّت کا راستہ چھوڑ دیا۔

ویزا فارم پر خود کو کرسچین لکھنا کیسا؟

سُوال: مسلمان ایجنٹ نے کسی مسلمان کو **ویزا فارم** پر اپنے آپ کو کرسچین لکھنے کا مشورہ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مشورہ دینے والے ایجنٹ کا ایسا مشورہ دینا **کفر** ہے۔ جس کو مشورہ دیا گیا اُسے لازم ہے کہ وہ اس مشورے کو مُسترد کر دے (یعنی نہ مانے) **فتاویٰ عالمگیری** میں ہے: ''دوسرے کو کافر ہونے کا حکم یا مشورہ دینے والے پر حکم کفر ہے خواہ جس کو حکم یا مشورہ دیا گیا وہ **کفر** کرے یا نہ کرے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹)

نوکری کی خاطر جھوٹ موٹ خود کو یہودی لکھنا کیسا؟

سُوال: کُفّار کے ممالک میں نوکری حاصل کرنے کیلئے **ویزا فارم** پر اپنے آپ کو جھوٹ موٹ **یہودی** لکھ دینا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔ بعض لوگ جو ازالۂ قرض و تنگدستی یا دولت کی زیادتی کیلئے کُفّار کے یہاں نوکری کی خاطر یا **ویزا فارم** پر یا کسی طرح کی رقم وغیرہ کی بچت کیلئے درخواست پر خود کو عیسائی (کرسچین)، یہودی، قادیانی یا کسی بھی کافر و مُرتد گروہ کا ''فرد'' لکھتے یا لکھواتے

ہیں ان پر حکم کفر ہے۔

''میں قادیانی ہو جاؤں گا'' کہنا کیسا؟

سُوال: کسی سے مالی مدد کی درخواست کرتے ہوئے کہنا یا لکھنا کہ اگر آپ نے میرا کام نہ کیا تو میں **قادیانی** یا کرسچین ہو جاؤں گا۔ یہ کیسا؟

جواب: کہنے والا کہتے ہی کافر ہو گیا۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**عزمِ کفر** (یعنی کافر ہونے کا ارادہ کرنا) فی الحال (یعنی ابھی سے ہی) کفر ہے۔" **(فتاوٰی رضویہ ج۱۵ ص۲۴۳)**

ایک مغرور کا عبرتناک انجام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم سب کو ایمان کی **حفاظت** کی ضرور ضرور فکر کرنی چاہئے۔ فضول بک بک کی عادت، گناہوں کی بُری خصلت، بے باکی و غفلت اور غرور و تکبر وغیرہ بڑے خطرناک باطنی امراض ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر یا دوسروں کو بلا اجازتِ **شرعی** جھاڑنے، دل دکھانے کی بُری لت وغیرہ کے سبب **ایمان** برباد ہو گیا تو کیا ہوگا! **حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام**

فرمانِ مصطفٰی ﷺ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مُردار سے اُٹھے۔

محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل کرتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک مغرور آدمی اپنے بند کمرے میں کسی کے ساتھ تنہائی میں تھا کہ اتنے میں ایک شخص اُس کی طرف ایک دم لپکا۔ اُس مغرور نے کہا: اندر داخلے کی تمہیں کس نے اجازت دی اور تم ہو کون؟ تو وارد نے کہا: مجھے اِس گھر کے مالک نے اجازت دی اور میں وہ ہوں جسے کوئی دربان نہیں روک سکتا، مجھے بادشاہوں سے بھی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی، نہ مجھے کسی کا دبدبہ ڈرا سکتا ہے، نہ ہی مجھ سے کوئی مغرور و سرکش بچ سکتا ہے۔ یہ سن کر وہ مغرور آدمی خوف سے تھرتھراتا ہوا منہ کے بل گر پڑا، پھر انتہائی ذلت کے ساتھ سر اٹھا کر بولا: آپ مَلَکُ الْمَوت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام معلوم ہوتے ہیں! فرمایا: ہاں میں مَلَکُ الْمَوت ہوں۔ اُس نے عرض کی: کیا مجھے مہلت مل سکتی ہے تا کہ توبہ کر کے نیکیوں کا عہد کروں؟ فرمایا: نہیں، تمہارے سانس پورے ہو چکے ہیں۔ بولا: مجھے کہاں لے جائیں گے؟ فرمایا: ''اُس مقام پر جہاں تو نے اعمال بھیجے ہیں، اور اُس گھر کی طرف جو تُو نے تیار کیا ہے۔'' کہا:

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

افسوس! میں نے نہ کوئی نیکیاں آگے بھیجی ہیں نہ ہی کوئی اچھا گھر تیار کیا ہے۔ **مَلَکُ الْمَوت** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: پھر تو تجھے اس بھڑکتی آگ کی طرف لے جایا جائے گا جو تیرا گوشت پوست نوچ لے گی۔ یہ کہہ کر **مَلَکُ الْمَوت** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اس کی روح قبض کرلی اور وہ مُردہ ہو کر گر پڑا۔ گھر میں کہرام پڑ گیا، چیخ و پکار اور رونا دھونا مچ گیا۔ اِس واقعے کے راوی **حضرتِ سیِّدُنا یزید رقاشی** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اگر ان سوگواروں کو اس کے "بُرے انجام" کا پتا چل جاتا تو اس سے بھی زیادہ رونا دھونا مچاتے۔ **(حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۲۱۶)**

موت کے وقت سَلبِ ایمان کا اندیشہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا کی بے جا مَحَبَّت، حلال و حرام کی پرواہ کئے بغیر دَھن کمانے کی دُھن اور گناہوں کی کثرت کی نُحوست بسا اوقات دل سے دین و ایمان کی قدر و منزِلت نکال دیتی، **کفر پر خاتِمے** کا سبب بنتی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنَّم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیتی ہے۔ میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امام

اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کا ارشاد ہے: **عُلَمائے کرام فرماتے ہیں، جس کو (زندگی میں) سَلبِ ایمان کا خوف نہ ہو نَزع کے وَقت اُس کا ایمان سَلب ہوجانے کا شدید خطرہ ہے۔** (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ ٤ ص ٣٩٠)

حضرت سیِّدُ نا سَہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **صِدّیقین** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبین ہر لمحہ بُرے خاتِمے کے احساس سے خوفزدہ رہتے ہیں اور ایسوں ہی کیلئے پارہ 18 سورۃُ الْمُؤْمِنون کی آیت نمبر 60 میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ان کے دِل ڈر رہے ہیں۔

(اِحیاءُ العلوم ج ٤ ص ٢١١)

آہ! سَلبِ ایماں کا خوف کھائے جاتا ہے
کاش! میری ماں نے ہی مجھ کو نہ جنا ہوتا

''کُفر سے بچو'' کے آٹھ حُرُوف کی نسبت سے 8 کُفرِیّات کی نشاندھی

﴿1﴾ کفر کو ہلکا جاننا بھی کفر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ١٤ ص ٣٢٤)

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

﴿2﴾ اپنے کفر کا اقرار کرنے والا **کافر** ہے۔ **(ایضاً ص ۲۶۶)**

﴿3﴾ اگر کسی آدمی کو کفر کرنے کا حکم دیا ﴿4﴾ مشورہ دیا اگرچہ مذاق کے طور پر ہو یا ﴿5﴾ اس بات کا عزم کیا کہ وہ (یعنی خود) کسی کو **کفر** کرنے کا حکم یا ﴿6﴾ مشورہ دے گا تو اس پر حکم کفر ہے کیونکہ **کفر** پر راضی ہونا کفر ہے، خواہ اپنے **کافر** ہونے پر راضی ہو یا ﴿7﴾ دوسرے کے۔ **(فتاوٰی خلاصہ ج ۴ ص ۳۶۶، اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۸)** ﴿8﴾ دوسرے کے **کفر** پر راضی ہوا اگر اپنی دشمنی وعداوت کی وجہ سے ہو تو **کفر** نہیں اور اگر اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی کی نیت سے ہو تو **کفر** ہے۔ **(فتاوٰی قاضی خان ج ۴ ص ۴۶۰)**

کُفر پر مجبور کئے جانے کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: اگر کسی کو **کفر** کرنے پر مجبور کیا جائے تو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر کوئی شخص قتل کردینے یا جسم کا کوئی عضو (مثلاً ہاتھ، پاؤں وغیرہ) کاٹ ڈالنے یا شدید مار مارنے کی صحیح دھمکی دے کر **کفر** کرنے کا حکم دے اور

جس کو دھمکی دی گئی وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم جو کچھ کہہ رہا ہے کر گزرے گا۔ تو اب ظاہِری طور پر کلِمۂ کُفر بکنے یا بُت کو سجدہ وغیرہ کرنے کی رُخصت ہے اور دل حسبِ سابِق **ایمان** پر مطمئن ہونے کی صورت میں **کافِر** نہ ہوگا۔ (دُرِّمُختار، رَدُّالمُحتار ج ۹ ص ۲۲۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 14 سورۂ نحل آیت نمبر 106 میں ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (پ ۱۴ نحل ۱۰۶)

ترجَمۂ کنزالایمان: جو ایمان لاکر **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کا مُنکِر ہو سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

مجبوری میں تورِیَہ کی صورتیں

سُوال: اِکراہِ شرعی پائے جانے کی صورت میں اگر کوئی ''تورِیَہ'' کرنا جانتا ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اِس کی مُختَلِف صورتوں کا بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''اُس شخص کو چاہیئے کہ اپنے قول

وفعل میں "تَوریہ" کرے یعنی اگرچہ قول یا فعل کا ظاہر **کفر** ہو مگر اس کی نیت ایسی ہو کہ **کفر** نہ رہے مثلاً اس کو مجبور کیا گیا کہ مَعَاذَ اللّٰہ بُت کو سَجدہ کرے اور اس نے سَجدہ کیا تو نیت کرے کہ **بُت کو نہیں بلکہ خدا** کو سَجدہ کرتا ہوں یا مَعَاذَ اللّٰہ سرکار **رسالت مآب** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے پر مجبور کیا گیا تو (گستاخی کرتے وقت) کسی دوسرے **شخص** کی نیت کرے جس کا نام **محمد** ہو اور اگر اس **شخص** کے دل میں **تَوریہ** کا خیال آیا مگر **تَوریہ** نہ کیا یعنی **خدا** کے لئے سجدہ کی نیت نہیں کی تو یہ **شخص کافر** ہو جائیگا اور اس کی عورت نکاح سے خارج ہو جائے گی اور اگر اس **شخص** کو **تَوریہ** کا دھیان ہی نہیں آیا کہ **تَوریہ** کرتا اور بُت کو ہی سجدہ کیا مگر دل سے اس کا مُنکِر (یعنی انکاری) ہے تو اس صورت میں **کافر** نہیں ہوگا۔"

(بہارِ شریعت حصہ ۱۵ ص ۲ ، ردالمحتار ج ۹ ص ۲۲٦)

تَورِیَہ کی تعریف اور اس کا آسان طریقہ

سُوال: ابھی آپ نے جو **بہارِ شریعت** کا جُزئِیّہ (یعنی مسئلہ) بتایا اس کی

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

تسہیل یعنی آسان لفظوں میں وضاحت کر دیجئے اور **توریہ** کرنے کا آسان طریقہ بھی بتا دیجئے۔

جواب: توریہ کے معنی ہیں ظاہری الفاظ کچھ ہوں اور مراد کچھ، مثلاً کسی نے کہا: کھانا کھا لیجئے۔ حالانکہ آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا پھر بھی جواب یہ دیا کہ ”میں نے کھانا کھا لیا ہے“ یہ جھوٹ ہوا اگر یہ جواب دیتے وقت دل میں یہ نیت تھی کہ ”میں نے کل کھانا کھا لیا ہے“ تو یہ **توریہ** ہوا مگر یاد رکھئے! بلا اجازتِ شرعی **توریہ** کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: **توریہ** یعنی لفظ کے جو ظاہر معنی ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنی مراد لیے جو صحیح ہیں، ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔ **توریہ** کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لیے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھا لیا۔ اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھا لیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا ہے یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۶۰، ۱۶۱، عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۲) اب

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

اصل مسئلہ (کسی عالم سے) سمجھنے کی کوشش فرمائیے مثلاً کسی نے آپ کو گن پوائنٹ پر لے کر بُت سامنے رکھا اور مَعَاذَ اللہ کہا: ''اس کو سجدہ کرو'' اگر آپ جانتے ہیں کہ اس کی بات نہیں مانوں گا تو وہ مجھے گولی مار دے گا تو اب سجدہ کرنے میں یہ نیّت کیجئے کہ ''میں بُت کو نہیں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سجدہ کر رہا ہوں'' یا اسی طرح اُس نے کہا کہ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو گالی دو تو گالی بکتے وقت **محمدٌ رسولُ اللہ** عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی نیّت نہیں بلکہ کسی دوسرے ایسے شخص کی نیّت کر لے جس کا نام **محمد** ہو مثلاً اپنے بھائی یا دوست یا پڑوسی کا نام **محمد** ہے تو اسی کا تصوُّر باندھ لے کہ میں اِس محمد نامی آدمی کو گالی دے رہا ہوں۔ **تَوْرِیہ** کا مسئلہ جاننے، طریقہ معلوم ہونے، اس وقت یاد ہونے اور ممکن ہونے کے باوجود اگر یہاں **تَوْرِیہ** نہیں کریگا تو **کفر** کرنے کی صورت میں خود **کافر** ہو جائے گا اور اگر اُس وقت **تَوْرِیہ** کی طرف توجُّہ نہ گئی تو **بُت کو سجدہ** کرتے وقت یا **کفریہ بات** بکتے وقت دل **ایمان** پر مطمئن ہے اور جو کچھ کرنے لگا ہے اس کا

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ دُرودِ پاک پڑھے ہوں گے۔

دل اندر سے اِنکاری ہے تو اب **کافر** نہ ہوگا۔

کیا جان بچانے کیلئے بظاہر کفریہ فعل کرنا ضروری ہے؟

سُوال اگر کوئی مسلح کافر قتل کی صحیح دھمکی دیکر **بُت کو سجدہ** کرنے کا حکم دے تو کیا جان بچانے کیلئے بُت کو سجدہ کرنا ضروری ہو جائے گا؟

جواب ایسی صورت میں ''رُخصت'' یہ ہے کہ بُت کو سجدہ کر لے جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو اور ''**عزیمت**'' (جو کہ افضل ہے وہ) یہ ہے کہ جان قربان کر دے مگر بُت کو سجدہ نہ کرے۔

ھِدایہ شریف میں ہے: ''اگر جان سے مارڈالنے یا جسم کے کسی عُضْو کو ضائع کر دینے کی صحیح دھمکی دیکر کسی سے کہا جائے کہ **اللہ** عزوجل کا **اِنکار** کر یا مَعَاذَ اللہ **سرکارِ مدینہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو **گالی** دے تو اس کو اجازت ہے کہ اِس بات کا اظہار کر دے جو اُسے (ظالم کی طرف سے) حکم دیا گیا اور **تَوْرِیَہ** کرے۔ پس اگر اس نے (ظالم کے کہنے کے مطابق) ظاہر کر دیا اِس حال میں کہ اس کا دل **ایمان** پر جما ہوا ہو تو اِس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر صَبْر کرے یہاں تک کہ **شہید** کر دیا جائے اور کُفر کو ظاہر نہ کرے تو اس کو **اللہ** عزوجل

کے ہاں اجر ملے گا۔“ (ردالمحتار ج ۲ ص ۷۱ ملتقطاً)

عزیمت کی مشہور ترین مثال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اکراہِ شرعی پایا جائے اُس وقت **رخصت** ہے کہ دشمن کے مطالبہ پر کفریہ کلمہ کہہ دے یا کفریہ فعل بجالائے (جبکہ دل ایمان پر جما ہوا ہو) اور جان بچالے اور **عزیمت** یہ ہے کہ جان دیدے مگر دشمن کے دیئے جانے والے خلافِ شریعت حکم پر عمل نہ کرے اور **عزیمت** کی فضیلت زیادہ ہے۔ عزیمت کی مشہور ترین مثال **کربلا** کا دردناک واقعہ ہے جس میں **رخصت** ہونے کے باوجود امام عالی مقام سیّدُنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **عزیمت** پر عمل کیا اور یزید پلید کی بیعت سے انکار کر کے اہلِ بیت اطہار اور رفقاء کے جانثار رہمیت اپنی جان قربان کر دی ہے۔

کمر کرانا جان دینا کوئی تجھ سے سیکھ جائے

جانِ عالم ہو فدا اے خاندانِ اہلبیت

اللہ رَبُّ العزّت عزّوجلّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے

صدقے ہماری مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **شریعت** پر عمل کرنے والے جواں مردوں سے تاریخِ اسلام کے اَوراق بھرے پڑے ہیں، اِس ضمن میں **دو حکایات** پڑھئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے۔

(1) صحابی نے جان قربان کر دی

حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ (نبوت کے جھوٹے دعویدار) **مُسَیلِمَہ** کذّاب کے جاسوس دو مسلمانوں کو پکڑ کر اس کے پاس لے آئے۔ اس نے ایک سے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ (سیِّدُنا) **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) **اللہ کے رسول** ہیں؟ اُس مسلمان نے کہا: ہاں۔ پھر **مُسَیلِمَہ** نے پوچھا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں **اللہ** کا رسول ہوں؟ فرمایا: ''ایسی بات سننے سے میرے کان بہرے ہیں۔'' اِس پر اُس ظالم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر اُس نے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

دوسرے مسلمان سے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ (سیدنا) **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) **اللہ کے رسول** ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، پھر اس نے پوچھا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں **اللہ** کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس مُسَیلِمَہ نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ نبیِّ کریم، رء ُوفٌ رَّحیم، محبوبِ ربِّ عظیم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا سنایا۔ **رسولُ اللہ** عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رہا تمہارا ساتھی تو وہ اپنے ایمان پر قائم رہا (یعنی اس نے **عزیمت** پر عمل کیا) اور رہے تم تو تم نے **رخصت** پر عمل کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ٦٤٣) دیکھا آپ نے! وہ صحابی اپنی جان پر کھیل گئے مگر **کلمۂ کُفر** زبان پر نہ لائے۔ **اللہ رَبُّ الْعِزَّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے وہ پروا نہیں کرتے

(2) یہ اِک جان کیا ہے کروڑوں......

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رُومیوں نے قید کرلیا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے آئے۔ اُس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نصرانیت قبول کرلو، میں تمہیں اِقتِدار میں بھی شریک کرلوں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ بھی دوں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اگر تو اپنا تمام مال و مَلکیت بلکہ اس کے ساتھ اہلِ عرب کی ساری کی ساری دولت بھی اگر اس شرط پر دے کہ میں ایک لمحے کے لیے اپنے پیارے پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دین سے پھر جاؤں تو پھر بھی میں قبول نہیں کروں گا۔'' بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں قتل کردوں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو چاہو کرو۔ چنانچہ **بادشاہ** کے حکم سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سُولی پر لٹکا دیا گیا اور تیر اندازوں کو کہا کہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں پر آہستہ آہستہ چوٹیں لگاؤ۔ انہوں نے ایسا کرنا شروع کیا، اِس دوران بادشاہ برابر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نصرانیت (یعنی کرسچین مذہب) پیش کرتا رہا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر و استقلال

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: [illegible]

کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ڈٹے رہے۔ پھر اس نے سُولی سے اُتارنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے تانبے کی ایک دیگ تپانے کا حکم دیا اور ایک مسلمان قیدی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تپتی ہوئی دیگ میں ڈلوا دیا اور اس نے وہیں تڑپ کر جان دے دی۔ اس کے بعد پھر بادشاہ نے کوشش کی کہ یہ نصرانیت (یعنی کرسچین مذہب) قبول کرلیں لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف انکار کر دیا۔ آخر بادشاہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی گرما گرم دیگ میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔ جب جلاد انہیں اٹھا کر اس تپتی ہوئی دیگ کی طرف لیجا رہے تھے تو بے ساختہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کو کچھ امید پیدا ہوئی کہ شاید اب اسلام کو چھوڑ کر میرا مذہب قبول کرلیں گے۔ اس نے واپس لانے کا حکم دیا، رونے کی وجہ پوچھی۔ لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرما کر اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ مجھے رونا اس بات پر آیا کہ میری صرف ایک ہی جان ہے جسے آگ میں ڈالا جا رہا ہے، کاش! میرے پاس

اِتنی جانیں ہوتیں جتنے میرے جسم پر بال ہیں اور میں سب کو راہِ خدا میں قربان کر دیتا۔

بادشاہ (صحابیِ رسول کی زبردست استقامت دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا اور اس) نے کہا: اس طرح کرو کہ میرے سر کو بوسہ دے دو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا میرے ساتھ سارے مسلمان قیدیوں کو بھی رہا کر دو گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر کو چوما۔ بادشاہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور تمام مسلمان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج۲۷ ص ۳۵۹ وغیرہ ملخصاً) **اللہ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

جسے آزاد کرے قامتِ شہ کا صدقہ

رہے فتنوں سے وہ تا روزِ قیامت محفوظ (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! صحابیِ رسول حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ تعالٰی عنہ استِقامت کے کس قَدَر زبردست پہاڑ تھے، شریعت کی دی ہوئی **رُخصت** کے مطابِق **تَورِیَہ** کے ذَرِیعے اپنی جان بچانے کیلئے راضی نہ ہوئے بلکہ **عَزِیمت** پر عمل کرتے ہوئے اپنے مَوقِف (یعنی نظریہ) پر ڈٹے رہے، اور اگر غم تھا، صدمہ تھا، تڑپ تھی تو یہی کہ کاش! میرے رُونگٹے رُونگٹے میں ایک ایک جان ہوتی اور میں اپنی کروڑوں جانوں کو اپنے پیارے پیارے **اللہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پر قربان کر دیتا۔ پھر جب **عَزِیمت** پر قائم رہتے ہوئے جان بچنے کی صورت درپیش ہوئی تب بھی فَقَط اپنی فکر نہ کی بلکہ مسلمانوں کی زبردست **خیر خواہی** کی مثال قائم کرتے ہوئے سارے ہی مسلمان قیدیوں کی رہائی کی ترکیب فرمائی۔

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں

ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

کُفرِیّہ افعال کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: جس طرح کفریہ اقوال ہوتے ہیں کیا اِسی طرح کفریہ افعال بھی ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔ چنانچہ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عملِ جوارح (یعنی ظاہری اعضاء کے ذریعے کئے جانے والے عمل) داخلِ ایمان نہیں۔ البتہ بعض اعمال جو قطعاً منافیٔ ایمان (یعنی حقیقی طور پر ایمان کے اُلٹ) ہوں اُن کے مرتکب کو کافر کہا جائیگا۔ جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مُصحفِ شریف (یعنی قراٰن پاک) یا کعبۂ معظمہ کی توہین اور کسی سنّت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زُنّار باندھنا(1)، سر پر چُٹیا رکھنا، قَشقَہ (یعنی ہندوؤں کی طرح پیشانی پر

---

(1) (۱) زُنّار یعنی وہ دھاگہ جو ہندو گلے اور بغل کے درمیان ڈالے رہتے ہیں نیز (۲) وہ دھاگہ یا زنجیر جو عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جو مجھ پر دُرُود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔

مخصوص قسم کا ٹیکا) لگانا۔ ایسے **افعال** کے مُرتکب کو **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام **کافِر** کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے **کفر** لازم آتا ہے تو ان کے مُرتکِب کو ازسرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے **تجدیدِ نکاح** کا حکم دیا جائیگا۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص [illegible])

ماتھے پر قَشقہ لگانا کیسا؟

سُوال: ماتھے (یعنی پیشانی) پر ہندوؤں کی طرح قَشقہ لگانا کیسا؟

جواب: کُفر ہے۔ اِس ضِمن میں **فتاوٰی رضویہ شریف** کے ایک سُوال کا خُلاصہ اور اس کا جواب نَقل کرتا ہوں۔ **سُوال** : ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے ایک مُشتَرکہ جلسے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو چندن (قَشقہ، ٹیکا) لگایا تو بعضوں نے نہیں لگوایا اور بعضوں نے روکا نہیں (یعنی منع نہیں کیا) بلکہ لگوایا پھر بعد کو اُسی وقت یا تھوڑی دیر کے بعد صاف کر لیا اور کچھ لوگوں نے لگا رہنے دیا اور اِسی حال میں گھر لوٹے یا شام تک لگا رہنے دیا۔ ان تین طرح کے لوگوں کے بارے میں کیا حُکمِ شرعی ہے؟ **الجواب** : اُس جلسے میں شرکت حرام حرام سخت **حرام** تھی بلکہ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ

لاسلام) کے طور پر حکم سخت تر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی مشرک کے ساتھ میل جول رکھے اور اس کے ساتھ سکونت پذیر رہے تو وہ بھی اُسی جیسا ہے۔ (**سُنَنُ ابی داؤد ج ۳ ص ۱۲۲ حدیث ۲۷۸۷**) دوسری حدیث میں ہے **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے کسی قوم کی کثرت بڑھائی وہ انہی میں سے ہے۔ (**[illegible] ج ۱۰ ص ۴۲ حدیث ۵۱۱۶۲**)

قَشْقَہ (ٹیکا) کہ ماتھے (یعنی پیشانی) پر لگایا جاتا ہے صرف شعارِ کفار نہیں بلکہ خاص شعارِ کفر (یعنی کفر کا طور طریقہ) بلکہ اس سے بھی اَخبَث (یعنی ناپاک ترین) خاص طریقۂ عبادتِ مہادیو وغیرہ اَصنام (یعنی بتوں کی پوجا پاٹ کے طریقے) سے ہے۔ اس کے لگانے پر راضی ہونا **کفر** پر رِضا (راضی ہونا) ہے اور اپنے لئے ثبوتِ **کفر** پر رضا بالاجماع **کفر** ہے۔ "مِنَحُ الرَّوض" میں ہے: جو اپنی ذات کے **کفر** پر راضی ہوا وہ بالاتفاق **کافر** ہے اور جو کسی کے **کفر** پر راضی ہوا اس کے بارے میں مشایخ کا اختلاف ہے۔ (**مِنَحُ الرَّوض ص [illegible]**) اور **کفر** پر رضا جیسی سوئی کے لئے ویسے ہی ایک لمحے کے

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

لئے یہ پوچھ ڈالتے ہیں کہ **کفر** جو واقع ہو لیا مٹ نہ جائیگا جب تک از سرِ نو اسلام نہ لائے ، جیسے جو مہا دیو (ہندوؤں کے بت) کے آگے دن بھر سجدہ میں پڑا رہے وہ بھی **کافر** اور جو سجدہ کر کے (فوراً) سر اٹھا لے وہ بھی **کافر** ۔ وَالعِیاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ١٤ ص ٦٧٥، ٦٧٦)

کفری بات سُن کر ہنسنا

سُوال: کفری بات پر ہنسنے والوں پر کیا حکم ہوگا؟

جواب: کفریہ بات سُن کر ہنسنے کی دو صورتیں ہیں (١) بے اختیار (٢) رضا مندی کے ساتھ۔ اگر کفریہ بات ایسی تھی کہ جس پر بے اختیار ہنسی آئی تو حکمِ **کفر** نہیں اور اگر دل میں اس **کفر** پر اتفاق و رضا مندی بھی ہے تو اس ہنسنے والے پر بھی حکمِ **کفر** ہے۔ **(منح الروض ص ٤٢٦)**

کفریہ مضمون کی کمپوزنگ چھپائی اور خرید فروخت

سُوال: زید ایک پرنٹنگ پریس میں بطورِ کمپوزر ملازمت کرتا ہے، کبھی کبھی ایسے مضامین بھی کمپوز کرنے پڑتے ہیں جن میں کفریہ کلمات نیز **اللہ و رسول** عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں

گستاخیاں ہوتی ہیں۔ زید کیلئے کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: زید بے قید سخت گنہگار اور جہنّم کا حقدار ہے۔ اس بیباک کو ٹھنڈے دل سے اتنا ہی سوچ لینا چاہئے کہ اگر اس سے کوئی کہے کہ اپنے ماں باپ کو فقط ایک ہی گالی کمپوز کر دے تجھے دس ہزار روپے اُجرت دوں گا تو کیا وہ ایسا کرے گا؟ غیرت مند ہوگا تو ہرگز نہیں کریگا۔ تو پھر دو ٹکے کی نوکری بچانے کیلئے **اللہ و رسول یا اصحاب و اولیا** عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان عظمت نشان میں گستاخانہ کلمات اور اسلام کے خلاف بکواسات کمپوز کرنے کی جسارت اس کو کس طرح ہو جاتی ہے! جن میں ایک بھی **کلمۂ کفر** ہو ایسے کُتُب و رسائل و اخبارات کی کتابت یا کمپوزنگ یا چھپائی یا فوٹو کاپی یا خرید و فروخت کرنے والوں یا بلا مصلحتِ شرعی ان میں کسی طرح سے حصّہ لینے والوں کی تنبیہ (تَم۔بِیْہ) کیلئے **فتاویٰ رضویہ** جلد 21 صفحہ 137 تا 139 پر دیا ہوا ایک عبرتناک فتویٰ پیش کرتا ہوں اس کو بغور پڑھئے اور غور و تفکر کر کے اپنی آخرت کی بربادی سے بچنے کی راہ نکالئے۔ چنانچہ

میرے آقا اعلیٰ حضرت ، امامِ اَہلسنّت ، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: **اللہ** عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمدللہ فقیر نے (سُوال میں لکھے ہوئے) وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے، جب سُوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلماتِ خبیثہ ملعونہ منقول ہوں گے اُن پر نگاہ نہ کی، نیچے کی سطریں جن میں سُوال ہے بَاحتیاط دیکھیں۔ ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑ گیا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب یہ کہ جواب لکھ رہا ہوں (اُس سُوال والا) کاغذ تہ کرلیا ہے کہ **اللہ** عزوجل ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے۔ جو نام کے مسلمان کاپی نویسی (کتابت یا کمپوزنگ) کرتے ہیں اور **اللہ** عزوجل قرآنِ عظیم و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات، ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اِعانت (یعنی تعاون) کرتے ہیں، اُن سب پر **اللہ** تعالیٰ کی لعنت اُترتی ہے وہ **اللہ و رسول** (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں،

قَہرِ الٰہی کی آگ اُن کے لئے بھڑکتی ہے، صبح کرتے ہیں تو **اللہ** کے غضب میں شام کرتے ہیں تو **اللہ** کے غضب میں۔ اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھوں سے دیکھتے، قلم سے لکھتے، مُقابلہ (دوہرائی) وغیرہ میں زبان سے نِکالتے یا پتّھر پر اس کا ہلکا بھرا (فی زمانہ تحریر کی پلیٹیں، فلمیں) بناتے ہیں، ہر کلمے (یعنی ہر لفظ) پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی سخت **لعنتیں** اور مَلٰئِکۃُ اللہ کی شدید **لعنتیں** اُن پر اُترتی ہیں، یہ میں نہیں کہتا، قراٰن فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں **اللہ** اور اس کے **رسول** کو ان پر **اللہ** کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور **اللہ** نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیّار کر رکھا ہے۔ (پ ۲۲ الاحزاب ۵۷)

اُن ناپاکوں (یعنی کفریہ مضامین کی کتابت یا کمپوزنگ یا چھپائی یا فوٹو کاپی کرنے والوں) کا یہ گمان کہ گناہ تو اُس خبیث کا ہے جو مصنِّف ہے، ہم تو (صرف) نَقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں (ایسا گمان) سخت ملعون و مردود گمان ہے۔ زَید کسی دنیا کے عزّت دار کو گالیاں

لکھ کر چھپوانا چاہے تو (یہ پریس والے) ہرگز نہ چھاپیں گے، (کیوں کہ) جانتے ہیں کہ مصنِّف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے۔ مگر **اللّٰہ** واحِدِ قہّار کے قَہر و عذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ ہے! **یقیناً یقیناً کاپی لکھنے والا، پتھر** (فی زمانہ تحریر کی پلیٹیں، فلمیں) **بنانے والا، چھاپنے والا، کل** (مشین) **چلانے والا عَرَض جان** (بُوجھ) **کر کہ اس** (مضمون) **میں یہ کچھ** (گستاخانہ کفریہ مَواد) **ہے کسی طرح اِس میں اِعانت** (یعنی تعاون) **کرنے والا، سب ایک رسّی میں باندھ کر جہنَّم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔** اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ (پ٦ المائدہ٢) ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہَم مدد نہ دو۔

حدیث میں ہے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: جو دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقیناً **اِسلام** سے نکل گیا۔ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج١ ص ٢٢٧ حدیث ٦١٩)

یہ (مندرجۂ بالا حدیثِ پاک میں دی ہوئی وعید تو) اُس ظالم کے لئے

ہے جو کہ وہ مُعیّن (یعنی بہت ہی تھوڑی سی) زمین یا چار پیسے (یعنی معمولی سی رقم) کسی کے دبالے یا زید و عَمرو کسی کو ناحق سخت سُست کہے۔ اِس بظاہر معمولی سا ظلم کرنے والے کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ **اسلام سے نکل جاتا ہے** نہ کہ یہ اَشد (یعنی سخت ترین) ظالمین جو **اللہ و رسول** (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کو گالیاں دیتے ہیں، ان باتوں میں اُن کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے!

طریقۂ محمدیہ اور اس کی شرح **حدیقۂ ندیہ** میں ہے: ہاتھ کی آفتوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ (اس سے) وہ کچھ لکھا جائے جس کا بولنا **حرام** ہے یعنی جیسے مذمت کے اشعار، فُحش باتیں، گالی گلوچ اور وہ واقعات جو اِس قسم کی باتوں پر مشتمل ہوں اور فحش گوئی (بدکلامی) کرنا خواہ نثر میں ہو یا نظم میں اور **گمراہ فرقوں کے مذاہب پر مشتمل تصنیفات**۔ اس لئے کہ (قلم بھی زبان کا ہی حکم رکھتی ہے جس کے ذریعے اظہارِ خیال ہوتا ہے) لہٰذا لکھنا (بھی) بولنے ہی کی طرح ہے بلکہ بولنے سے بھی زیادہ بلیغ (یعنی مزید اچھی طرح پہنچنے والا) ہے کیونکہ وہ صفحات پر باقی رہتا ہے جبکہ (زبان سے ادا ہونے والے)

کلمات ہوا میں (مُنتشِر ہو کر) گم ہو جاتے ہیں اور (تحریر کی طرح) باقی نہیں رہتے۔اھ مختصراً۔

(اَلْحدِیقَۃُ النَّدِیَّۃ وَ الطَّرِیقَۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃ ج ۲ ص ۴۴۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں: ایسے (یعنی کفریہ کلمات والی تحریرات کے کمپوزر، چھاپنے والے وغیرہ) اَشد (یعنی سخت ترین) فاسِق فاجِر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے مَیل جُول ناجائز ہے، ان کے پاس دوستانہ اُٹھنا بیٹھنا **حرام** ہے۔ پھر مُناکَحت (یعنی ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا) تو بڑی چیز ہے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ (پ ۷ الانعام ۶۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بُھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور جو اِن (کمپوزروں، چھاپنے والوں وغیرہ) **میں** (سے) **اِس ناپاک کبیرہ** (گناہ) **کو حلال بتائے، اِس پر اصرار و اِستِکبار** (یعنی ہٹ دھرمی) **و مُقابلۂ شَرع** (یعنی شریعت کا مقابلہ کرنے) **سے پیش آئے وہ یقیناً کافِر ہے اُس کی عورت اُس کے نِکاح**

سے باہَر ہے ، اس کے جنازے کی نَماز حرام، اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دَفن کرنا، اُس کے دَفن میں شریک ہونا، اُس کی قبر پر جانا سب حرام ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖؕ (پ ١٠ التوبہ ٨٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: اوران میں سے کسی کی میّت پر کبھی نَماز نہ پڑھنااور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

فقیر کے یہاں فتاوٰی مجموعہ پر نَقل ہوتے ہیں: میں نے نَقل فرمانے والے صاحِب سے کہہ دیا ہے کہ اُن ملعون اَلفاظ کی نَقل نہ کریں۔ سنا گیا ہے کہ سائل (یعنی فتوٰی پوچھنے والے) کا قَصد اِس فتوے کے چھاپنے کا ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ اُن مَلعُونات (کُفرِیہ و گستاخانہ کلمات) کو نکال ڈالیں، اُن کی جگہ دو ایک سطریں خالی صِرف نُقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لَعنتی ناپاکوں کے دیکھنے سے باِذنِہٖ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۶۴﴾

(ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔ پ ۱۳ یوسف ٦٤)

اگر مُزْوَّت میں کفریات کمپوز کرنے پڑ جائیں تو؟

سُوال: اگر نوکری ہو اور دین کے خلاف لکھی ہوئی باتوں والی کتاب یا مضمون کی مُرَوَّت میں کمپوزنگ کرنی پڑ جائے تو؟

جواب: چاہے نوکری چھوڑنی پڑ جائے مگر ایسی کمپوزنگ جائز نہیں ہو سکتی۔ میرے آقا اعلیٰ **حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْن (یعنی قلم بھی زبان کا ہی حکم رکھتی ہے) جو زبان سے کہنے کے احکام ہیں وہی قلم پر۔ اور ایسی اُجرت **حرام**، اس کی اشاعت **حرام** اور ایسی مُرَوَّت کی اُنکار اِہاں جب اِعتِقاداً نہ ہو (یعنی اُن دین کے خلاف باتوں کا عقیدہ نہ ہو) تو کفر نہیں۔ (اور اگر جائز سمجھتا ہو تو کفر ہے) وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ **(فتاوٰی رضویہ ج ۱٤ ص ۷۰٦)** اس سے **کلماتِ کفر** سے بھرپور آرٹیکلز اور بد مذہبوں کے مضامین والے اخبارات، ماہنامے اور بد عقیدہ لوگوں کی کتب بیچنے والے بھی درسِ عبرت حاصل کریں۔

افعالِ کُفر کی 4 مِثالیں

﴿1﴾ جو مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی پہنے یا ﴿2﴾ زُنّار باندھے بلکہ ﴿3﴾ کوئی اپنی کمر میں یوں ہی رسّی باندھ کر کہے کہ یہ زُنّار ہے، اس کے یہ افعال کُفر ہیں۔ (منح الروض ص ۴۹۶-۴۹۷)

﴿4﴾ جس نے سر پر مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی رکھ کر کہا: "دل سیدھا ہونا چاہئے" یہ قول کُفر ہے کیونکہ کہنے والے نے ظاہرِ شریعت کا انکار کیا۔ (ایضاً ص ۴۹۹)

سُوال: سنا ہے "مایوسی کُفر ہے" اِس سے کیا مُراد ہے؟ مایوسی کے کُفر ہونے کی صورتیں بھی بتا دیجئے۔

جواب: بعض اوقات مختلف آفاتِ دُنیوی و مُعاملات یا بیماری کے مُعالجات واخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدمی ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے اِس طرح کی مایوسی کُفر نہیں۔ رحمت سے مایوسی کے کُفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں: اللہ عزوجل کو قادِر نہ سمجھے یا اللہ تعالیٰ کو عالِم نہ سمجھے یا اللہ تعالیٰ کو بخیل سمجھے۔

رحمت کی اُمّید اور ناراضگی کا خوف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ غفّار عزوجل جب بخشنے پر آتا ہے

تو بڑے سے بڑے گنہگار کو بے حساب بخش دیتا ہے اور جب گرفت فرمانا چاہتا ہے تو بظاہر چھوٹے سے گناہ پر بھی پکڑ لیتا ہے۔ لہٰذا اللہ ربُّ العزّت عزّوجلّ کی رحمت سے ہرگز ہرگز مایوس بھی نہیں ہونا چاہئے اور اس کی **خفیہ تدبیر** سے بے خوف بھی نہیں رہنا چاہئے۔ ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین ڈھیروں ڈھیر نیکیاں کرنے کے باوجود ہمیشہ اس بات سے خوفزدہ رہتے تھے کہ کہیں اللہ عزّوجلّ ناراض نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں تنبیہُ المغترّین صفحہ 168 تا 169 پر سے **سات حکایات** ملاحظہ فرمائیے:

(1) تو میں راکھ بننا پسند کروں

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: اگر مجھے جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر دیں اور اختیار دے دیں کہ یا تو راکھ بن جاؤں یا پھر اس وقت تک انتظار کروں کہ مجھے اپنا ٹھکانا معلوم ہو جائے تو میں راکھ بننے کو ترجیح دوں گا۔ اللہ ربُّ العزّت عزّوجلّ **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے**

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(2) کہیں مجھ پر آگ نہ برسے!

حضرتِ سیِّدُنا حَمّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَواد ہمیشہ اپنے قدموں پر تیار ہو کر بیٹھتے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اِس کی وجہ پوچھی جاتی تو فرماتے: مطمئن ہو کر وہ شخص بیٹھتا ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے بے خوف ہو اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! رات ہو یا دن، مجھے ہر وقت یہ خوف لگا رہتا ہے کہ کہیں آسمان سے آگ برس کر مجھے جلا نہ دے۔ **اللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(3) کہیں سب سے پہلے مجھے دوزخ میں نہ ڈالا جائے

حضرتِ سیِّدُنا ابو سُلیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ قیامت کے دن چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنّم کی طرف لے جایا جانے والا سب سے پہلا آدمی کہیں میں نہ ہو جاؤں۔ **اللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت** عَزَّوَجَلَّ

کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

(4) جہنّم سے امان ملنے تک دنیا کی آگ میں جل جانا منظور ہے

حضرتِ سیِّدُنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانِ خشیت نشان ہے: اگر آگ جلا کر کہا جائے کہ جو شخص اپنے آپ کو اس میں ڈالے گا وہ راکھ ہو جائے گا اور بڑی آگ (یعنی جہنّم) میں نہیں جائے گا۔ تو میں اپنے آپ کو اس آگ میں ڈال دوں۔ **اللہ رَبُّ العِزَّت** عزّوجلّ **کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

(5) ایک گناہ کے مقابلے میں ہزاروں سال کی عبادت بھی کم ہے

حضرتِ سیِّدُنا عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوفِ خدا کی شدّت سے چالیس سال تک اپنے بستر پر پڑے رہے، ان میں کھڑے ہونے کی طاقت (طاقت) نہیں تھی حتّٰی کہ بستر ہی پر وضو فرمایا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیمار پُرسی کی جاتی تھی۔ کسی عبادت گزار بُزُرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: چالیس سال کی کیا

حیثیت ہے! **اللہ** عزوجل کی قسم! اگر کوئی اپنے سر کے بالوں کی تعداد کے برابر ہزاروں سال **اللہ ربُّ العزّت** عزوجل کی عبادت کرے تب بھی اس ایک گناہ کے مقابلے میں یہ کم ہے جس کا ارتکاب بندہ کرتا ہے۔ **اللہ رَبُّ العِزّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(6) عمر بن عبدُالعزیز کے خوف کا انداز

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ **حضرت** سیّدتنا فاطمہ بنت عبدالملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑھ کر کسی کو **اللہ** عزوجل سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ جب وہ بستر کی طرف لیٹنے جاتے تو کانپ جاتے اور بسمل (یعنی ذبح شدہ پرندے) کی طرح تڑپ تڑپ جاتے۔ **اللہ رَبُّ العِزّت** عزوجل **کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(7) حقیقی خوف یہ ہے کہ گناہ ترک کر دے

حضرتِ سیِّدُنا اِسحاق بن خلف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: خوفِ خدا والا وہ نہیں جو روتا ہے اور اپنی آنکھیں ملتا ہے، ڈرنے والا تو وہ ہے جو خوفِ خدا کے سبب گناہوں کو ترک کر دے۔ (تنبیہ المغترین ص ۱۶۸، ۱۶۹) **اللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کُفّار رَحمت سے مایوس

سُوال: کُفّار رحمت سے مایوس ہوں گے یا نہیں؟

جواب: یقیناً وہ مایوس ہیں اور قیامت کے دن بھی مایوس ہوں گے۔ پارہ 13 سورۂ یوسُف کی آیت نمبر 87 میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

(پ ۱۳ یوسف ۸۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی رحمت سے نااُمّید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بخیل ہے وہ شخص کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھے۔

فوتگی میں بکے جانے والے کفریات کے بارے میں سُوال جواب

''اللہ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے'' کہنا کیسا؟

سُوال: چھوٹے بھائی کی فوتگی پر بڑے بھائی نے صدمے کی وجہ سے کہا کہ ''**اللہ** تعالیٰ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا'' بڑے بھائی کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: یہ کہنا کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر اعتراض کیا۔

''نیک لوگوں کی اللہ کو بھی ضرورت پڑتی ہے'' کہنا کیسا؟

سُوال: ایک نیک نمازی آدمی فوت ہو گیا، اس پر پڑوسی نے کہا: ''نیک لوگوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جلدی اٹھالیتا ہے کیوں کہ ایسوں کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو بھی ضرورت پڑتی ہے'' پڑوسی کا یہ قول کیسا ہے؟

جواب: پڑوسی کا **قول کفر** ہے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی کا بھی محتاج نہیں، وہ بے نیاز ہے چنانچہ **فُقہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: کسی نے مُردے کے بارے میں

کہا: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ اس کا حاجتمند ہے'' یہ کہنا **کفر** ہے'' (منح الروض ص ۴۹۸)

''یہ اللہ کو چاہئے ہوگا'' کہنا کیسا ہے؟

سُوال: ایک ننھا منا بچہ چھت سے گر کر فوت ہو گیا، تعزیت کرنے والی ایک عورت بولی: ''آپ کا پھول جیسا بچہ اللہ پاک کو چاہئے ہوگا اِسی واسطے اس نے لے لیا ہوگا'' اس عورت کا یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: اس عورت نے **کفر** بک دیا۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام فرماتے ہیں: کسی کا بیٹا فوت ہو گیا، اس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت ہوگی'' یہ قول **کفر** ہے کیونکہ کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کو محتاج قرار دیا۔ (ملخص از فتاوٰی ہندیہ ج ۲ ص ۲۶۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس کا پھول جیسا بچہ اچانک فوت ہو جائے اس کا صدمہ وہی سمجھ سکتا ہے مگر واویلا مچانے، چیخنے چلانے سے بچہ واپس نہیں آتا، صبر کرنا چاہئے۔ بچہ کی وفات پر صبر کرنے کے فضائل پر مشتمل **دو فرامینِ مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملاحظہ فرمائیے اور جھومئے:

﴿1﴾ بچّے کی فوتگی پر صَبْر کا انعام

جب کسی آدمی کا بچّہ فوت ہوجاتا ہے تو **اللہ** تعالیٰ فِرِشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے لڑکے کی روح قبض کی؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل قبض کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں۔ **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حَمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ (1) پڑھا۔ **اللہ** تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اس کے لیے جنّت میں ایک مکان بنادو اور اس کا نام **بَیْتُ الْحَمْد** (تعریف کا گھر) رکھو۔

(سُنَنُ التِّرمِذِیّ ج۲ ص۳۱۳ حدیث ۱۰۲۳)

﴿2﴾ جس کا بچّہ فوت ہوجائے اُس کیلئے جنّت کی بِشارت

مالکِ جنّت، قاسمِ نعمت، محبوبِ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جس کے دو نابالغ بچّے فوت ہوگئے وہ

مدینہ

(1) ترجمۂ کنزالایمان: ہم اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (پ۲ البقرہ ۱۵۶)

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

ان کے سبب جنّت میں جائے گا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ عزّوجلّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے توفیق خیر والی! ایک بچہ والے کا بھی یہی حکم ہے۔

(سُنَنُ التِّرمِذی ج ۲ ص ۳۳۲ حدیث ۱۰۶۴)

بے صبر تو خدا نہ کرے اے بھائیو!
شکوں کے لب پہ شکوہ کبھی نہ آسکے

یا اللہ! تجھے بچوں پر بھی ترس نہیں آیا! کہنا کیسا؟

سُوال: ایک آدمی کا اِنتقال ہو گیا۔ اس کی بیوہ نے خوب واویلا مچایا اور چیخ چیخ کر کہنے لگی: "**یا اللہ**! تجھے میرے چھوٹے چھوٹے بچوں پر بھی ترس نہیں آیا!" بیوہ کیلئے کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: بیوہ پر حکمِ **کفر** ہے کیوں کہ اس نے **اللہ** عزّوجلّ کو ظالم قرار دیا۔

بے صبری کرنے سے مرنے والا پلٹ کر نہیں آتا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان کی موت اُس کے پسماندگان کیلئے زبردست امتحان کا باعث ہوتی ہے ایسے موقع پر صبر کرنا

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) جو مجھ پر ایک درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

اور بالخصوص زبان کو قابو میں رکھنا ضروری ہے۔ بے صبری سے

صَبْــــر کا اجر تو ضائع ہو سکتا ہے مگر مرنے والا پلٹ کر نہیں آ سکتا۔

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ امام احمد رضا

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''حدائقِ بخشش شریف'' میں فرماتے ہیں:

آنکھیں رو رو کے سُجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

نوحہ کرنے والیوں کے لیے وعید

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میت کے غم میں آنسو بہانے میں حرج نہیں البتہ نوحہ کرنا گناہ ہے (ماخوذ از بہار شریعت حصہ ۴ ص ۱۴۳) چنانچہ رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''نوحہ کرنے والیوں کی قیامت کے دن جہنم میں دو صفیں بنائی جائیں گی، ایک صف جہنمیوں کی دائیں طرف، دوسری بائیں طرف، وہ جہنمیوں پر یوں بھونکتی رہیں گی جیسے کتے بھونکتے ہیں۔''

(مُعجم اَوْسَط ج ۴ ص ۶۶ حدیث ۵۲۲۹)

زباں پر شکوۂ رنج و اَلم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

”یا اللہ تجھے بھری جوانی پر بھی رحم نہ آیا“ کہنا

سُوال: ایک نوجوان کا انتقال ہو گیا۔ اس کی سوگوار ماں نے غم سے نڈھال ہو کر رو رو کر پکارا: ”**یااللہ!** اس کی بھری جوانی پر بھی تجھے رحم نہ آیا! اگر تجھے لینا ہی تھا تو اس کی بوڑھی دادی یا بڈھے نانا کو لے لیتا!“ سوگوار ماں کے یہ کلمات کیسے ہیں؟

جواب: یہ کلمات، **کفریات** سے بھرپور ہیں۔

”یااللہ! ہم نے تیرا کیا بگاڑا ہے“ کہنے کا حکمِ شرعی

سُوال: ایک گھر میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے دو اَموات ہو گئیں۔ اس پر گھر کی بڑی بی روتے ہوئے بڑبڑانے لگی: ”**یااللہ!** ہم نے تیرا کیا بگاڑا ہے! آخر ملک الموت کو ہمارے ہی گھر والوں کے پیچھے کیوں لگا دیا ہے!“ بڑی بی کے یہ الفاظ کیا حکم رکھتے ہیں؟

جواب: مذکورہ بڑھیا کی بکواس ربّ کائنات کی توہین اور اس پر اعتراضات سے بھرپور ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی توہین اور اس پر اعتراض کرنا **کفر** ہے۔

عذاب کی بوکھلاہٹ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مرنے والے پر **نوحہ** کرنا حرام اور جہنم

میں لے جانے والا کام ہے چنانچہ رسولِ کریم و جوادِ محبوبِ ربُّ الْعِباد عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عبرت بنیاد ہے: **نَوحہ** کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی، تو قیامت کے دن اِس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اُس پر ایک کرتا **قَطِران** (یعنی رال) کا ہوگا اور ایک کرتا خارِش (یعنی کھجلی) کا۔

(صحیح مسلم ص ۴۶۵ حدیث ۹۳۴)

مُفَسِّرِ شہیر **حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: **رال** میں آگ بَہُت جلد لگتی ہے اور سخت گرم بھی ہوتی ہے، **جَرَب** وہ کپڑا ہے جو سخت خارِش میں پہنایا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ **نائِحہ** (یعنی نَوحہ کرنے والی) پر اُس دن خارِش کا عذاب مُسَلَّط ہوگا کیونکہ وہ **نَوحہ** کرکے لوگوں کو مَجروح (یعنی ان کے دل غمگین و زخمی) کرتی تھی تو قیامت کے دن اسے خارِش سے زخمی کیا جائے گا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ **نَوحہ** خواہ عملی ہو یا قولی **سخت حرام** ہے۔ چونکہ اکثر عورتیں ہی **نَوحہ** کرتی ہیں اِس لئے عموماً (عُموم کی وجہ سے) **نائِحہ** تانیث (مؤنَّث) کا صیغہ (ارشاد) فرمایا۔ (مراٰۃ ج۲ ص۵۰۲)

نَوحہ کے معنیٰ اور اس کے بعض اَحکام

{1} نوحہ یعنی مَیِّت کے اَوصاف (خوبیاں) مُبالَغہ کے ساتھ (خوب بڑھا چڑھا کر) بیان کرکے آواز سے رونا جس کو **بَین** (بھی) کہتے ہیں بالاِجماع **حرام** ہے۔ یوہیں واوَیلا، وامُصیبتاہ (یعنی ہائے مصیبت) کہہ کر چلّانا {2} گریبان پھاڑنا، مُنہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیّت کے کام ہیں اور **حرام** {3} آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی مُمانَعت نہیں، بلکہ **حُضُورِ اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے (اپنے لختِ جگر) **حضرت ابراہیم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی **وفات پر بُکا** فرمایا (یعنی آنسو بہائے) **(بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۲۰۲،۲۰۱)**

مذاق میں کُفرِیّات بکنے کے بارے میں سُوال جواب

سُوال: کیا **مذاق** میں کفر بکنا بھی کفر ہے؟

جواب: جی ہاں۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام فرماتے ہیں: **مذاق** میں کلمۂ کفر بکنا بھی کفر ہے۔ **(البحرُ الرائق ج ۵ ص ۲۰۲)**

مذاق میں کُفر بکنے والے کی قراٰن میں مذمّت

سُوال: کیا ہنسی مذاق میں کُفر بکنے والے کی قرانِ کریم میں بھی مذمّت آئی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ مذاق میں کُفر بکنے والوں پر خدائے **رحمٰن** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پاک قران میں بزَبانِ رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کفر کا فتوٰی صادِر فرمایا ہے۔ چُنانچِہ پارہ 10 سورۃُ التَّوبہ آیت نمبر 65 اور 66 میں ارشادِ ربُّ العِباد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ

(پ ۱۰ التوبہ ۶۵۔۶۶)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا **اللہ** اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو! بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

سرکار نے گُمشدہ اُونٹنی کی خبر دی

میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اَہلِ سنّت، مُجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **تَمہیدُ الایمان مَعَہٗ حُسّامُ**

الکوکبۃ صفحہ 94 تا 95 (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر نقل فرماتے ہیں: کسی شخص کی **اونٹنی** گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے'' اس پر ایک منافق بولا **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کیا جانیں! '' اس پر **اللہ** عزوجل نے آیت کریمہ اُتاری کہ ''کیا **اللہ** و **رسول** سے **ٹھٹھا** (مسخری) کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے **کافر** ہوگئے۔ (تفسیر دُرِّ منثور، ج۳، ص۲۳۰) مسلمانو دیکھو! **محمد رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے کہ ''وہ غیب کیا جانیں''، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور **اللہ** تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ **بہانے نہ بناؤ تم اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے**۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو **رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علومِ غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو **اللہ** تعالیٰ قرآن و رسول سے **ٹھٹھا** (مسخری) کرنے والا بتایا اور صاف صاف **کافر و مرتد** ٹھہرایا اور

کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جاننی شانِ نبوّت ہے۔"

(حدائقِ بخشش ص ۱۹۴، ۱۹۵)

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا

جب نہ خدا (عزّوجلّ) ہی چُھپا تم پہ کروڑوں دُرُود

فلمی اداکاروں کی وجہ سے جہنّم کو پسند کرنا کیسا؟

سُوال: ''اچھا ہے جہنّم میں جائیں گے کہ فلمی اداکار بھی تو وہیں ہوں گے۔'' یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: کفر ہے۔ اس قول پر دو انداز میں جہنّم کے عذاب کی تحقیر ہے (یعنی عذابِ الٰہی کو ہلکا جانا پایا جا رہا) ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں نے تو یوں ہی **مذاق** میں کہا تھا جب بھی **کفر** ہے۔ صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو بطورِ تَمَسْخُر اور ٹھٹھا (یعنی مذاق مسخری میں) کفر کریگا وہ بھی **مُرتَد** ہے اگرچہ کہتا ہے کہ (میں) ایسا اعتقاد (یعنی عقیدہ) نہیں رکھتا۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۳ الخ مُلخّصاً ص ۲، ۲۷۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس دَور میں **ایمان کی حفاظت** کا ذہن کافی کم ہو گیا ہے زَبان کی لگام بَہُت ہی ڈھیلی ہے اکثر یت کا حال یہ ہے کہ بس جو مُنہ میں آتا ہے بکے جا رہا ہے، فلموں، ڈراموں، ناولوں، ڈائجسٹوں، اسکولوں کی لائبریری کی کتابوں اور اخباروں میں بھی بسا اوقات طرح طرح کے **کُفریات** ہوتے ہیں۔ اِسی طرح مزاحیہ **چٹکلوں** کی کیسٹیں بھی بعض اوقات کُفریہ فِقرات سے بھرپور ہوتی ہیں۔

"جنتی کو دوزخ میں سگریٹ جلانے کے لئے جانا پڑیگا" کہنا

سُوال: مزاحیہ چٹکلوں کی ایک کیسٹ میں کسی کومیڈین (یعنی مسخرے) نے جنّت اور دوزخ کا مذاق اُڑاتے ہوئے بکا ہے: ''اگر تم لوگ جنّت میں چلے بھی گئے تو سگریٹ جلانے کیلئے تو ہمارے ہی پاس (یعنی دوزخ میں) آنا پڑے گا!'' بکنے والے کا یہ قول کیسا ہے؟

جواب: کومیڈین کا یہ قول کُفر ہے۔

بد مذہبوں کی کتابیں پڑھنے کا مسئلہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس کو ایمان کی **حفاظت** عزیز ہو اُسے

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالٰی اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

چاہیے کہ وہ مُرَوَّجہ چٹکلوں کی کیسٹوں، فلموں، ڈراموں، گانوں باجوں رومانی اور جاسوسی ناولوں، ڈائجسٹوں، عشقیہ و فسقیہ فسانوں اور اخباروں کی غیر شرعی تحریروں وغیرہا کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ یاد رکھئے! اسلامی نظریات اور شرعی احکامات سے ٹکرانے والی تقریریں سننا اور تحریرات پڑھنا **حرام** اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایک غیر شرعی کتاب کے متعلق جب میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا **شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں **استِفتاء** پیش ہوا تو جواباً فرمایا: وہ کتاب مذہبِ اہلسنّت کے خلاف ہے بلکہ اس میں خود اسلام کی بھی مخالفت ہے۔ اس کا دیکھنا، پڑھنا سننا **حرام** ہے ہاں جو عالم اس کا مطالعہ (یعنی پڑھائی) کرے اس کی تردید کے لئے یا اس میں جو کفر بیان ہوا اس کے انکشاف کے لئے تو اس کے لئے پڑھنا دیکھنا **حرام نہیں۔** واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۵۸) ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ **اچھی صحبت** اختیار کرے، صرف اور صرف **عُلمائے اہلسنّت** کے مضامین اور اُنہیں کی کتابوں کا

مطالعہ کرے اور ایمان کی **حفاظت** کا جذبہ بڑھانے کیلئے **دعوتِ اسلامی** کے مکتبوں کی تربیت کے **مدنی قافلوں** میں سفر کو اپنا معمول بنائے۔

کلمہ شریف کا مذاق اُڑانا کفر ہے

سُوال: کسی شخص نے مذاق میں اس طرح **کلمہ** پڑھا: ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد بھائی بالٹی لا'' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: کلمہ شریف کا مذاق اُڑانا **کفر** ہے۔ شخصِ مذکور نے اگر کلمۂ طیبہ کا مذاق اُڑانے ہی کی غرض سے مذکورہ جملہ بولا ہے تو بے شک **کافر و مُرتَد** ہے، اس کا نکاح بھی ٹوٹا اور سابقہ تمام نیک اعمال بھی غارت ہوئے۔

سبحان حلوا کہنا کیسا؟

سُوال: سُبحٰنَ اللہ کے بجائے مذاقاً ''سبحان حلوا'' کہنا کیسا؟

جواب: اگر سُبْحٰنَ اللہ کا مذاق اُڑانا مقصود ہے تو صریح کفر ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: ذکرِ الٰہی عزوجل سے تمسخر کرنا (یعنی مذاق اُڑانا) **کفر** ہے۔ **(مجمع الانھر ج ۲**

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

ص ۲۰۰، ۶) الحاصل یاد رہے کہ مختلف قرائن کی وجہ سے حکم مختلف ہو سکتا ہے۔

''آج نماز کی چھٹی ہے'' کہنا کیسا؟

سُوال: عام تعطیل کے روز ایک نے کہا: آؤ ظہر کی نماز پڑھیں، دوسرے نے مذاق میں جواب دیا: یار! آج تو چھٹی کا دن ہے، نماز کی بھی چھٹی ہے۔ یہ جواب کیسا ہے؟ جبکہ جواب دینے والا عاقل و بالغ بھی ہو۔

جواب: یہ جملہ صریح کفر ہے۔

صُبح مؤمن تو شام کو کافِر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نہایت ہی نازک دور ہے مَعَاذَ اللہ بعض منہ پھٹ لوگ بات بات پر **کفریات** بک دیتے ہیں۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ **حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حُضُورِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم، رحمتِ عالم، شہنشاہِ عرب و عجم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ معظم ہے: ''ان فتنوں سے پہلے نیک اعمال کے سلسلے

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر روزِ جمعہ دو سو بار درود پاک پڑھا اس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہوں گے۔

میں جلدی کرو! جو تاریک رات کے حصّوں کی طرح ہوں گے،
ایک آدمی صُبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن ہوگا اور صُبح کو کافر ہوگا۔ نیز اپنے دین کو دُنیاوی سازو سامان کے بدلے فروخت کردے گا۔" (مسلم صفحہ ۱۱ ص ۲۴)

آندھی کے وَقت سرکار بے قرار ہو جاتے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کس قدر غفلت کا دور آگیا ہے! بجلی کا گُوجنا اور بادل کا گرجنا جو کہ خوف کے مقامات ہیں، ان میں بھی بعضوں کو مذاق سوجھتا ہے! اکثر لوگ خوب اُچھل کود کرتے اور طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہیں حالانکہ جب **آندھی چلتی**، مَطلَع اَبر آلود ہوتا تو ہمارے مکّی مَدَنی سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اپنے پروردگار عزّوجلّ کے خوف سے بےقرار ہوجاتے۔ چنانچہ **اُمُّ المؤمنین** حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: "جس دن **آندھی چلتی** اور آسمان پر **بادل** گِھر جاتے تو میرے سرتاج، صاحِبِ معراج صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ مُتَغَیِّر (مُ۔تَ۔غَیْ۔یِر) ہوجاتا (یعنی بدل جاتا) اور آپ صلی اللہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم (اضطراب کی وجہ سے) کبھی اندر آتے کبھی باہر تشریف لے جاتے، پھر جب **بارش** ہو جاتی تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: "**اے عائشہ!** مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ **بادل** عذاب کا نہ ہو جو میری اُمت پر بھیجا گیا ہو۔" (صحیح مُسلم حدیث ۸۹۹ ص ۴۴۶)

جب تیز ہوا چلتی تو........

اِس ضمن میں ایک ولی اللہ کی **حکایت** مُلاحظہ فرمایئے: حضرتِ **سیِّدُنا عطاء** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے **خوفِ خدا** کا حال یہ تھا کہ جب **آندھی آتی** یعنی تیز ہوا چلتی تو بے قراری کے عالم میں کبھی کھڑے ہو جاتے تو کبھی بیٹھ جاتے، کبھی باہر نکلتے تو کبھی اندر تشریف لے جاتے، اپنے پیٹ کی کھال کو پکڑ لیتے یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا ایسا حال ہو جاتا جیسے حاملہ عورت کا دردِ زہ میں (یعنی بچہ کی ولادت کی سخت تکلیف کے وقت) ہو جاتا ہے۔ (تنبیہُ المُغترین ص ۱۶۸)

برکت کا مذاق اُڑانا

سُوال: بغیر ڈھول ڈھمکے کے شریعت کے مطابق سادگی والی شادی کی برات

دیکھ کر زید نے کہا: یہ کھوا جنازہ جا رہا ہے زید کا قول کیسا ہے؟

جواب اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ قول بہت سخت ہے (۱) اگر اس سے مقصود شرع شریف کی توہین ہے تو کفر ہے اور (۲) اگر محض اِس برات سے استہزا (مذاق اُڑانا) ہے یہ مقصود نہ ہو کہ شرعی برات ہونے کی وجہ سے یہ مسخرا پن کیا ہے تو حرام۔ پہلی صورت میں یعنی جبکہ مقصود توہینِ شرع ہے، (توبہ وتجدیدِ ایمان کے ساتھ ساتھ) بی بی سے نکاح دوبارہ کرنا ضرور ہے اور دوسری صورت میں بھی اگرچہ کفر نہیں، مگر اس قول میں چونکہ توہینِ شرع کا پہلو نکلتا ہے لہٰذا (توبہ وتجدیدِ ایمان اور) تجدیدِ نکاح کرلے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (**فتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۱۱۵**) سادگی والی شادی میں کسی جائز خوشی کا بھی اظہار نہ ہو، بالکل خاموشی بلکہ رنج وغم کی کیفیت ہو یا مرثیہ وموت کے اشعار کی تکرار پر براتی اشکبار ہوں اگر ایسی صورت میں کوئی اِس وجہ سے اس کو جنازہ سے تعبیر کرے کہ شادی کی برات میں کچھ تو جائز خوشی

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

کا اظہار کرنا ہی چاہئے تھا تو نہ **کفر** ہے نہ گناہ۔

عاجزی کی نرالی حکایت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زیادہ بولنے والے، غیر سنجیدہ اور مذاق مسخری کے عادی کی زبان سے فُضولیات کے ساتھ ساتھ **کفریات** نکلنے کے کافی خطرات رہتے ہیں۔ **اللہ ربُّ العزت** عزوجل ہمیں سنجیدگی اور کم گوئی کی سعادت عنایت کرے نیز "میں میں" کرنے والوں، حُبِّ جاہ کے مریضوں اور بالخصوص مغروروں سے بھی **کفریہ کلموں** کے صُدور کا امکان رہتا ہے کاش! ہمیں حقیقی عاجزی نصیب ہو جائے۔ آیئے آپ کو عاجزی کی ایک نرالی حکایت سناؤں چنانچہ حضرت سیِّدنا **داؤد طائی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آمد کا مقصد دریافت کیا تو عرض کی: **زیارت** کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ **فرمایا:** حسنِ ظن کی بنا پر (مجھے نیک آدمی سمجھتے ہوئے میری) **زیارت** کیلئے آکر تم نے اپنے لئے تو اچھا کام کیا مگر میرا کیا بنے گا! اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ تو کون ہوتا ہے جس کی زیارت کی جائے؟ تو کیا

جواب دوں گا! اگر سوال ہوا، کیا تُو عابدوں (یعنی عبادت گزاروں) میں سے ہے؟ تو میرا جواب یہی ہو گا: خدا کی قسم! ان میں سے نہیں ہوں۔ اگر کہا جائے: کیا تو زاہدوں (یعنی دنیا سے بے رغبت رہنے والوں) میں سے ہے؟ تو یہی جواب دوں گا: خدا کی قسم! ان میں سے بھی نہیں ہوں۔ یہ فرمانے کے بعد اپنے آپ کو ڈانٹتے ہوئے فرمانے لگے: ”اے داؤد! تُو جوانی میں نافرمان تھا، ادھیڑ عمر میں دھوکے باز رہا اور اب جبکہ بڑھاپا آیا تو بیکار ہو گیا ہے!“ یہ فرمانے کے بعد دعا کی: اے آسمانوں اور زمینوں کے معبود! مجھے اپنی رحمت سے ایسا نواز دے جو میرے شباب کی اصلاح کر دے مجھے تمام بُرائیوں سے محفوظ فرما اور صالحین (یعنی نیک بندوں) کے اعلیٰ مقامات میں میرا مقام بلند فرما۔

(بحر الدموع لابن الجوزی ص٥٨)

سیِّدُنا داؤد طائی کی عظمت کی جھلکیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے حضرتِ سیِّدُنا داؤد طائی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کی حاضِری مُلاحَظہ فرمائی! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بَہُت بڑے ولیُّ اللہ بلکہ قُطبُ الاقطاب شمار کئے جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَجِلَّہ تَلامِذہ (یعنی عظیم پایہ شاگردوں) میں سے ایک تھے۔ مُحَرِّرِ مذہب حضرتِ سیِّدُنا امام محمد علیہ رحمۃ اللہ الاحد مشکل اجتہادی مسائل کے حل کیلئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا کرتے تھے۔ عبادت وتلاوت کی خوب کثرت فرماتے تھے۔ **اللہ رَبُّ العِزَّت عزوجل کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم

"جی چاہتا ہے یہودی ہو جاؤں" مذاقاً ایسا کہنا کیسا؟

سُوال: کسی نے مذاق میں کہا: "بس جی چاہتا ہے یہودی یا قادیانی بن جاؤں!" اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: حرج کیوں نہیں! زبردست حرج ہے بلکہ کفر ہے کہ اس میں کفر پر راضی ہونا پایا جا رہا ہے۔ اِسی طرح کے ایک **سُوال** کے جواب

میں میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 14 صَفْحَہ 583 پر فرماتے ہیں: ”جس نے جس فرقے کا نام لیا اُس فرقہ کا ہوگیا، مذاق سے کہا یا کسی دوسری وجہ سے۔“

”مذاق دوزخ پہنچا سکتا ہے“ کے اُنیس حُرُوف کی نسبت سے مذاق میں بولے جانے والے کُفرِیّات کی کم و بیش 19 مِثالیں

﴿1﴾ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے موصوف کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں یا ﴿2﴾ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا مذاق اُڑایا، یا ﴿3﴾ اس کے اَحکام میں سے کسی حکم کا مذاق اُڑایا، یا ﴿4﴾ اس کے وعدے، یا ﴿5﴾ وعید کا انکار کیا تو ایسے آدمی پر حکمِ کفر لگایا جائیگا۔ (منح الروض ص ۴۲۵)

﴿6﴾ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا کفر ہے خواہ ﴿7﴾ سنجیدگی میں دے یا ﴿8﴾ مذاق میں ﴿9﴾ خوشی سے دے یا ﴿10﴾ غصّے میں۔

﴿11﴾ یہ کہنا: ''صبح صبح دعا مانگ لیا کرو اس وقت اللہ فارغ ہوتا ہے۔'' کفر ہے۔

﴿12﴾ یہ کہنا: ''اتنی نیکیاں نہ کرو کہ خدا کی جزا کم پڑ جائے۔'' کفر ہے۔

﴿13﴾ ''خدا نے تمہارے بال بڑی فرصت سے بنائے ہیں'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

﴿14﴾ زید نے کہا: یا اللہ ہو سکتا ہے آج بارش ہو جائے۔ بکر نے کہا: ''شاید یا اللہ تو ہمیں بھول گیا ہے۔'' بکر پر حکمِ کفر ہے۔

﴿15﴾ اگر کسی نے نبیِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مذاق اڑایا تو **کافر** ہے۔

﴿16﴾ کسی کو مذاق یا ہنسی کھیل کے طور پر **کفریہ کلمہ** کہنے کا بولا تو اس مشورہ دینے والے پر حکمِ **کفر** ہے۔ (ملخصاً مجلس فتاوی فقہیہ ج ۱ ص ۳۳۳)

﴿17﴾ جو **کفریہ** بات پر رضامندی سے ہنسا اس پر بھی حکمِ **کفر** ہے۔ (فتاوی تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۵۹) بے اختیار ہنسی آئی تو معاف ہے۔ جیسے کوئی ایسی بات ہو جو **کفریہ** ہے مگر مضحکہ یا مزاح کا معنی رکھتی ہو اور اسے سن کر بے اختیار ہنسی آئی اس پر حکمِ **کفر** نہیں البتہ اگر اس کے ساتھ دل سے راضی بھی ہو تو **کفر** ہے۔

﴿18﴾ اگر کسی نے کہا: جہنم میں جائیں گے تو سردی میں اگر جلتی آگ لیے

آئیں گے تو ہم ان کو نہیں دیں گے۔ یہ **کلِمۂ کُفر** ہے۔

﴿19﴾ جس نے مذاق کے طور پر کافِروں جیسی شکل وصورت بنائی (مثلاً ہنود کی طرح قشقہ لگایا یا زُنّار باندھا) اس پر حکمِ کفر ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ٤٢٦)

گانوں کے 35 کُفریہ اشعار

﴿1﴾ سِیپ کا موتی ہے تُو یا آسماں کی دھول ہے
تُو ہے قدرت کا کرِشمہ یا خُدا کی بھول ہے

اس شِعر میں مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو **بھولنے** والا مانا گیا ہے جو کہ **صریح کفر** ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ بھولنے سے پاک ہے۔ چُنانچِہ پارہ 16 سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 52 میں ارشاد ہوتا ہے:

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی تَرجَمۂ کنزُالایمان: میرا رب (عَزَّوَجَلَّ) نہ بہکے نہ بُھولے۔ (پ ١٦ طٰہٰ ٥٢)

﴿2﴾ دل میں تجھے بٹھا کر کرلوں گی بند آنکھیں
پوجا کروں گی تیری دل میں رہوں گی تیرے

اِس میں اپنے مجازی محبوب کی **پوجا** کرنے کے عزم کا اظہار ہے جو

کہ کفر ہے۔

(3) ہائے! تجھے چاہیں گے
اپنا خدا بنائیں گے

اس میں اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کو خدا بنانے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے جو کہ **صریح کفر** ہے۔

(4) دل میں ہو تم آنکھوں میں تم بولو تمہیں کیسے چاہوں؟
پوجا کروں یا سجدہ کروں جیسے کہو ویسے چاہوں؟

اس میں اپنے مجازی محبوب کی **پوجا** کی اجازت مانگی گئی ہے جو کہ **کفر** ہے اور **سجدہ** کا بھی اِذن طلب کیا ہے، غیرِ خدا کو سجدۂ تعظیمی حرام اور سجدۂ عبادت **کفر** ہے۔

(5) تمہارے سوا کچھ نہ چاہت کریں گے کہ جب تک جئیں گے محبت کریں گے
سزا رب جو دے گا وہ **منظور** ہوگی بس اب تو تمہاری **عبادت** کریں گے

اس شعر کے مصرعِ ثانی میں دو **صریح کفریات** ہیں (۱) **اللہ** توّاب عزوجل کے **عذاب کو ہلکا** جانا گیا ہے (۲) غیرِ خدا کی **عبادت** کے عزم کا اظہار ہے۔

(6) یا رب تُو نے یہ **دل توڑا** کس موسم میں؟

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

''اِس مصرَع میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر **اعتِراض** کا پہلو نُمایاں ہے اِس لئے **کُفر** ہے اگر اعتِراض ہی مقصود تھا تو **قائل کافِر و مُرتَد ہو گیا۔**

(7) کیسے کیسے کو دیا ہے ایسے ویسے کو دیا ہے

اب تو چھپّر پھاڑ مولا اپنی جیبیں جھاڑ مولا

مصرعِ ثانی میں ''چھپّر پھاڑنا اور جیبیں جھاڑنا'' اگرچہ مُحاورۃً بھی بولا جاتا ہے لیکن خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی مبارک شان میں سخت ممنوع ہے اور اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اجسام کی طرح جسم والا مانا اور اُسے جیب والا لباس پہننے والا اعتِقاد کیا تو **صریح کفر** ہے رَبِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔

(8) لے تجلّیاں سمیٹ کر سارے جہان کی

جب کچھ نہ بن سکا تو مِرا دل بنا دیا

اِس شعر کے مصرعِ ثانی کے ان الفاظ '' **جب کچھ نہ بن سکا** '' میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو '' **عاجِز و بے بس** '' قرار دیا گیا ہے جو کہ **صریح کفر** ہے

(9) دنیا بنانے والے دنیا میں آ کے دیکھ

صدمے ہیں جو ہمیں نے تو بھی اُٹھا کے دیکھ

فرمانِ مصطفٰی ﷺ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اٹھ گئے تو وہ بدبودار مردار سے اٹھے۔

یہ شعر کئی **کفریات** کا مجموعہ ہے اس میں اللہ عزوجل پر واضح اعتراض اور اس کی توہین ہے۔

(10) دنیا بنانے والے کیا **تیرے من میں سمائی؟**

تو نے **کاہے کو دنیا بنائی؟**

اس شعر میں اللہ عزوجل پر **اعتراض** کا پہلو نمایاں ہے اس لئے **کفر** ہے۔

(11) اے خدا ان حسینوں کی **پتلی کمر کیوں بنائی؟**

تیرے پاس مٹی کم تھی یا تو نے رشوت کھائی (معاذ اللہ عزوجل)

مذکورہ شعر میں تین صریح **کفریات** ہیں: (۱) اس میں ربِّ کائنات عزوجل کی ذات و محمود صفات پر **پتلی کمر** بنانے پر **اعتراض** (۲) اس پر عاجز و بے بس ہونے کا الزام اور (۳) رشوت کھانے کا اتہام (یعنی تہمت) ہے۔

(12) **اس حور کا کیا کریں جو ہزاروں سال پرانی ہے**

معاذ اللہ عزوجل اس میں جنتی **حور کی کھلی توہین** ہے حور کی یا جنت کی کسی بھی نعمت کی توہین **صریح کفر** ہے۔

(13) حسینوں کو آتے ہیں کیا کیا بہانے

خدا بھی نہ جانے تو ہم کیسے جانے

معاذ اللہ عزوجل اس شعر کے دوسرے مصرع میں کہا گیا ہے: "خدا عزوجل بھی نہ جانے" یہ بات **صریح کفر** ہے۔

(14) خدا بھی آسماں سے جب زمیں پر دیکھتا ہوگا

مرے محبوب کو کس نے بھلا سوچتا ہوگا

اس شعر میں معاذ اللہ عزوجل کی کفریات ہیں {1} **جب دیکھتا ہوگا** اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل ہر وقت نہیں دیکھتا {2} اس بے حیا کے محبوب کو اللہ عزوجل نے نہیں بنایا معاذ اللہ اس کا کوئی اور خالق ہے {3} کس نے بنایا یہ بھی اللہ عزوجل کو نہیں معلوم {4} سوچتا ہوگا {5} خدا عزوجل آسمان سے دیکھتا ہوگا حالانکہ اللہ عزوجل **مکان** اور **سمت** سے پاک ہے۔ بہر حال یہ شعر **کفریات** کا ملغوبہ ہے اس میں رب العزت عزوجل کی طرف جہالت اور محتاجی کی نسبت ہے کسی اور کو خالق ماننا ہے اللہ رب العزت عزوجل کی خالقیت کا انکار ہے وہ ہر وقت ہر لمحہ ہر شے کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ شعر میں ان اوصاف کا انکار ہے۔ یہ سب قطعاً اجماعاً

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درود پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

کفریات ہیں۔ قائل **کافر و مرتد** ہو گیا یونہی خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے لئے **مکان** ثابت کیا ہے یہ بھی **کفر** ہے۔

(15) رب نے مجھ پر ستم کیا ہے
زمانے کا **غم** مجھے دیا ہے

اِس شعر میں دو کفریات ہیں (۱) مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ظالم ٹھہرایا گیا اور (۲) اُس پر اعتراض کیا گیا ہے۔

(16) مجھ کو دی صورت پری سی دل نہیں مجھ کو دیا
ملتا خدا تو پوچھتا یہ ظلم تو نے کیوں کیا؟

اِس شعر میں دو طرح کے **کفریات** ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **ظالم** کہا گیا ہے (۲) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **اعتراض** کیا گیا ہے۔

(17) او میرے بابا تمہارے بابا نے یہ کیا غضب کیا
جس کو بنانا تھا لڑکی اسے لڑکا بنا دیا

اِس کفریات سے بھرپور شعر میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **اعتراض** اور اس کی **توہین** ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

(18) اب آگے جو بھی ہو انجام دیکھا جائے گا

خدا تراش لیا اور بندگی کر لی!

اس شعر کے مصرعِ ثانی میں دو صریح کفر ہیں: (۱) مخلوق کو خدا کہنا (۲) پھر اس کی بندگی یعنی عبادت کرنا۔

(19) میری نگاہ میں کیا بن کے آپ رہتے ہیں

قسم خدا کی، خدا بن کے آپ رہتے ہیں!

اس شعر کے مصرعِ ثانی میں محبوب کو **خدا** کہا گیا ہے یہ صریح **کفر** ہے۔

(20) کسی پتھر کی مورت سے محبت کا ارادہ ہے

پرستش کی تمنا ہے عبادت کا ارادہ ہے

اس شعر میں **پتھر** کے بُت کی **پوجا** کی **تمنا** اور **نیت** کا **اظہار** ہے جو کہ کھلا کفر ہے۔ کیوں کہ ارادۂ کفر بھی **قطعی کفر** ہے۔ اس شعر میں اپنے لئے کفر پر رضامندی بھی ہے یہ بھی صریح کفر ہے۔

(21) مجھے بتا دو جہاں کے مالک یہ کیا نظارے دکھا رہا ہے

ترے سمندر میں کیا کمی تھی کہ آج مجھ کو رُلا رہا ہے

اِس شعر میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر **اِعتِراض** کا پہلو نمایاں ہے اِس لئے **کفر** کا حکم ہے۔ اور اگر شاعر یا جو پڑھے اُس کی مُراد اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ پر اِعتِراض ہو تو **صریح کفر** ہے اور وہ **کافِر و مُرتَد** ہو جائیگا۔

(22) ہیرا کہوں کہ ہے گلے لگایا، ہر شکل میں ساتھ بھایا
اِن کی کیا تعریف کروں میں، فرصت سے ہے رب نے بنایا

اِس شعر میں **فرصت سے ہے رب نے بنایا** کے الفاظ کفریہ ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ''فُرصت'' کا لفظ بولنا کفر ہے۔

(23) اے خُدا بہتر ہے یہ کہ تُو چُھپا پردے میں ہے
کھینچ ڈالیں گے تجھے یہ لوگ اسی چکر میں ہیں

اِس شعر میں ربُّ الْعٰلَمِین جَلَّ جَلالُہٗ کو مجبور و بے بس اور دھوکہ کھا جانے والا کہا گیا ہے جو کہ اَللّٰہ ربُّ الْعٰلَمِین کی **کُھلی توہین** ہے۔ اور اَللّٰہ المبین کی توہین کفر ہے۔

(24) اب یہ جان لے لے یارب، یا ایمان لے لے یارب
دو جہان لے لے یارب، یا خدا اُفتا یہ دل ہوا اُفتا

اس شعر کے اس حصے **ایمان لے لے یارب** میں ایمان چلے جانے یعنی کافر ہو جانے پر راضی ہوا پایا جا رہا ہے جو کہ **کفر** ہے۔ ''فتاویٰ تاتارخانیہ'' میں ہے: ''جو اپنے کفر پر راضی ہوا تحقیق اس نے کفر کیا۔'' (تاتارخانیہ ج۵ ص۴۵۸)

(25) جب سے ترے نیناں مرے نیناں سے لاگے رے

تب سے دیوانہ ہوا سب سے بیگانہ ہوا

رب بھی دیوانہ لاگے رے

اس شعر کے اس حصے **رب بھی دیوانہ لاگے رے** میں شاعر بے چارہ کے دعوے کے مطابق اس کو خداوند قدوس عزوجل معاذ اللہ عزوجل دیوانہ لگ رہا ہے یقیناً یہ اس عزوجل کی شانِ عالی میں کھلی گالی اور کھلا **کفر و ارتداد** ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: ''جو اللہ کو ایسے وصف (یعنی پہچان یا خاصیت) سے موصوف کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا یا اس کے احکام میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا اس کے وعدے یا وعید کا انکار کرے تو ایسے آدمی کی تکفیر کی جائے گی یعنی اس کو **کافر** قرار دیا جائے گا۔'' (تاتارخانیہ ج۵ ص۴۶۱)

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔

(26) جو کر رہا تھیں وہ زخم دیا ہے مجھ کو تمہیں پیار کو بدنام تو نے کیا ہے

جسے میں نے پُوجا سجا کر رکھا تھا یہ بُت پتھروں کا بنا ہے

اِس شعر میں اپنے مجازی محبوب کو **پوجنے** یعنی اس کی **عبادت** کرنے کا اقرار ہے اور شاعر اس **کفر** کا اقرار کر رہا ہے اور **کفر** کا اقرار بھی **کفر** ہے۔ اگر مذاقاً ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ، علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جو بطورِ تَمَسْخُر و ٹھٹھا (یعنی مذاق مسخری میں) کفر کریگا وہ بھی مُرتَد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ (میں) ایسا اعتقاد (یعنی عقیدہ) نہیں رکھتا۔ **(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۱، دُرِّمختار ج ۶ ص ۳۴۳)**

(27) رکھوں گا تمہیں دھڑکنوں میں بسا کے

تمہیں چاہتوں کا خدا میں بنا کے

بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ وَحدَہٗ لاشریک ہے۔ بیان کردہ شعر میں بندے کو ''چاہتوں کا خدا'' بنا گیا ہے جو کہ کھلا **کفر و شرک** ہے۔

(28) تم سا کوئی دوسرا اس زمیں پہ ہوا تو رب سے شکایت ہوگی

تمہاری طرف رُخ غیر کا ہوا تو قیامت سے پہلے قیامت ہوگی

اِس شعر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر **اعتراض** کرنے کے ارادہ کا اظہار ہے اور

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

اللہ عزوجل پر اعتراض کرنا کفر ہے۔

(29) محبت کی قسمت بنانے سے پہلے زمانے کے مالک تو رویا تو ہوتا

محبت پہ یہ ظلم ڈھانے سے پہلے زمانے کے مالک تو رویا تو ہوتا

(30) تجھے بھی کسی سے اگر پیار ہوتا ہماری طرح تو بھی قسمت کو روتا

یہ اشکوں کے نغمے لگانے سے پہلے زمانے کے مالک تو رویا تو ہوتا

(31) مرے حال پر یہ جو ہنستے ہیں سارے بیچارے ہیں تیری ہنسی کے نظارے

ہنسی میرے غم کی اُڑانے سے پہلے زمانے کے مالک تو رویا تو ہوتا

(32) زمانے کے مالک یہ تجھ سے گلہ ہے خوشی ہم نے مانگی تھی رونا ملا ہے

گلہ میرے لب پر بھی آنے سے پہلے زمانے کے مالک تو رویا تو ہوتا

مذکورہ اشعار اللہ ربُّ العٰلمین جَلَّ جَلالُہٗ کی توہین سے بھرپور ہیں، ان اشعار میں کم از کم پانچ کھلے کفریات ہیں ﴿1﴾ اللہ عزوجل کیلئے رونا ممکن مانا گیا ہے ﴿2﴾ اللہ عزوجل کو ظالم کہا گیا ہے ﴿3﴾ اسے محکوم مانا گیا ہے ﴿4﴾ اس کو کسی کے رنج و غم اور بے بسی پر ہنسی اُڑانے والا قرار دیا گیا ہے اور ﴿5﴾ اللہ عزوجل پر اعتراض کیا گیا ہے

(33) میں پیار کا پجاری مجھے پیار چاہئے

رب جیسا ہی مجھے سُندر یار چاہئے

اس شعر میں دو کفریات ہیں (1) غیر خدا کی پوجا یعنی عبادت کا اقرار ہے (2) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرح کسی اور کا ہونا ممکن مانا گیا ہے۔ قرانِ مجید فرقانِ حمید پارہ 25 سورۂ شوریٰ، آیت نمبر 11 میں اللّٰہُ ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ ترجمۂ کنزا لایمان: اس جیسا کوئی نہیں اور وُہی سنتا دیکھتا ہے۔

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: ''اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ ذات میں نہ صِفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء (یعنی ناموں) میں۔'' (بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۱۷)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: مجھ پر درود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

(35) قسمت بنانے والے ذرا سامنے تو آ

میں تجھ کو یہ بتاؤں کہ دنیا تری ہے کیا؟

مذکورہ شعر میں کئی **کفریات** ہیں: ﴿1﴾ عذابِ نار کے حق دار شاعرِ نا ہنجار کا **اللہ غفار** عزوجل کو مخاطب کر کے اس طرح کہنا: "ذرا سامنے تو آ" اللہ عزوجل کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا ہے اور یہ اللہ رب العلمین جل جلالہ کی **سخت توہین** ہے اور رب عزوجل کی توہین **کفر** ہے ﴿2﴾ "میں تجھ کو بتاؤں کہ دنیا تری ہے کیا؟" کہہ کر اللہ عزوجل پر **اعتراض** کیا گیا ہے اور یہ بھی **کفر** ہے اور ﴿3﴾ تیسرا کفر یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو مقابلے کیلئے پکارا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ

ایمان برباد ہوگیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! **قطعی کفریہ** ایک بھی شعر جس نے دلچسپی کے ساتھ پڑھا، سنا یا گایا وہ کفر میں جا پڑا اور اسلام سے خارج ہو کر **کافر و مرتد** ہو گیا، اس کے تمام نیک اعمال اکارت ہو گئے یعنی پچھلی ساری نمازیں، روزے، حج وغیرہ تمام نیکیاں ضائع ہو گئیں۔ شادی شدہ تھا تو **نکاح** بھی ٹوٹ گیا اگر کسی کا **مرید** تھا تو بیعت (بے عت) بھی ختم ہو گئی۔ اس پر

فرض ہے کہ اس شعر میں جو **کفر** ہے اُس سے فوراً توبہ کرے اور کلمہ پڑھ کر نئے سرے سے مسلمان ہو۔ **مُرید** ہونا چاہے تو اب نئے سرے سے کسی بھی جامع شرائط پیر کا مُرید ہو اگر سابقہ بیوی کو رکھنا چاہے تو دوبارہ نئے مہر کے ساتھ اُس سے **نِکاح** کرے۔

جس کو یہ شک ہو کر آیا میں نے اس طرح کا شعر دلچسپی کے ساتھ گایا، سنایا پڑھا ہے یا نہیں مجھے تو بس یوں ہی فلمی گانے سننے اور گنگنانے کی عادت ہے تو ایسا شخص بھی **اِحتیاطاً توبہ** کر کے نئے سرے سے مسلمان ہو جائے، نیز **تجدیدِ بیعت** اور **تجدیدِ نکاح** کرلے کہ اسی میں دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔

میاں بیوی کے مُتَعَلِّق کفریّات کے بارے میں سوال جواب

''اللہ مالک نہیں بس آپ کو کام کرنا ہے'' کہنا کیسا؟

سُوال: بیوی نے شوہر سے کہا کہ "فلاں کام ضرور کر دینا۔" شوہر نے کہا: ''اللہ مالک ہے'' اِس پر بیوی نے کہا: ''اللہ مالک نہیں بس آپ کو کام کرنا ہے۔''

جواب: یہ کہنا کہ ''اللہ مالک نہیں'' کفر ہے

"خدا بھی جُدا نہیں کرسکتا" کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: "خدا بھی اب تم کو مجھ سے جُدا نہیں کرسکتا، تمہیں ہر حال میں میرے ساتھ ہی رہنا ہے۔" کیا یہ کہنا کفر ہے؟

جواب: اس طرح کہنے والا **کافر و مرتد** ہے کہ اس نے اللہ عزوجل کی قدرت کا انکار کیا۔ **بہارِ شریعت** حصہ 9 صفحہ 179 پر ہے: کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہا کہ "خدا عزوجل تمہاری زبان کا مقابلہ کرہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں!" یہ **کفر** ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا؟ اس نے کہا: عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں مجھ کو کہاں سے ہوگی۔" (یہ بھی کلمۂ کفر ہے)

میاں بیوی کے بارے میں کفریات کی 10 مثالیں

﴿1﴾ جس نے کہا: میں طلاق مَلاق کچھ نہیں جانتا بیوی کو گھر میں ہونا چاہئے، چاہے طلاق ہوجائے یا نہ ہو۔ ایسا شخص **کافر** ہے کیونکہ اس نے حلال حرام کو برابر سمجھا۔ **(منح الروض ص ۴۷۲)**

﴿2﴾ عدت میں نکاح کو حلال جان کر نکاح پڑھانے والا اور ﴿3﴾ حلال

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مُردار سے اُٹھے۔

سمجھ کر شرکت کرنے والے سب لوگوں پر حکم کفر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۱ ص ۲۱۶ ملتقطاً)

﴿4﴾ جس نے کہا: ''عالم شوہر پر لعنت ہو'' یہ قول کفر ہے کیونکہ اس نے علم کے وصف پر (یعنی عالم دین ہونے کی وجہ سے) لعنت کی اور شریعت کی توہین کی۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۰)

﴿5﴾ حائضہ عورت سے ہم بستری کو حلال سمجھنا فقہاءِ کرام کی ایک جماعت کے نزدیک کفر ہے۔

(منح الروض ص ۵۰۸، بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۳۸)

﴿6﴾ لواطت (بدفعلی) کرنے کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ (منح الروض ص ۵۰۲)

﴿7﴾ جس نے کسی کرسچین عورت کو دیکھا تو کہا: ''کاش! میں بھی کرسچین ہوتا تاکہ اس سے نکاح کر سکتا'' یہ کہنا کفر ہے۔ (ایضاً ص ۴۸۶)

﴿8﴾ بیوی نے شوہر سے کہا: تجھے نہ غیرت ہے اور نہ ہی تیرا کوئی دین اسلام ہے کہ غیروں کے ساتھ میری تنہائی پر راضی ہے! شوہر نے کہا: ہاں مجھے نہ غیرت ہے اور نہ ہی میرا کوئی دین اسلام ہے'' یہ قول کفر ہے۔ (مجمع الانہر ج ۲ ص ۵۱۲)

﴿9﴾ بیوی نے شوہر سے کہا: ''اگر تُو نے آئندہ مجھ پر زِیادَتی کی یا میرے لئے فُلاں چیز نہ خریدی تو میں **کافِرہ** ہو جاؤں گی'' کہنے والی فوراً **کافِرہ** ہوگئی۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹)

﴿10﴾ جو اپنی بیوی سے کہے: ''تو مجھے خُدا سے زیادہ پسند ہے۔'' یہ قول **کفریہ** پہلو رکھتا ہے۔ (اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۳)

دو جنّتیں ....کس کے لئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! میاں بیوی میں ذِہنی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعِث ہونے والی آئے دن کی لڑائیوں اور **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ کی کمی کے باعث بک بک اور جھک جھک کی عادتوں کے سبب زبان سے **کُفرِیّہ کلِمات** نکل جانے کا سخت اندیشہ رَہتا ہے لہٰذا اپنے دل میں **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ پیدا کرنے کی جِدّ وجُہد جاری رکھئے۔ پارہ 27 سورۃُ الرحمٰن آیت نمبر 46 میں خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حُضور کھڑے ہونے سے ڈرے اُس کے لئے **دو جنّتیں** ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درود پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

اِس آیتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس** رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: یعنی اللہ عزّوجلّ نے ایمان والوں سے جنّت کا وعدہ فرمایا جو اپنے رب عزّوجلّ کے حُضُور کھڑے ہونے سے ڈرے اور خائف (ڈرنے والا) وہ ہے جو اللہ عزّوجلّ کی اطاعت بجالائے اور اس کی نافرمانی چھوڑ دے۔

(تفسیرِ طبری ج ۱۱ ص ۶۰۲)

سونے اور چاندی کی جنّتیں

ان دو جنّتوں کے متعلق کئی اقوال ہیں، بخاری شریف میں ہے: **سرکارِ مدینہ** ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، مدینے کے تاجدار، حبیبِ پروردگار، شفیعِ روزِ شمار جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ نور بار ہے: **دو جنّتیں چاندی کی ہیں**، جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب چاندی کے ہیں اور **دو جنّتیں سونے کی ہیں**، جن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہیں۔ ان کے اور ان کے **ربِّ کریم** عزّوجلّ کے دیدار کے درمیان جنّتِ عدن میں صرف ردائے کبریائی حائل ہے۔

(صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۴۴ حدیث ۴۸۷۸)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

"اِن شاءَ الله" کا مذاق اُڑانے کے بارے میں سُوال جواب

"یہ اِن شاءَ اللہ ڈھیلی ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: بیان کے دوران مبلغ نے سامعین سے کسی عمل کی نیت کرنے کیلئے کہا تو سامعین نے آہستہ سے: "اِن شاءَ اللہ عزوجل" کہا۔ اِس پر مبلغ بولا کہ یہ اِن شاءَ اللہ تو "ڈھیلی" ہے۔ یہ سن کر سامعین نے اِن شاءَ اللہ کی زوردار صدا لگائی۔ اس پر کہا کہ یہ اِن شاءَ اللہ صحیح والی ہے یا کہا یہ اِن شاءَ اللہ "چکنی گھی والی" ہے۔ اس پر سامعین نے قہقہہ لگایا۔ کیا اس انداز سے اِن شاءَ اللہ کی توہین نہیں ہوتی؟

جواب: مذکورہ کلمہ بظاہر کفری لگتا ہے کہ اس میں لفظ اِن شاءَ اللہ کے ساتھ تمسخر (یعنی مذاق) کرتا پایا جارہا ہے جبھی تو سامعین نے قہقہہ لگایا۔ اور اِن شاءَ اللہ کو "ڈھیلی" یا "چکنی گھی والی" کہنے میں بھی اس کی توہین ظاہر ہو رہی ہے اگرچہ اس کی تاویل ممکن ہے ہو سکتا ہے یہاں لوگوں کا اِن شاءَ اللہ فقط ڈھیلی آواز

میں کہنا مُعبِّر ہی کی مُراد ہو۔ بہر حال وہ مُعبِّر اِس جُملے سے توبہ کے ساتھ ساتھ تجدیدِ ایمان اور شادی شدہ ہو تو تجدیدِ نکاح بھی کرے اور اِس کو سُن کر جس کا بے اختیار قہقہہ بلند ہو گیا اُن کا کوئی قُصور نہیں جبکہ وہ اس مُعبِّر کی بات سے مُتَّفِق نہ ہوں۔ ہاں جنہوں نے مُعبِّر کی بات کو سمجھ کر مُتَّفِق ہو کر قہقہہ لگایا وہ بھی توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کریں۔

مُبلِّغِ اعظم کے روح پرور بیان کی ایک جھلک

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سنّتوں بھرا بیان کرنے میں سخت احتیاطوں کی ضرورت ہے نیز بیان کرنے والے کو سنجیدہ انداز رکھنا چاہئے۔ بعض مُقرِّرین بڑے بے باک ہوتے ہیں اور اجتماع کی کثرت دیکھ کر بسا اوقات ایکدم آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور نہ کہنے والی بات بول جاتے ہیں۔ کاش! انہیں سنجیدگی مل جاتی اور خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ نصیب ہو جاتا۔ یہ عام مُشاہدہ کی بات ہے کہ غیر سنجیدہ بیان میں حاضرین زور زور سے ہنستے اور رقّت آمیز سنجیدہ بیان میں بِلک بِلک کر روتے ہیں۔ کائنات کے سب سے

عظیم مبلّغ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بیانِ عظمت نشان کی ایک جھلک مُلاحظہ ہو: چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا اَنس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالَم نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ آیتِ مبارَکہ تلاوت فرمائی:

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ترجَمۂ کنز الایمان: جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پ ۲۸ التحریم ٦)

اس کے بعد ارشاد فرمایا: جہنَّم کی آگ کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ **سرخ** ہوگئی، پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ **سفید** ہوگئی، پھر اُسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا تو وہ **سِیاہ** ہوگئی تو اب جہنَّم کی آگ کالی سِیاہ ہے، اس کے شُعلے نہیں بجھتے۔

یہ سُن کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے **ایک حَبشی چیخیں مار کر رونے لگا** تو حضرتِ سیِّدُنا جبرئیلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نازِل ہوئے اور عرض کی: ''آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے رونے والا شخص کون ہے؟'' فرمایا: حَبشہ کا ایک شخص ہے۔ اور پھر اُس شخص کی تعریف بیان فرمائی تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جو مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

نے عرض کی: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی

قسم! **میرے خوف کے سبب جس بندے کی آنکھ روئے گی، میں جنت میں اُس کی ہنسی میں اضافہ فرماؤں گا۔**

(شُعَبُ الایمان ج ۱ ص ۴۸۹ حدیث ۷۹۹)

نارِ جہنم سے تو اماں دے خلدِ بریں میں اپنا جِوار دے

واسطہ نعمان بن ثابت (رحمۃ اللہ علیہ) کا یا اللہ مری جھولی بھر دے

"میں بغیر اِنْ شَآءَ اللّٰہ کام کروں گا" کہنا

سُوال: کسی نے کہا: تم اِن شاءَ اللہ یہ کام کروگے۔ جواب دیا: میں بغیر اِن شاءَ اللہ کے یہ کام کروں گا۔ ایسا جواب دینے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا جواب دینے والے پر حکمِ **کفر** ہے۔

"جَزَاکَ اللہ" سُن کر کہنا کہ اِس کی ضرورت نہیں

سُوال: ایک نے کہا: جَزَاکَ اللہ (یعنی اللہ عزوجل آپ کو جزا دے) دوسرے نے معنیٰ سمجھنے کے باوجود جواب دیا: نہیں نہیں اِس کی ضرورت نہیں یا کہا: مجھے اللہ عزوجل سے جزائے خیر نہیں چاہئے۔ ایسا جواب دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

جواب: **اللہ** عزوجل کی طرف سے عطا ہونے والے اجر و ثواب کو ہلکا جاننا کفر ہے میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، امامِ اہلسنت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ کچھ افراد **قربانی** کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ چاہے ہماری **قربانی** قبول ہو یا نہ ہو، اپنے باپ دادا کی رسم نہ چھوڑیں گے، چاہے عالم کچھ بھی کہیں۔ **الجواب**: ”ان کے یہ اقوال مذموم و سخت ہیں، ان کی قربانیاں قابلِ قبول نہیں انہوں نے قبولِ الٰہی (عزوجل) کو ہلکا جانا اور عالموں کے ارشاد سے بے پروائی کی، (اپنے قول سے توبہ کر کے) از سرِ نو کلمہ پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔“ **(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۲۰۲، ۲۰۸ ملخصاً)** اور جزاک اللہ سن کر اگر معنیٰ نہ جاننے کی وجہ سے کہا کہ نہیں اس کی ضرورت نہیں یعنی مراد یہ ہو کہ میرا شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

جنّت دکھا کر محروم کر دیا جائیگا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر عمل حتّی نیکیوں کے ساتھ محض ربِّ لم یزل عزوجل کی رضا کیلئے کرنا چاہئے نہ صرف دکھاوے

کیلئے نیکیاں کرنے والے ریاکار عذابِ نار کے حقدار ہیں چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم، رؤفٌ رَّحیم علیہ افضلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلیم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو **جنّت** کی طرف جانے کا حکم دیا جائیگا، جب وہ لوگ **جنّت** کے قریب پہنچ جائینگے اور اس کی خوشبو کو سونگھ لیں گے اور اس کے محلّوں اور جنّتیوں کے لئے جو نعمتیں تیار کی گئی ہیں ان کو دیکھ لیں گے تو ندا کی جائیگی: اِصْرِفُوْهُمْ عَنْهَا، لَا نَصِیْبَ لَهُمْ فِیْهَا. یعنی ''ان کو جنّت سے ہٹا دو، ان کے لئے جنّت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' وہ اتنی حسرت سے **جنّت** سے لوٹیں گے کہ پہلے اتنی حسرت سے کوئی نہیں لوٹا تھا، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ اگر تو ہم کو **جنّت** اور اپنے ثواب کو دکھانے اور تُو نے اپنے دوستوں کے لئے جو نعمتیں تیار کی ہیں ان کو ہمیں دکھانے سے پہلے دوزخ میں داخل کر دیتا تو یہ ہمارے لئے بہت آسان ہوتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''ہماری مشیت ہی یہ تھی اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے

تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے

خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ

ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ

چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا

اور ثواب سے محروم کروں گا۔" (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۲۲ حدیث ۱۷۶۱۹)

کرسچینوں وغیرہ کے بارے میں سوال جواب

"کرسچینوں کو اہلِ ایمان" کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے سرِ عام کہا: "موجودہ دور کے کرسچین اور یہودی اہلِ ایمان ہیں" اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: یہودیوں اور کرسچینوں یعنی عیسائیوں کو اہلِ **ایمان** کہنا کفر ہے کیونکہ یہ دونوں کافر ہیں اور کافر کو کافر جاننا **ضروریاتِ دین** میں سے ہے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 144 صفحات پر مشتمل کتاب، "بہارِ شریعت" حصّہ 1

صَفحَہ 98 پر صدرُ الشَّریعہ،بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علاّمہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضَروریاتِ دین سے ہے۔''

(بہارِ شریعت حصّہ اوّل ص ۹۸)

کیا اہلِ کتاب، اہلِ ایمان نہیں؟

سُوال: اگر زید یہ کہے کہ میں نے یہود و نصاریٰ (یعنی یہودیوں اور کرسچینوں) کو اس لئے **اہلِ ایمان** کہا کہ وہ **آسمانی کتابوں** کے ماننے والے یعنی اہلِ کتاب ہیں؟

جواب: یہود و نصاریٰ **اہلِ کتاب** تو ہیں مگر اس بِنا پر انہیں **اہلِ ایمان** نہیں کہا جا سکتا، فِی الوقت ان کے مذاہب باطل ہیں اور دینِ اسلام کے سوا کوئی اور دین قابلِ قبول نہیں۔ پارہ 3 سورۂ اٰلِ عمران آیت 85 میں خدائے رحمٰن عزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عظیم الشان ہے:

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زِیاں کاروں (یعنی نقصان اُٹھانے والوں میں) سے ہے۔

(پ۳ اٰل عمران ۸۵)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیتِ مبارکہ کے تحت **تفسیرِ نعیمی** جلد 3 صَفْحَہ 575 پر فرماتے ہیں: ''جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین تلاش کرے یعنی **نبی آخر الزّماں** صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جو کوئی ان کی شریعت کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کرے خواہ شرک و کفر کو یا یہودیت و نصرانیت کو کروہ ادیان (یعنی یہودیت و نصرانیت) اپنے وقت میں اسلام تھے اب ان کا اختیار کرنا گمراہی و کفر ہے۔'' (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۵۷۵)

عیسائی تین خُداؤں کو مانتے ہیں

سُوال: کیا عیسائی ایک خدا کے ماننے والے نہیں ہیں؟

جواب: جی نہیں۔ یہ لوگ تثلیث (تِث۔لیث) کے قائل ہیں یعنی انہوں نے وَحدانیت کو مَعاذَ اللہ تین حصوں میں اس طرح تقسیم کر دیا ہے: (1) باپ (2) بیٹا اور (3) روح القدس۔ اور ان لوگوں کو واضح لفظوں میں قراٰن مجید نے **کافر** قرار دیا ہے۔ اب اگر کوئی ان کو ''ایمان والا'' کہتا ہے تو وہ صاف صاف قراٰن کریم کو جھٹلاتا ہے چنانچہ پارہ 6 سورۃُ المائدہ کی آیت نمبر 72 تا 73 میں ارشاد

ربُّ العباد ہے:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

(پ ۶ المائدہ، ۷۲، ۷۳)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ **اللہ** ہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا: اے بنی اسرائیل! **اللہ** کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب، بیشک جو **اللہ** کا شریک ٹھہرائے تو **اللہ** نے اس پر جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں **اللہ** تین خداؤں میں کا تیسرا ہے، اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو جو ان میں کافر مریں گے ان کو ضرور دردناک عذاب پہونچے گا۔

کیا توحید کے قائل یہودیوں کو بھی اہلِ ایمان نہ کہا جائے؟

سُوال: جو یہودی توحید کے قائل ہیں کیا ان کو بھی **اہلِ ایمان** نہیں کہہ سکتے؟

جواب: یہودیوں میں سے جو لوگ ربُّ العزّت کی وحدانیت کے قائل ہیں

اُن کو بھی **اہلِ ایمان** نہیں کہہ سکتے کیوں کہ **اہلِ ایمان** کے لئے **توحید** پر ایمان کے ساتھ ساتھ نبیِّ آخر الزّمان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **رسالت** پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اور اگر کوئی **اللّٰہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے مگر سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان نہ لائے تو وہ ایمان والا یعنی **مومن** نہیں جیسا کہ **یہود و نصارٰی** رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایمان نہ لائے تو انہیں قراٰن پاک میں مُنکِر و لعنتی قرار دیا گیا۔ چُنانچہ مقدّس قراٰن پارہ 1 سُورۃُ البَقَرہ کی آیت نمبر 89 میں خدائے حنّان و منّان عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ فیصلہ نشان ہے:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور جب ان کے پاس **اللہ** کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کیساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو **اللہ** کی لعنت مُنکِروں پر۔

پارہ3 سورۂ ال عمران آیت 90 میں خدائے رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عظیم الشّان ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ جو ایمان لاکر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر خزائنُ العرفان میں فرماتے ہیں: ''یہ آیت یہود و نصارٰی کے حق میں نازِل ہوئی جو سیِّدِ عالم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی بِعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی نعت وصِفت دیکھ کر آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم پر ایمان رکھتے تھے اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے ظُہور کے بعد کافِر ہوگئے اور پھر کفر میں اور شدید ہوگئے۔''

کیا کتابیوں کو اہلِ ایمان کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں؟

سُوال: تو کیا واقِعی اہلِ کتاب کو **اہلِ ایمان** کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں؟

جواب: جی ہاں کوئی گنجائش نہیں کہ جب قراٰنِ پاک نے **یہود و نصارٰی** کو

صَراحۃً کافر فرما دیا تو اب ان کو **اہلِ ایمان** کہنے کی گنجائش ہی کب رہی ! بلکہ اہلِ کتاب کا اپنی کتابوں پر عمل کرنے کا دعویٰ بھی انہیں **اہلِ ایمان** نہ کرسکے گا کہ جب اُن کی کتابوں میں **سرکارِ دوعالم** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی تشریف آوری اور ان پر ایمان لانے کا **ذِکر** کیا گیا تھا تو پھر بعد میں **خاتَمُ الْمُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا انکار کرنا گویا کہ اپنی کتابوں کو نہ **ماننا** ہے۔ چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا **امام فخرالدّین رازی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تفسیرِ کبیر''میں سورۃُ البَقَرۃ کی آیت نمبر 41 کے اس حصّے: **وَلَا تَكُونُوٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ** ۠ (ترجَمۂ کنزالایمان : اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو) کے تحت فرماتے ہیں: تاجدارِ نُبُوَّت، محبوبِ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی **رسالت** کو سب سے پہلے جھٹلا کر اپنی کتابوں کو جُھٹلانے والے نہ بنو اس لئے کہ تمہارا **رسولُ اللہ** عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کو جُھٹلانا اپنی کتابوں کے جُھٹلانے کو لازِم کرتا ہے۔ (تفسیرکبیر، ج ۱ ص ۴۸۳)

کیا شرک سے بچنے والے کتابی کو بھی اہلِ ایمان نہیں کہہ سکتے ؟

سُوال: کوئی یہودی یا کرسچین اگر شرک نہ کرتا ہو اور صرف ایک خدا کا قائل ہو

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم): اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔

کیا اب بھی اس کو **اہلِ ایمان** نہیں کہہ سکتے؟

جواب جی نہیں۔ اگر کوئی یہودی یا عیسائی شرک چھوڑ بھی دے اور توحید حقیقی کا اقرار کر بھی لے مگر جب تک وہ سرکارِ مدینہ، تاجدارِ مکۂ مکرمہ، روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ ابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نبی نہ مانے **اہلِ ایمان نہیں ہوسکتا وہ یقیناً قطعی کافر، کافر اور کافر ہی ہے اور کافر بھی ایسا کہ اسے ایمان والا یعنی مومن کہنے والا خود کافر ہے**۔ مَجْمَعُ الْاَنْہُر میں ہے: یہودی یا عیسائی اگر صرف یہ کہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یعنی "**اللہ** عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں" وہ مسلمان نہ ہوگا جب تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم یعنی "**محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم **اللہ** عزوجل کے **رسول** ہیں" نہ کہہ لے۔ (**مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲ ص ۵۰۲**) بلکہ کسی ایک نبی کو نبی ماننے سے انکار کرنا بھی **کفر** ہے **فقہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: جو کوئی **انبیائے کرام** عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے بعض انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نہ مانے یا جو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ

الصّلوٰۃ والسّلام کی سُنّت ہو اس پر راضی نہ ہو تو یقیناً اس نے کفر کیا۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۳) بہر حال محبوبِ ربِّ ذُوالجلال، صاحبِ جُود و نَوال، شہنشاہِ خوش خِصال، سلطانِ شیریں مَقال، پیکرِ حُسن و جمال عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر **ایمان** نہ لانا، آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخِری نبی نہ ماننا اور اپنے دین کو چھوڑ کر سیِّدُ المُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیّین، جنابِ رحمۃٌ لِّلعٰلَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لائے ہوئے دینِ مُبین کو نہ اپنانا یہود و نصاریٰ کا **خاص کفر** ہے کہ اب **اہلِ ایمان** یعنی مومن ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ خاتَمُ النَّبِیّین، صاحِبِ قراٰنِ مُبین، محبوبِ ربُّ العٰلَمین، جنابِ صادِق و امین عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لائے ہوئے دینِ مُبین کی تصدیق کرنے والا اور اس پر بلا چُون و چرا ایمان لانے والا ہو۔ مَجْمَعُ الْاَنْھُر میں ہے: ''جو کوئی محترم نبی، مکّی مَدَنی، محبوبِ ربِّ غنی عزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخِری نبی نہ جانے تو وہ **مسلمان نہیں**۔ (مَجْمَعُ الانہر ج ۲ ص ۵۰۶) **چُونکہ یہود و**

نصاریٰ کا اہلِ ایمان ہونا نہ قراٰنِ پاک سے ثابت ہے نہ احادیثِ مبارکہ سے لہٰذا ان کو اہلِ ایمان کہنا قطعی کفر ہے کیونکہ کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ شریف** میں حضرتِ سیِّدُنا امام ابوزکریّا نووی اور سیِّدُنا امام ابنِ حجر مکّی رحمہما اللہ القوی کا مبارک قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہونا مُتَّفَق علیہ (یعنی جس پر سبھی اہلِ اسلام کا اتفاق ہونا) معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ تو اس کا انکار **کفر** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۳۲۹)

کیا یہود و نصاریٰ دائمی جہنّمی ہیں؟

سُوال: تو کیا یہود و نصاریٰ کو اہلِ ایمان کہنے کی کوئی صورت ہی نہیں؟ کیا یہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنّمی ہیں؟

جواب: جی ہاں ان کو **اہلِ ایمان** کہنے کی کوئی صورت ہی نہیں کہ قراٰن

کریم پارہ اوّل سورۃُ البقرہ کی آیت نمبر 41 میں صَراحۃً آگیا ہے:

وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ وَلَا تَکُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ ۪

ترجمۂ کنز الایمان :اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو۔

تو اب صاف ظاہِر ہے کہ **یہود و نصارٰی** نے مکّی مَدَنی آقا میٹھے میٹھے مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسَلَّم پر ایمان نہ لا کر کفر کیا اور قراٰنِ مجید نے ان کو کافر کہا **تو اب ان کو اہلِ ایمان کہنے کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہی۔ یہود و نصارٰی انکار کرنے کے سبب کافِر ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنَّمی ہو گئے اور جو ان کو جہنَّمی نہ مانے وہ بھی کافِر و دائمی جہنَّمی ہے** چُنانچِہ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: حضرتِ **سیِّدُنا ابنِ سلام** علیہ رَحمَۃُ ربِّ الْاَنام سے مروی ہے جو یہ کہے: ''میں نہیں جانتا کہ جب **قِیامت قائم** کی جائے گی تو **یہود و نصارٰی** کو آگ کا عذاب دیا جائے گا'' اس پر مشایِخِ بَلْخ سمیت تمام مشایِخِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام نے فتوٰی ارشاد فرمایا کہ ایسے شخص کی **تکفیر** کی جائے گی۔ (عالمگیری ج ٢ ص ٢٧٤)

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر دس بار دُرُود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

کافر کو اسلام کے قریب لانے کے لئے کفر بکنا

سُوال: اگر کوئی یہود و نصاریٰ کو اسلام سے قریب لانے کے جذبے کے تحت ان کو خوش کرنے کیلئے انہیں **ایمان والا** کہہ دے تو کیا اب بھی **کفر** ہے؟

جواب: جی ہاں اب بھی **کفر** ہے۔ کسی کافر کو اسلام سے مانوس کرنے کی خاطر خود **کفریات** بکنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا یاد رکھئے! **بلا اکراہِ شرعی** (1) کلمۂ کفر بکے، اس کی ظاہری و خفی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرّحمٰن اسی قسم کے ایک مسئلے میں **فتاویٰ رضویہ جلد 14** صفحہ 600 پر فرماتے ہیں: ”اور بفرضِ غلط اگر دھوکا دینا ضرورت بھی ہو تو ہر ضرورت کفر سے نہیں **بچاتی**، یوں تو جو ننگے بھوکے پیٹ کی خاطر **عیسائی** (یعنی کرسچین) ہو جاتے ہیں انہیں بھی کہئے **کافر** نہ ہوئے کہ بضرورت **کفر** اختیار کیا، یہاں

---

(1) جو جان سے مار دینے یا جسم کا کوئی عضو تلف (ضائع) کر دینے یا ضربِ شدید (سخت مار لگانے) کی صحیح دھمکی دینا جس کو دھمکی دی گئی وہ جانتا ہے کہ ظالم جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا یہ اکراہِ شرعی کہلاتا ہے۔

وہ ضرورت معتبر ہے کہ حدِّ اِکراہِ شرعی تک پہنچی ہو۔"

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۰)

یقیناً یہود و نصارٰی کو اپنے قریب لانے کا دعوٰی کرنے والے نے **بلا اِکراہِ شرعی** وہ کلماتِ کفر بکے۔ یہاں "اِکراہ" یعنی اِس طرح کی دھمکی ملنا ورنہ ایک رُونگٹے کو بھی کچھ نقصان نہ پہنچتا تھا، ایک دھیلا (یعنی آدھا پیسہ) بھی گرہ (جیب) سے نہ جاتا تھا۔ **لہٰذا یہودی یا عیسائی** (کرسچین) **کو اسلام سے قریب لانے کیلئے اہلِ ایمان کہنا بھی کفر ہے۔** جیسا کہ فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام نے واضح طور پر ارشاد فرمایا: "ایک شخص نے زبان سے حالتِ خوشی میں کفر کا اظہار کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر تھا تب بھی وہ **کافر** ہے اور وہ اللّٰہ تعالٰی کے یہاں **مومن نہیں۔**" **(عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۳)** میرے آقا اعلٰی حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن "**طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ**" کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں: "اگر کلمۂ کفر کا تکلم (یعنی کفر بکنا) خوشی سے ہے یعنی کسی چیز کا اِکراہ و جبر نہیں جبکہ مصیبتِ لسانی (یعنی

کہنا کچھ چاہتا تھا اور بے خیالی میں زبان سے کچھ اور نکل گیا والا معاملہ) نہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ (ایمان برباد)، عمل ضائع اور **نکاح** ختم ہو جائے گا۔" **(فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۱)**

لغوی طور پر کسی کو اہلِ ایمان کہنا

سُوال: یہود و نصاریٰ کو **اصطلاحی** معنی میں نہیں **لغوی معنی** میں اگر اہلِ ایمان کہا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ دلیل بھی **باطل** ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "**صریح** لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔" **فتاویٰ عالمگیری** (جلد 2 صفحہ 363) میں ہے: "اگر کوئی اپنے آپ کو **اللہ** عزوجل کا **رسول** کہے یا بزبان فارسی کہے میں **پیغمبر** ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی (یعنی قاصد یا ڈاکیہ) ہوں **کافر** ہو جائے گا۔" اور حضرت مولانا **علی قاری** علیہ رحمۃ الباری **شرح شفاء** (جلد 2 صفحہ 396) میں فرماتے ہیں: "وہ جو اس **نزدیک** (قریب یعنی وکیل شخص) نے کہا کہ میں نے (رسول سے) ایلچی مراد لیا اس طرح اس

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

نے رسالت عرفی کو معنیٰ لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل تو یقیناً شرع کے نزدیک مردود ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۵۲۸، ۵۲۹ ملخصاً)

کافر کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں سوال جواب

قبولِ اسلام کے طالب کو سوچنے کا مشورہ دینا کیسا؟

سوال: کوئی کافر اگر مسلمان ہونا چاہے تو اس کو اِس طرح سمجھانا کیسا کہ بھائی! خوب اچھی طرح غور کر لو کہیں مسلمان ہونے کے بعد پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔

جواب: کافر کو اس طرح سمجھانا مسلمان ہونے سے روکنا ہوا، اس سمجھانے والے پر حکمِ کفر ہے۔ جب بھی کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے اس کو فوراً مسلمان کرنا فرض ہے اور اگر وہ پریشانیاں آنے کی بات کرے تو اس کو تلقینِ صبر کیجئے۔

کافر کے مطالبہ پر عالم کے پاس قبولِ اسلام کیلئے لے جانا

سوال: اگر کوئی کافر کسی مسلمان سے کہے کہ فلاں عالم کے پاس لے چلو مجھے

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

اُنہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا ہے تو اس مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب چونکہ اُس کا مطالبہ ہے لہٰذا اُسے اُس عالم صاحب کی خدمت میں پیش کردے ایسا کرنے میں وہ مسلمان گنہگار نہیں بلکہ ثواب کا حقدار ہے۔

کافر کو مسلمان کرنے کا طریقہ

سُوال: کسی کافر کو مسلمان کرنے کا آسان طریقہ ارشاد فرمایئے۔

جواب کافر کو مسلمان کرنے کے لئے پہلے اُسے اُس کے باطل مذہب سے توبہ کروائی جائے مثلاً مسلمان ہونے کا خواہش مند کرسچین ہے تو اس سے کہئے: کہیں "میں کرسچین مذہب سے توبہ کرتا ہوں" جب وہ یہ کہہ لے پھر اُسے کلمۂ طیبہ یا کلمۂ شہادت پڑھائیے اگر عربی نہیں جانتا تو جو بھی زبان سمجھتا ہو اسی زبان میں ترجمہ بھی کہلوا لیجئے اگر وہ عربی کلمہ نہیں پڑھ پا رہا تو اسی کی زبان میں اُس سے شہادتین کا اقرار با آواز کروا لیجئے یعنی وہ کہہ دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ اس طرح سے وہ شخص **مسلمان** ہو جائے گا۔

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔

کیا قبولِ اسلام سے قبل نہانا ضروری ہے؟

سُوال: کیا قبولِ اسلام سے قبل کافر کو نہلانا **فرض** ہے؟

جواب: قبولِ اسلام سے قبل غسل کروانا فرض نہیں بلکہ خواہشمند کو فوراً مسلمان کرنا **فرض** ہے۔ البتّہ قبولِ اسلام کے بعد **افضل** ہے۔ اِس کی صورتیں بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''کافر مرد یا عورت جُنُب ہے یا حیض و نفاس والی کافرہ عورت اب مسلمان ہوئی، اگرچہ اسلام سے پہلے حیض و نفاس سے فراغت ہو چکی، صحیح یہ ہے کہ ان پر غسل واجب ہے۔ ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہو گا کہ یہی وہ چیز ہے جو کفّار سے ادا نہیں ہوتی۔ پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پینے سے کُلّی کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی باقی رہ گیا ہو تو اسے بھی بجالائیں، غرض جتنے اعضا کا دُھلنا غسل میں فرض ہے جو صابن وغیرہ اسباب کے بعد اگر وہ سب بعافیت کفر

ہی دُھل چکے تھے تو بعد اسلام اعادۂ غُسل ضرور نہیں، ورنہ جتنا حصہ باقی ہو اُتنے کا دھولینا فرض ہے اور مستحب تو یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غُسل کرے۔" (بہارِ شریعت حصہ ۲ ص ۴۶ مکتبۃ المدینہ)

نو مسلم کا خَتنہ

سُوال: اگر بالغ شخص مسلمان ہوا تو کیا اُس کا **خَتنہ** کروانا ضروری ہے؟

جواب: ختنہ سُنّتِ مُؤَکَّدہ اور شِعارِ اسلام ہے (فتاوٰی افریقہ ص ۴۶ ملخصاً) نو مسلم کے **خَتنہ** کی صورتیں بیان کرتے ہوئے میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 22 صَفْحَہ 593 پر فرماتے ہیں: ہاں اگر خود کرسکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرلے یا کوئی عورت جو اس کام کو کرسکتی ہو، ممکن ہو تو اس سے نکاح کرادیا جائے وہ **خَتنہ** کردے اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے (یعنی طلاق دیدے) یا کوئی کنیز شرعی (خریدنے پر) قادر ہو تو وہ خرید دی جائے (فی زمانہ غلام اور کنیز کا سلسلہ بند ہے) اور اگر یہ **تینوں** صورتیں نہ ہوسکیں تو حجام **خَتنہ** کردے کہ ایسی ضرورت کیلئے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔ **دُرِّمختار**

ملتی ہے: بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت طبیب مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے اور قدرِ ضرورت (یعنی ضرورت کی مقدار) تخمیناً اندازے سے (طے) ہوگی، اِسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔ (درِمختار ج ۹ ص ۶۱۱) سیِّدُنا امام کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "جامع صغیر" میں فرمایا کہ: بالغ آدمی کا ختنہ حمام والا (حجام) کرے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۷) بہت بوڑھا شخص اگر اسلام قبول کرے اور ختنہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اگرچہ اہلِ نظر رائے دیں کہ یہ واقعی طاقت نہیں رکھتا تو اسے بلا ختنہ ہی رہنے دیا جائے۔

(حاشیۃ الطحطاوی ج ۱ ص ۳۴۰)

اگر نَو مسلم ختنہ نہ کروائے تو؟

سُوال: اگر کوئی بالغ نومسلم ختنہ کرنا نہ جانتا ہو اور طبیب سے کروانے کیلئے تیار نہ ہو تو کیا اُسے اس پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس کو **اَمر بالمعروف** کیا جائے یعنی نیکی کی دعوت دی جائے اگر وہ تیار نہ ہو تو کسی قسم کی سختی نہ کی جائے۔ ختنہ سنّت ہے بالغ نو مسلم کا طبیب سے ختنہ کروانے میں ویسے بھی عُلَماء کا اِختلاف

فرمانِ مصطفیٰ: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا ہے اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

ہے۔ **ختنہ** نہ کرنے یا نہ کروانے سے اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، وہ بدستور مسلمان ہے۔

نو مسلم کے لئے ابتدائی معلومات کے ذرائع

سُوال: نومسلم کو ابتدائی اسلامی **معلومات** کس طرح فراہم کی جائیں؟

جواب: کسی سُنّی عالمِ دین کی خدمت میں پیش کیا جائے جو اس کو بنیادی **عقائد** سکھائے۔ اگر اردو یا انگلش جانتا ہو تو خلیلُ العُلَماء حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد خلیل خان برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب **ہمارا اسلام** (مکمل) اس کو پڑھنے کیلئے پیش کر دیجئے۔ یا اس میں سے پڑھ پڑھ کر اس کو اسلامی عقائد سمجھایئے اور ثواب کمایئے۔ اس کو مسلمان کرنے کے بعد تربیت کے بغیر چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ **مفتی دعوتِ اسلامی** الحاج مفتی محمد فاروق عطاری علیہ رحمۃ الباری کی آواز میں مکتبۃ المدینہ کی طرف سے جاری کردہ **نصابِ شریعت کورس** کی کیسٹیں نومسلم بلکہ ہر مسلم کیلئے معلومات کا بے بہا خزانہ ہیں۔ **دعوتِ اسلامی** کے مَدَنی مرکز میں 63 دن کے **مَدَنی تربیتی کورس** میں شُمُولیت بھی ہر مسلم بالخصوص نو مسلم

کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ نیز وُضو، غسل اور نماز کا طریقہ معلوم کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب **نماز کے اَحکام** کا مُطالعہ ہر نئے پُرانے مسلمان کیلئے انتہائی ضروری ہے۔

کیا نو مسلم کو اسلامی تعلیم بھی دینی ہوگی؟

سُوال: جو نیا مسلمان ہوا کیا اُس کو اسلامی تعلیمات سے بھی رُوشناس کرانا ہوگا؟

جواب: جی ہاں۔ اِس ضِمن میں **فتاویٰ رضویہ شریف** جلد 24 صَفْحَہ 146 پر دیئے گئے ایک **سُوال** کا خلاصہ ہے: '' جس مُلک کے نو مسلم اسلامی تعلیمات سے بے خبر ہوں، کُفّار کی صُحبت کی وجہ سے کُفر و اسلام کی بَہُت ساری باتوں کا فرق بھی نہ جانتے ہوں ان کو پہلے کیا سکھایا جائے؟ عقائدِ اسلامیہ و احکاماتِ شرعیہ کی تعلیم دی جائے یا تصوُّف کی باریکیاں وغیرہ سمجھائی جائیں؟ میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے جو **جواب** ارشاد فرمایا: اِس میں یہ بھی ہے کہ سب ہیات دینیہ ابدی ہی ہیات دینیہ یعنی وہ مشہور و معروف دینی اَحکام جن کو عوام و خواص سب جانتے ہوں) سے ہے کہ اوّلاً عقائدِ اسلام و سُنّی

پھر احکامِ صلوٰۃ و طہارت وغیرہا ضروریاتِ شرعیہ **سیکھنا سکھانا** فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب و پسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا **حرام** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۴ ص ۶۴۸، ۶۴۹)

معلوم ہوا ایسے نو مسلموں کو عقائد و احکام اور ضروریاتِ شرعیہ سکھانا **فرض** ہے اور یہی خود بھی سیکھنا **فرض**، **فلسفہ** کی باریکیاں تو آج کل بڑے بڑوں کو سمجھ میں نہیں آتیں! مزید صفحہ 159 پر فرماتے ہیں: انہیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات (اور پیچیدہ باتوں) کو کون سمجھے گا! غرض اس کا اثر ضرور ان کا بگڑنا فتنے میں پڑنا زندیق، مرتد یا ادنیٰ درجہ گمراہ بد دین ہو جانا ہوگا و بس۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کرے گا جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ ان میں کسی پر فتنہ ہوگی۔

(الجامعُ الصغیر ص ۷۹ حدیث ۷۸۳۸ تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳۸ ص ۳۵۶)

ایک اور مقام پر **حضور** پُر نور، شافعِ یومُ النُّشور صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اُمِرْنَا اَنْ نُّکَلِّمَ النَّاسَ

عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام (گفتگو) کریں۔ (مُسنَدُ الفِردَوس ج ۲ ص ۱۲۵ حدیث ۶۱۶۲) وارِد ہے: کَلِّمِ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ یعنی لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات کی جائے۔

(فَتحُ البارِی ج ۱ ص ۲۲۴ تحت الحدیث ۱۲۷)

لہٰذا ہر ایک کے ساتھ اس کے ظرف کے مطابق بات کرنی چاہئے کہ گہری باتیں اس کو تشویش میں ڈالتیں بلکہ راہ سے بھٹکا سکتی ہیں۔ ہر مقرِّر و مُبَلِّغ کیلئے بھی اس میں یہ مَہَکتا مَدَنی پھول ہے کہ عوام کے آگے اَدَق (یعنی پیچیدہ) مضامین چھیڑنے کے بجائے حتَّی الامکان آسان زبان میں اُن کے کام کی وہ باتیں بیان کی جائیں جن کو وہ بآسانی سمجھ سکیں۔

کیا کافر کیلئے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہونا ضروری ہے؟

سُوال: کیا کافر کیلئے یہ ضروری ہے کہ کسی نہ کسی مسلمان کے ہاتھ پر توبہ کر کے مسلمان ہو؟

جواب: ایمان لانے کیلئے کسی مسلمان کے ہاتھ ہی پر توبہ کرنا شرط نہیں۔

البتہ اپنے اسلام کا اظہار کرے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اعمالِ بدن تو اصلاً جزوِ ایمان نہیں۔ رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کے اظہار کا موقع نہ ملا تو عنداللہ عزّوجلّ (یعنی اللہ عزّوجلّ کے نزدیک) **مؤمن** ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا (مثلاً پوچھا گیا کیا آپ مسلمان ہیں؟) اور اقرار نہ کیا تو **کافر** ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو (چونکہ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ یہ مسلمان ہو چکا ہے لہٰذا) احکامِ دنیا میں **کافر** سمجھا جائے گا نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے مگر عنداللہ عزّوجلّ (یعنی اللہ عزّوجلّ کے نزدیک) **مؤمن** ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔ **(بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۹۲)**

نو مُسلِم کی مالی مدد

سُوال: کیا نو مُسلم کی **مالی مدد** کرنا ضروری ہے؟

جواب: اگر وہ مستحق ہے تو نیز مسلمان ہونے کے سبب اُس کا گھربار اور

روزگار وغیرہ چھوٹ جائے تو ایسی صورت میں ہر طرح کا تعاون کرنا چاہئے۔ **مُہاجرین وانصار** کی مدنی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ تاہم غور وخوض کر لے، تفتیش بھی کر لے، اُس کا **شناختی کارڈ، پاسپورٹ** وغیرہ دیکھ لے اور سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے، کیونکہ آج کل حالات بہت نازک ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ صرف پیسے بٹورنے کی خاطر مختلف مساجد میں یا جید اجِلّہ شخصیات کے پاس جا کر اپنے آپ کو معاذَ الله عزوجل **کافر** ظاہر کر کے بار بار **مسلمان** ہوتے ہیں۔ پھر اُن کے لئے چندہ ہوتا اور اِس طرح اُن کا دھندا چلتا ہے۔ **شخصیات** سے لکھوا بھی لیتے ہیں کہ یہ صاحب **نومسلم** ہیں، اسلام لانے کے جُرم میں خاندان والوں نے بائیکاٹ کر دیا ہے لہٰذا مالی تعاون کیا جائے وغیرہ۔ ہاں نومسلم کو **کورٹ سے سند** دلوانے میں حَرَج نہیں کہ وہ ضرورتاً قانونی طور پر کارآمد ہوتی ہے۔ باقی **شخصیات کی سند** صرف چندہ کرنے کے کام آتی ہوگی کیوں کہ کورٹ میں اس کی کوئی "قانونی حیثیت" نہیں۔ اَلحَمدُ لِلّٰه عزوجل مجھے اپنی زندگی میں متعدد بار کفار کو

داخلِ اسلام کرنے کی سعادت ملی ہے مگر اِسی احتیاط کے پیشِ نظر آج تک کسی کو تحریر نہیں دی۔ ہاں اگر کوئی نقلی تحریر بنا کر جعلی دستخط کر کے چندہ کرتا پھرے تو میں کیا کر سکتا ہوں کہ آج کل تو لوگ جعلی نوٹیں (کرنسی) بھی چھاپ ڈالتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی میری تحریر دکھائے تو سوچ سمجھ کر ہی قدم اُٹھائیے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 18 صفحہ 705 پر فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: مکتوب کبھی جھوٹا اور جعلی ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے مُشابِہ (ملتا جلتا) ہوتا ہے اور مُہر ایک دوسرے کے مُشابِہ (ملتی جلتی) ہوتی ہے مختصراً۔

(مَجمَعُ الاَنہُر ج ۳ ص ۲۲۰، عالمگیری ج ۳ ص ۲۸۱)

ایک ہی کلمۂ کُفر سے باربار توبہ

سُوال: ایک بار کلمۂ کُفر صادِر ہوگیا اور توبہ کرلی اب دوبارہ اُسی کلمۂ کُفر سے توبہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ایک کلمۂ کُفر سے باربار توبہ کرنے میں حرج نہیں بلکہ اس

بات پر یقین ہو کہ میں پہلے توبہ کر کے مُسلمان ہو چکا ہوں۔

کیا مُسلمان اور کافِر برابر ہیں؟

سُوال: ایک بوڑھا آدمی لوگوں میں بیٹھ کر کہہ رہا تھا: ''اِنسانیَّت کی خدمت کرنی چاہیے، چاہے مسلمان ہو یا کافِر، **اللّٰہ** کے یہاں سب انسان برابر ہیں، بَخشِش کا دارو مدار عقیدے پر نہیں عمل پر ہے۔'' حاضِرین اُس کی ہر بات پر اِثبات (یعنی تائید) میں سر ہِلا رہے تھے۔ حکمِ شَرعی ارشاد ہو۔

جواب: بوڑھے کی یہ باتیں **کُفرِیّات** سے بھرپور ہیں۔ وہ بوڑھا اور جو معنیٰ سمجھنے کے باوُجُود تائید میں سر ہِلا رہے تھے وہ سب **کافِر و مُرتَد** ہو گئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے یہاں سب انسان ہرگز برابر نہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پارہ 28 سُورۃُ الحَشر کی آیت نمبر 20 میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: دوزخ والے اور جنّت والے برابر نہیں۔

اور پارہ 2 سُورَۃُ البَقَرہ آیت نمبر 221 میں ارشادِ ربانی ہے:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ (پ ۲ البقرۃ ۲۲۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک مسلمان غلام، مُشرِک سے اچّھا ہے اگرچِہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔

سماجی کارکُن

دراصل جن کو سماجی خدمت کی لگن کے ساتھ ساتھ نام و نُمود کی بھی دُھن ہوتی ہے وہ لوگ عُموماً اِنسانیّت کی بُنیاد پر بلا اِمتیازِ مذہب ہر ضَرورتمند انسان کی خدمت کرتے ہیں، شیطان ایسوں کو اپنا کِھلونا بنالیتا ہے اور لوگوں کی مُصیبتیں دِکھا دِکھا کر اُن کے دل میں باغِیانہ وَسوسے ڈالتا ہے، جس کی بِنا پر بعض اَوقات ان کی توجُّہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حکمتوں کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اور پھر وہ دُکھیاروں کی ہمدردی کی رَو میں بہ کر مَعاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کُفرِیّات بکنے لگتے ہیں۔ ایک بار میری (سگِ مدینہ عفی عنہ کی) ملاقات اِسی طرح کے ایک انتہائی سرگرم سماجی لیڈر سے ہوئی، دورانِ گفتگو جذبات میں آ کر اُس نے مَعاذَاللّٰہ کچھ اِس طرح سے کُفرِیّات بکنے شروع کر دیئے: ''غریب بھوکے مر رہے ہیں، اللّٰہ کے یہاں فقط

غَضَب ہے اللہ خود زمین پر آکر غضب کرے یا آسمان سے کسی کو بھیج کر اُسے غضب کروا کر دیکھے تو اس کو پتا چلے کہ غضب کس طرح ہوتا ہے!!" یہ کُفریات سے بھرپور گفتگو سن کر میں تو ہکّا بکّا رہ گیا۔ بعد میں کسی طرح ترکیب بنی اور الحمدللہ عزوجل اُسے توبہ کروانے میں کامیابی حاصل ہو گئی۔

کلمۂ کُفر کی تائید بھی کُفر ہے

بعض اوقات سیاسی قائدین، افسران اور ضرورت سے زیادہ پڑھے لکھے "لوگ بھی مذکورہ انداز میں **کُفریات** بکتے اور لوگ ہاں میں ہاں کر رہے ہوتے ہیں بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ **کُفریات** بکتے جاتے ہیں اور حاضرین سے داد وصول کرنے کے انداز میں پوچھتے بھی جاتے ہیں: **کیوں بھئی! میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟** حاضرین کیلئے یہ موقع سخت آزمائش کا ہوتا ہے بعض لوگ ایسے موقع پر نہ چاہتے ہوئے بھی مُرَوَّت میں ہاں میں ہاں ملا دیتے اور خود کو کفر کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔ کیوں کہ **جو کُفری بات بکے اُس کی جو وہاں میں ہاں ملائے اُس پر بھی حکمِ کُفر**

ہے۔ یاد رکھئے! **کافروں سے دوستی حرام ہے** کفّار کی دوستی کا ایک منحوس اثر یہ بھی ہے کہ وہ **گفتگو** بعض کم علم مسلمان سے ہاں میں ہاں کروا کر اُسے کفر کے غار میں دھکیلتے رہتے ہیں۔ **اللہ** عزوجل ہمارا ایمان سلامت رکھے۔ **اٰمین بِجاہِ النّبی الامین** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

(کفار کی دوستی کے تفصیلی احکام اسی کتاب کے صفحہ 428 پر ملاحظہ فرمائیے)

مسلماں ہے عطّار تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یا الٰہی! عزوجل

خود کو آدھا مسلمان کہنا کیسا؟

سُوال: میں آدھا کافر ہوں اور آدھا مسلمان" یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: کہنے والا پورا ہی **کافر** ہے۔

"وہ تو نہ دین کا ہے نہ دنیا کا" کہنا

سُوال: کسی مسلمان کے بارے میں یہ کہنا کیسا کہ "وہ تو نہ دین کا ہے نہ دنیا کا۔"

جواب: اس میں کوئی **کفر** نہیں۔ یہ محاورہ ہے اس کے معنیٰ ہیں، "نِکمّا" ہاں اس جملہ سے مسلمان کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور بلا اجازتِ شرعی

مسلمان کا دل دُکھانا سخت گناہ ہے اگر یہ جملہ پیٹھ پیچھے کہا گیا ہے تو اگر وہ واقعی ایسا ہے تب تو غیبت ورنہ تُہمت اور اگر وہ بے باک ہے اور اس کے معاملے میں مشہور ہے تو نہ غیبت نہ تُہمت بہر حال کسی مسلمان کو بُرا کہنے سے قبل 112 بار غور کر لینا چاہئے کہ کہیں خود گناہ میں تو نہیں پڑ رہا۔

کُفرِیہ کلمات کی 15 مثالیں

﴿1﴾ جس نے کہا: ''فُلاں مجھ سے بڑا کافر ہے'' یہ قول **کفر** ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ٤٩٥)

﴿2﴾ مسلمان کو کافر اعتقاد کرتے ہوئے کافر کہا تو **کفر** ہے اور اگر گالی کے طور پر کہا تو **کفر** نہیں۔ (اَلبَحرُ الرّائق ج ٥ ص ٢٠٢)

﴿3﴾ کوئی کافر مسلمان ہوا تو اس سے کسی نے کہا: ''کاش! تم ابھی **مسلمان** نہ ہوتے تا کہ میراث پاتے'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص ٤٨٦)

﴿4﴾ جو شخص کہے: ''کاش! میں **کافر** ہوتا'' یہ کہنے والا **کافر** ہے۔ (ایضاً ص ٤٨٦)

﴿5﴾ جو کہے: ''میں مسلمانوں کے ساتھ مسلمان اور کافروں کے ساتھ کافر

ہوں" یہ کہنا **کفر** ہے۔ **(ایضاً ص۴۸۲)**

﴿6﴾ جس شخص سے پوچھا گیا کہ کیا تم **مسلمان** ہو؟ اُس نے جواب دیا: "نہیں" یہ جواب **کفریہ** ہے۔ **(فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص۲۷۲)**

﴿7﴾ اگر کسی نے اسلام قبول کرنے والے سے کہا: "جس دین پر تُو تھا اُس نے تیرا کیا نقصان کیا کہ تُو نے اسلام قبول کیا!" یہ کہنا **کفر** ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص۴۸۲)

﴿8﴾ کسی نے دوسرے کو: **اے کافر! اے یہودی! اے عیسائی!** کہہ کر پکارا۔ دوسرے نے: "حاضِر جناب" یا اِسی طرح کا کوئی لفظ بولا" تو دوسرے پر حکمِ **کفر** ہے۔ **(مَجمَعُ الاَنہُر ج ۲ ص۵۱۱)**

﴿9﴾ کسی نے کہا: "مجھے **کافر** ہونے دو۔" یہ **کلمۂ کفر** ہے۔

(مِنَحُ الرَّوض ص۴۹۱)

﴿10﴾ کافر کے لئے مغفرت کی دُعا کرنا، یونہی **﴿11﴾** مُرتَد کے لئے بخشش کی دُعا مانگنا **کفر** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۲۸، بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۹۷)

﴿12﴾ کافر کو کافر نہ جاننا **کفر** ہے۔ **(فتاوٰی امجدیہ ج ۴ ص ۴۹۹)**

﴿13﴾ جو کہے: ''اگر میں کافر ہو جاؤں تو تجھے کیا نقصان ہوگا؟'' یہ قول کفر ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹)

﴿14﴾ جو کہے: ''میں نہیں جانتا، کافر بہشت میں جائے گا یا جہنّم میں'' یا کہے:

﴿15﴾ ''میں نہیں جانتا کہ کافر کا ٹھکانا کیا ہے'' یہ دونوں باتیں کفریہ ہیں۔ (مَجمَعُ الاَنْهُر ج ۲ ص ۵۰۱) البتّہ اگر کافر کے جہنّم میں جانے پر ایمان ہے اور ٹھکانا نہ جاننے سے مُراد یہ ہے کہ جہنّم کے طبقات میں سے کس طبقے میں ہوگا اِس کا علم نہیں تو اِس پر حکم کفر نہیں۔

مُتفرّقات

اللّٰہ کے دُرُود بھیجنے کے معنٰی

سُوال: اَللّٰہ دُرُود عَزَّوَجَلَّ دُرود بھیجتا ہے'' اِس کے کیا معنٰی ہیں؟

جواب: اِس میں کئی اَقوال ہیں۔ صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 307 پر حضرت سیِّدُنا اَبُو العالیہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے: اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا حُضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم پر صلوٰۃ (دُرُود) بھیجنا فرشتوں کے پاس آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی تعریف کرنا ہے۔

دُرُودِ پاک پڑھنے میں سُستی نہ کریں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً دُرُود شریف پڑھنا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا عمل ہے، ہر ایک کو دُرُود شریف کی کثرت کرنی چاہئے۔ بالخصوص جب میٹھے میٹھے آقا مدینے والے **مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا نامِ نامی، اسمِ گرامی لیں یا سنیں اُس وقت دُرُود شریف پڑھنے میں ہرگز سُستی نہیں کرنی چاہئے۔ صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عمر میں ایک بار دُرُود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسہ ذکر میں دُرُود شریف پڑھنا واجب، خواہ خود نامِ اقدس لے یا دوسرے سے سنے اور اگر ایک مجلس میں سو بار ذکر آئے تو ہر بار **دُرُود شریف** پڑھنا چاہئے، اگر نامِ اقدس لیا یا سنا اور دُرُود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۳ ص ۱۰۱، دُرِّ مختار ج ۲ ص ۲۷۶-۲۸۱)

دُرُودِ پاک نہ پڑھنے کا وَبال

ضرورت کے وقت بھی نامِ اقدس سن کر دُرُود شریف پڑھنے میں

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: اللہ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مصافحہ کریں اور نبی پر درود پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سُستی کرنے والے ایک **شخص** کی **عبرتناک حکایت** مُلاحظہ فرمایئے چنانچہ **منقول** ہے: ایک **شخص** کو **انتقال** کے بعد کسی نے خواب میں سر پر **مجوسیوں** (یعنی آتش پرستوں کی مخصوص) ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا تو اس کا سبب پوچھا، اُس نے جواب دیا: جب کبھی **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نام مبارک آتا میں **دُرُود شریف** نہ پڑھتا تھا اس **گناہ** کی نُحوست سے مجھ سے معرفت اور **ایمان** سَلب کر لئے گئے۔ (سبع سنابل ص ۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خواب کی بُنیاد پر کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ؟ گناہوں کی نُحوست کتنی بڑی آفت ہے کہ اس کے سبب موت کے وقت ایمان برباد ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے یہاں یہ ضروری مسئلہ ذہن نشین فرما لیجئے کہ کسی کے بارے میں **بُرا خواب** دیکھا جانا بے شک باعثِ تشویش ہے تاہم غیرِ نبی کا **خواب شریعت** میں **حُجَّت** یعنی دلیل نہیں اور فقط **خواب** کی بُنیاد پر کسی مسلمان کو **کافر** نہیں کہا جا سکتا

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

نیز مسلمان میّت پر خواب میں کوئی علامتِ کُفر دیکھنا یا خود مرنے والے مسلمان کا خواب میں اپنے ایمان کے مُنقلب (برباد) ہونے کی خبر دینے سے بھی اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

ڈھونڈنے سے خُدا بھی مل جاتا ہے

سُوال: عموماً لوگ کہتے ہیں کہ "ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے" اِس جملہ میں کوئی قباحت تو نہیں؟

جواب: ہمارے یہاں یہ جملہ مُحاورۃً استعمال ہوتا ہے اور اِس کا معنیٰ یہ ہے کہ کوشش کرنے سے بندہ اللہ عزوجل کا قُرب پا لیتا ہے اُس کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے لہٰذا اِس معنیٰ میں کُفر کا کوئی پہلو نہیں۔

اللہ کو حاضِر ناظِر کہنا کیسا؟

سُوال: اللہ عزوجل کو حاضِر و ناظِر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں کہہ سکتے۔ اللہ عالِمُ الغیب والشَّھادۃ عزوجل ہر شے کو جانتا ہے اس سے کچھ پوشیدہ نہیں، اسے سمیع و بصیر، علیم و خبیر کہا جائے۔ فتاوٰی رضویہ جلد 14 صفحہ 640 تا 641 پر ہے: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ

فرمانِ مصطفیٰ: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درود پاک پڑھا اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

رحمۃ اللہ رحمٰن کی بارگاہ میں **سُوال** ہوا: خدا کو ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے؟ **الجواب:** **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جگہ سے پاک ہے یہ لفظ بُہت بُرے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز (بچنا) لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ اِسی جلد 14 کے صفحہ 688 تا 689 پر فرماتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ شہید و بصیر ہے اسے **حاضر و ناظر** نہ کہنا چاہئے یہاں تک کہ بعض علماء نے اس پر تکفیر (یعنی حکم کفر لگانے) کا خیال فرمایا اور اکابر (یعنی جید علمائے دین) کو اس کی نفی (رد) کی حاجت ہوئی، مجمع علامہ ابن وہبان میں ہے: یَا حَاضِرُ یَا نَاظِرُ لَیْسَ بِکُفْرٍ یعنی اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے۔ جو ایسا کہتا ہے خطا کرتا ہے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”رحمٰن کے گھر شیطان پیدا ہوتا ہے“ کہنا

سُوال: ”رحمٰن کے گھر شیطان اور شیطان کے گھر رحمٰن پیدا ہوتا ہے“ کہنا کیسا ہے؟

جواب: یہ کفریہ قول ہے۔

”میرا کوئی دین مذہب نہیں“ یہ تسلیم کرنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ ”تیرا کوئی دین مذہب ایمان

مذہب بھی ہے یا نہیں؟ تو دوسرے نے غصے میں جواب دیا کہ ''نہیں۔'' اس جواب دینے والے پر کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب اگر دین مذہب دینِ اسلام ہی کے معنی میں استعمال ہوا تھا تو دوسرے شخص کا اس کے جواب میں ''نہیں'' کہنا **قولِ کفر** ہے یعنی گویا اس نے اپنے جواب میں تسلیم کیا کہ میرا کوئی دین مذہب نہیں اور ایسا کہنا **کفر** ہے چنانچہ **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا: ''تجھے نہ غیرت ہے اور نہ ہی تیرا کوئی دین اسلام ہے کہ تو غیروں کے ساتھ میری تنہائی پر راضی ہے'' شوہر نے جواباً کہا: ہاں، مجھے نہ غیرت ہے اور نہ ہی میرا دین اسلام ہے'' یہ **قولِ کفر** ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۷)

چار مُحاوَرات

سوال عام بول چال میں یہ چار مُحاوَرے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہیں یہ کفریہ تو نہیں؟

(1) میں تو دین کا رہا نہ دنیا کا (2) اپنے پاس تو نہ دنیا ہے نہ دین (3) میں تو نہ دین کا ہوں نہ دنیا کا (4) فُلاں تو نہ دین کا ہے نہ دنیا کا

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قِیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔

جواب: مذکورہ جملے عموماً لوگوں میں **محاورۃً** استعمال کئے جاتے ہیں جو کہ کفر نہیں کیونکہ ان سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ میں کسی کام کا نہیں ہوں یعنی نکمّا ہوں جیسا کہ **فیروزُ اللُّغات صَفحہ 711** پر اس مُحاورے "**دین کا نہ دنیا کا**" کے معنیٰ لکھے ہیں: **کسی کام کا نہیں، نکما۔**"

(فتاوٰی دارالافتاء اہلسنّت غیر مطبوعہ)

شَفاعت کا انکار

سُوال: شَفاعت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: مُطلَقاً **شَفاعت** کا انکار حکمِ قرانی کا انکار اور **کُفر** ہے۔ چُنانچِہ قرانِ کریم کی مشہور و معروف آیتِ کریمہ **اٰیۃُ الکرسی** میں ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (پ ۳ البقرہ، ۲۵۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ کون ہے جو اس کے یہاں سِفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولٰینا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی **فرماتے ہیں:** اِس میں مُشرِکین کا رَد ہے جن کا گُمان تھا کہ بُت شَفاعت کریں گے۔ انہیں بتا دیا گیا کہ کُفّار کے لئے شَفاعت نہیں۔ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے حُضُور **مَاْذُوْنِین** (یعنی اجازت

یا قرآن) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اِذن والے (یعنی اجازت یافتہ) انبیاء و ملائکہ و مؤمنین ہیں۔ (خزائن العرفان ص ۲۹)

''البحر الرائق'' جلد 1 صفحہ 611 پر ہے: ''جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا منکر ہو یا کراماً کاتبین کا منکر ہو یا رویتِ باری (یعنی دیدارِ الٰہی) کا انکار کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لیے کہ وہ کافر ہے۔''

''توبہ کوئی چیز نہیں'' کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص سے گناہ سرزد ہو گیا پھر اس نے توبہ کر لی۔ تو بعض لوگوں نے کہا: ''اس نے دکھانے کیلئے توبہ کی ہے'' اور یہ بھی کہا کہ ''توبہ کوئی چیز نہیں۔'' حکمِ شریعت بیان کیجئے۔

جواب: میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: **توبہ کوئی چیز نہیں** سے مراد اگر اس گناہ کرنے والے کی **توبہ** ہے کہ اس نے دل سے **توبہ** نہیں کی تو مسلمان پر **بدگمانی** ہے اور وہ **سخت حرام** ہے اور اگر یہ مراد ہو کر مرے

حبیب ہی کوئی چیز نہیں تو معاذ اللہ عزوجل صریح کفر ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۰۹۔۶۱۱ ملخصاً)

"اللہ مالک نہیں" کہنا کیسا؟

سُوال: زید نے بکر سے کہا: سامان زیادہ ہوگا کوئی گاڑی کرلینا۔ **بکر** نے جواب دیا: "**اللہ** مالک ہے"۔ تو **زید** نے کہا: "**اللہ** مالک نہیں خود ہی کرنا ہے" اس گفتگو میں شرعاً کوئی گرفت ہے یا نہیں؟

جواب: زید پر حکمِ **کفر** ہے۔ کیوں کہ اس جملے میں اس نے اللہ عزوجل کے مالک ہونے کا انکار کیا ہے۔

"چاہے اللہ پسند کرے یا نہ کرے میں تو زیادہ کھاؤں گا" کہنا

سُوال: کسی سے کہا گیا: زیادہ نہ کھا (یا زیادہ مت سو یا زیادہ مت ہنس) کہ اللہ عزوجل زیادہ کھانے (یا سونے یا ہنسنے) والے کو پسند نہیں کرتا۔ اس نے جواب دیا: میں تو زیادہ کھاؤں گا (یا زیادہ سوؤں گا یا زیادہ ہنسوں گا) چاہے وہ اپنا پسندیدہ بندہ بنائے یا نہ بنائے۔ جواب دینے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: جواب دینے والے پر حکمِ **کفر** ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

"مسلمان بن کر امتحان میں پڑ گیا ہوں" کہنا کیسا؟

سُوال: بیزاری کے ساتھ یہ کہنا کیسا کہ "میں تو مسلمان بن کر امتحان میں پڑ گیا ہوں، **کافر** ہی اچھا تھا۔"

جواب: یہ قول بدتر از بول اسلام سے بیزاری اور **کُفر** سے یاری کا پتا دیتا ہے۔ یہ شخص **کافر** و مُرتد ہے۔

"نہیں معلوم کہ مسلمان ہوں یا کافر" کہنا کیسا؟

سُوال: زید سے پوچھا گیا: "تو مسلمان ہے یا **کافر**؟" جواب دیا: "مجھے نہیں معلوم کہ مسلمان ہوں یا **کافر**؟"

جواب: صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر۔ وہ **کافر** ہے۔ ہاں اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں تو **کافر** نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے **خدا** کو سب پسند ہے وہ **کافر** ہے۔ یوہیں جو شخص **ایمان** پر

راضی نہیں یا **کُفر** پر راضی ہے وہ بھی **کافِر** ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ ۹ ص ۱۷۹، عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷) نیز فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اور کہا: "میں مومن ہوں اِن شاءَ اللّٰہ" اگر اپنے ایمان میں شک کی وجہ سے اس طرح کہا تو **کفر** ہے اور اگر اس وجہ سے کہا کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا **کفر** پر تو کفر نہیں۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷)

کیا دوبارہ جنم لینا ممکن ہے؟

سُوال: کیا مرنے کے بعد رُوح کسی اور قالِب (یعنی جسم) میں داخِل ہوکر دوبارہ دنیا میں آسکتی ہے؟ جو ایسا عقیدہ رکھے اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: انسان بلکہ ہر جاندار صِرف ایک ہی بار پیدا ہوتا ہے۔ مرنے والے کی روح کسی جسم میں داخِل ہو کر دوبارہ جنم لیکر دنیا میں نہیں آتی۔ ایسا عقیدہ رکھنا **کفر** ہے۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" جلد اوّل صَفْحہ 103 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ

خیال کر وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو **تناسخ** اور **آواگون** کہتے ہیں۔ محض باطل اور اُسکا ماننا **کفر** ہے۔ (بہارِ شریعت)

آواگون کے بارے میں حیرت انگیز معلومات

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صفحات پر مشتمل کتاب، "**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت**" صفحہ 362 پر سے اِس ضمن میں ایک معلوماتی اقتباس ملاحظہ ہو **عرض:** حضور! بعض جگہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں فُلاں جگہ پیدا ہوا تھا اور تمام نشانیاں ظاہر کرتا ہے **ارشاد:** اَلشَّیۡطٰنُ یَنۡطِقُ عَلٰی لِسَانِہٖ (یعنی) شیطان اس کی زبان پر بولتا ہے اس (مرنے والے) کا **شیطان** (ہمزاد) اس (مرنے والے) بچہ کے **شیطان** (ہمزاد) سے پوچھ رکھتا ہے (اور) وُہی بیان کرتا ہے تاکہ لوگ گمراہ ہوں کہ او ہو! یہ تو **آواگون** ہو گیا۔

کیا دل کا پردہ کافی ہے؟

سُوال: بعض بے پردہ عورتیں ظاہری پردے کا انکار کرتے ہوئے کہتی

ہیں: "فقط دل کا پردہ ہونا چاہئے" اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا اور وار ہے اور اس قول پر اَڑ جانے میں ان قرانی آیات کا انکار ہے جن میں ظاہری جسم کو پردے میں چھپانے کا حکم دیا گیا ہے مثلاً پارہ 22 سورۃ الاحزاب آیت نمبر 33 میں فرمایا گیا، ترجمۂ کنزالایمان: اور گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اسی سورۃ کی آیت نمبر 59 میں ہے ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی! اپنی ازواج اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ **سورۃ النور** کی آیت نمبر 31 میں ہے، ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں۔ **جو جسم کے پردے کا مطلقاً انکار کرے اور کہے کہ "صرف دل کا پردہ ہونا چاہیے" اس کا ایمان جاتا رہا۔** میرے آقا **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یہ خیال کہ باطن (یعنی دل) صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے۔ **حدیث** میں فرمایا کہ "اس کا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر آپ (یعنی خود ہی) ٹھیک ہو جاتا۔" **(فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۶۰۵)**

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم): تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

کسی کو ''اللہ میاں کی گائے'' کہنا کیسا؟

سُوال: بھولے بھالے یا بے وقوف آدمی کو ''اللہ والا'' یا ''اللہ میاں کی گائے'' یا ''غوث پاک کا ذَبیحہ'' کہنا کیسا؟

جواب: اس کے کوئی **کفریہ** معنیٰ نہیں، لیکن اِس طرح کے جُملوں سے بسا اوقات **دل آزاری** ہوتی ہے۔ دل آزاری ہونے کی صورت میں سخت گناہ گاری اور جہنَّم کی حقداری ہے لہٰذا توبہ بھی کرنی ہوگی اور جس کا دل دُکھا اُس سے مُعاف بھی کروانا ہوگا۔ نیز یہ بھی ذہن میں رہے کہ حُضورِ سیِّدی **اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتوے کے مطابق **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ لفظ **میاں** کا استِعمال ممنوع ہے۔

(**فتاوٰی رضویہ** ج ۱۴ ص ۶۷۵)

جھوٹی بات پر کہنا ''اللہ جانتا ہے میں سچا ہوں''

سُوال: جھوٹی بات پر یہ کہنا کیسا کہ اللّٰہ جانتا ہے میں سچ بول رہا ہوں؟

جواب: کسی بھی جھوٹی بات پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو گواہ بنانا یا جھوٹی بات پر جان بوجھ کر یہ کہنا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے یہ **کلمۂ کُفر** ہے۔ فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام فرماتے ہیں: جو شخص کہے: ''**اللّٰہ**

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالٰی اُس پر ۱۰۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

جانتا ہے کہ یہ کام میں نے کیا ہے حالانکہ وہ کام اِس نے نہیں کیا ہے"

تو اس نے کُفر کیا۔ (منح الروض ص ۵۱۶)

"کھانا کھانے کو "پیٹ پوجا کرنا" کہنا کیسا؟

سُوال: بعض اوقات کھانے کے لئے جاتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے: "پیٹ پُوجا کرنے جا رہا ہوں۔" کیا یہ کفر نہیں؟

جواب: کفر نہیں البتہ ایسا کہنے سے بچنا چاہیے۔

اللہ کی دی ہوئی توفیق ہی سے سب کچھ ہوتا ہے

سُوال: کیا یہ بات **کفر** ہے کہ انسان کتنی ہی کوشش کر لے جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اِصلاح کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہ ملے اس وقت تک کچھ نہیں ہوتا؟

جواب: مذکورہ کلام **کفر** نہیں۔ عموماً ہر مسلمان یہ پڑھتا ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ترجمہ: "گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی طرف سے ہے۔" البتہ چونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے مقدر میں کیا لکھا ہوا ہے لہٰذا نیکی کی کوشش کرنا اور گناہوں سے بچنا ہم پر لازم ہے کہ اس بات کا ہمیں حکم دیا گیا ہے

جو جیسا کرنے والا تھا ویسا لکھ دیا گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس شیطانی وسوسے پر ہرگز دھیان نہ دیا جائے کہ ہم اب مقدر کے ہاتھوں لاچار ہیں، ہمارا اپنا کوئی قصور ہی نہیں، بس ہم ہر وہ برا بھلا کام کرنے کے پابند ہیں جو لکھ دیا گیا ہے۔ حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو جیسا کرنے والا تھا، اُسے اللہ عزوجل نے اپنے علم سے جانا اور اس کیلئے ویسا لکھا۔ اللہ عزوجل کے جاننے اور لکھنے نے کسی کو مجبور نہیں کیا۔ اس بات کو اِس عام فہم مثال سے سمجھنے کی کوشش فرمایئے جیسا کہ آج کل قانون کے مطابق غذاؤں اور دواؤں وغیروں کے پیکٹوں پر انتہائی تاریخ (EXP DATE) لکھی جاتی ہے۔ بچہ بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ کمپنی والوں کو چونکہ تجربہ ہوتا ہے کہ یہ چیز فلاں تاریخ تک خراب ہو جائیگی، اس لئے لکھ دیتے ہیں۔ یقیناً کمپنی کے (EXP.DATE) لکھنے نے اس چیز کو خراب ہونے پر مجبور نہیں کیا، اگر وہ نہ لکھتے تب بھی اس چیز کو اپنی مدت پر خراب ہونا ہی تھا۔

تقدیر کے بارے میں ایک اہم فتوٰی

اِس ضمن میں فتاوٰی رضویہ جلد 29 صفحہ 284 تا 285 سے

فرمانِ مصطفیٰ [illegible]

ایک سُوال جواب پیش کیا جاتا ہے **سُوال:** زید کہتا ہے جو ہُوا اور ہوگا سب خدا کے حکم سے ہی ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور اس کو کیوں سزا کا مُرتکب ٹھہرایا گیا؟ اس نے کون سا کام ایسا کیا جو مُستحِق عذاب کا ہوا؟ جو کچھ اُس (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وُہی ہوتا ہے کیونکہ قراٰنِ پاک سے ثابت ہو رہا ہے کہ بلا حکم اُس کے ایک ذرّہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کون سا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا کافِر یا فاسق ۔ جو بُرے کام تقدیر میں لکھے ہوں گے تو بُرے کام کرے گا اور بھلے لکھے ہوں گے تو بھلے ۔ بہر حال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اس کو مجرِم بنایا جاتا ہے؟ چوری کرنا ، زنا کرنا ، قتل کرنا وغیرہ وغیرہ جو بندہ کی تقدیر میں لکھ دئیے ہیں وُہی کرتا ہے ایسے ہی نیک کام کرتا ہے۔ **جواب:** ''زید گمراہ بے دین ہے اُسے کوئی جُوتا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے؟ یہ بھی تو تقدیر میں تھا ۔ اس کا کوئی مال دبالے تو کیوں بگڑتا ہے؟ یہ بھی تقدیر میں تھا ۔ یہ شیطانی فعلوں کا دھوکہ ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے (حالانکہ ہرگز ایسا نہیں) بلکہ جیسا ہم کرنے والے

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

تھے اُس (یعنی اللہ عزوجل) نے اپنے علم سے جان کر وہی لکھا ہے۔"

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" جلد اوّل صفحہ 19 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بُرا کام کر کے **تقدیر** کی طرف نسبت کرنا اور مشیّتِ (یعنی مرضی) الٰہی کے حوالے کرنا بَہُت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے منجانبِ اللہ (یعنی اللہ عزوجل کی جانب سے) کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اس کو شامتِ نفس تصوُّر کرے۔

تقدیر کے بارے میں بحث کرنا کیسا؟

سُوال: سنا ہے تقدیر کے مُعاملہ میں بحث کرنا منع ہے!

جواب: جی ہاں منع ہے۔ **بہارِ شریعت** جلد اوّل صفحہ 18 پر ہے: قضا و قدر (تقدیر) کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے، **صدیق و فاروق** رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس مسئلے (یعنی معاملے) میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھے۔

ماوشما (ہم اور آپ) کس گنتی میں ہے! اتنا سمجھ لو کہ **اللہ** تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات (یعنی بے جان چیزوں) کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوع اختیار (ایک طرح کا اختیار) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی **عقل** بھی دی ہے کہ بھلے بُرے، نفع نقصان کو پہچان سکے، اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ (پوچھ گچھ) ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار (با اختیار) سمجھنا، دونوں **گمراہی** ہیں۔

کافِر ہو جانے کی قسم

سُوال: اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں کام کروں تو **کافِر** ہو جاؤں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس **قسم** کے کھانے والے کا یہ ذہن بنا ہوا ہے کہ میں وہ کام کروں گا تو واقعی **کافِر** ہو جاؤں گا تو ایسی صورت میں وہ اُس کام کے کرنے کی صورت میں **کافِر** ہو جائے گا ورنہ **قسم** توڑنے پر

کافر تو نہ ہوگا مگر گنہگار رہوگا اور اس پر **قسم کا کفارہ** دینا واجب ہو جائے گا۔ **(فتاوی رضویہ ج ۱۳ ص ۵۷۸ ملخصاً)**

صرف "ایک لفظ" بربادیٔ آخرت کیلئے کافی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں ہر دم ربِّ اکرم عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنا اور زبان کی حفاظت کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی لفظ منہ سے ایسا نکل جائے جو معاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری آخرت کو برباد کر دے۔ اس ضمن میں **دو فرامینِ مصطفےٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم ملاحظہ فرمایئے:

﴿1﴾ بیشک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا حالانکہ اس کے سبب **ستر سال** جہنم میں گرتا رہے گا۔ **(سنن ترمذی ج ۴ ص ۱۴۱ حدیث ۲۳۲۱)** **﴿2﴾** کوئی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے وہ اس مقام تک پہنچتی ہے جس کا اس کو خیال بھی نہیں ہوتا۔ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کلام کی وجہ سے اس پر اپنی ناراضگی قیامت تک کے لئے لکھ دیتا ہے۔

(المستدرک ج ۱ ص ۲۶۵ حدیث ۱۱۲۹)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

''ہم خدا ورسول کو نہیں جانتے'' کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص کو کسی بات پر جب اِصرار کرتے ہوئے خدا و رسول کا واسطہ دیا گیا تو اس نے بکا کہ ''ہم اللہ و رسول کو نہیں جانتے'' اِس کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: وہ **کافر و مُرتَد** ہو گیا۔ میرے آقا **اعلیٰ حضرت**، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فتاوٰی رضویہ** جلد 21 صَفْحَہ 104 تا 105 پر اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: وہ لفظ جو اس نے کہا کہ **ہم خدا و رسول کو نہیں جانتے ایسے صریح کلمہ کفر** ہے **وَالعِیاذُ بِاللہِ تعالٰی**۔ اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سرِ نو مسلمان ہو، اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے **نکاح** چاہئے، اور جس طرح وہ (کفریہ) کلمہ مجمع میں کہا تھا توبہ بھی مجمع میں کرے اور اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اُسے اپنے گروہ (کے مُرْدَوں) سے نکال دیں، نہ اپنے پاس بٹھائیں نہ اس کے پاس بیٹھیں، نہ اس کے معاملات (مثلاً خرید و فروخت وغیرہ) میں شریک ہوں، نہ اپنی

تقریبوں میں اُسے شریک کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ (پ ۷ الانعام ۶۸)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو کہیں تجھے شیطان بُھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

مسجِد کی توہین کا حکم

سُوال: مسجِد کی توہین کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے شخص پر حکمِ کفر ہے۔ **فُقَہائے کرام** رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام فرماتے ہیں: ''جس شخص نے قران یا **مسجِد** یا اس طرح کی وہ چیزیں جو شرعاً معظَّم (یعنی دینی شِعار) ہیں ان کی توہین کی تو اس پر **حکمِ کفر** ہے۔''

(مِنَحُ الرَّوض ص ۴۵۷)

کعبہ شریف کو اِینٹ مِٹّی کا بنا ہوا کہنا کیسا؟

سُوال: ایک شخص حج کیلئے آیا اور کعبہ شریف کو دیکھ کر کہنے لگا: ''ارے! یہ تو اسی طرح اینٹوں اور گارے کا بنا ہوا ہے جس طرح ہمارے مکانات بنتے ہیں!'' اِس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر توہین کی نیّت نہ ہو تو **کفر** نہیں مَثَلاً کوئی حج کو پہلی بار چلا اور اُس

نے کعبہ شریف کے بارے میں اپنے طور پر کوئی نقش ذہن میں بٹھا

لیا کہ اس کی دیواریں سونے چاندی کی ہونگی وغیرہ۔ پھر جب اس

نے زیارت کی اپنے خیالی خاکے کے مطابق نہ پا کر تعجب سے سوال

میں مذکورہ جملہ کہا تو **کافر** نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس نے کعبہ مشرفہ کو

حقیر جانتے ہوئے ایسا کہا تو بے شک **کافر و مرتد** ہو گیا۔

کعبے کو گالی دینا کیسا؟

سُوال: جس نے کعبہ کو گالی دی یا اس کو عیب لگایا یا اس کے زوال (یعنی نقصان

دکھانے) کی تمنا کی اس کے بارے میں کیا حکم ہے

جواب ایسا شخص **کافر و مرتد** ہے۔

کسی بُزُرگ کو قیّومِ زماں کہنا کیسا؟

سُوال: کسی کا نام عبدالقیوم ہو اس کو **قیوم** کہہ کر پکارنا کیسا؟ اسی طرح کسی

بزرگ کو "قیومِ جہاں" "یا قیومِ زماں" کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ایسا کہنا **سخت حرام** ہے **بعض فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام

کے نزدیک بندے کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مخصوص ناموں جیسے **قیوم،**

قدوس، رحمٰن کہہ کر پکارنا **کفر** ہے "قیومِ جہاں" "یا قیومِ

زماں " کہنے کا ایک ہی حکم ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **فتاویٰ رضویہ** جلد 15 صفحہ 280 پر فرماتے ہیں: **فُقَہائے کرام** رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام نے "قیوم جہاں" غیرِ خدا کو کہنے پر **تکفیر** فرمائی۔ مَجْمَعُ الْاَنْہُر میں ہے: "اگر کوئی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اسمائے مخصوصہ (یعنی مخصوص ناموں) میں سے کسی نام کا اطلاق مخلوق پر کرے جیسے اسے (یعنی مخلوق کے کسی فرد کو) **قُدُّوس، قَیُّوم** یا **رحمٰن** کہے تو یہ **کفر** ہو جائے گا" واللہ تعالیٰ اعلم۔

(مَجْمَعُ الْاَنْہُر ج ۲ ص ۵۰۵)

آدمی کو قیوم قدوس اور رحمٰن کہہ کر نہ پکاریئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سخت تاکید ہے کہ کسی بھی شخص کو **رحمٰن، قَیُّوم** اور **قُدُّوس** وغیرہ مت کہئے بلکہ عادت بنایئے کہ جس کا نام اللہ کے کسی نام میں "عبد" کی اضافت کے ساتھ ہو مثلاً جس کا نام عبد المجید یا عبد الکریم وغیرہ ہو ان کو مجید یا کریم کہہ کر نہ پکاریں۔ اس میں سے "عبد" خارج نہ کریں، ہاں غیرِ خدا کو "مجید" یا "کریم" کہنا **کفر** نہیں۔

فرمانِ مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُودِ پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" حصّہ 16 صفحہ 245 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: بعض اَسماءِ اِلٰہیہ جن کا اِطلاق (بولا جانا) غیرُ اللہ پر جائز ہے ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے جیسے **علی، رشید، کبیر، بدیع**، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنیٰ مُراد نہیں ہیں جن کا ارادہ **اللہ تعالٰی** پر اِطلاق کرنے (بولنے) میں ہوتا ہے اور ان ناموں میں الف ولام ملا کر بھی نام رکھنا جائز ہے مثلاً **العلی، الرشید**۔ ہاں اس زمانہ میں چونکہ عوام میں ناموں کی تصغیر کرنے کا بکثرت رواج ہو گیا ہے لہٰذا جہاں ایسا گمان ہو ایسے نام سے بچنا ہی مناسب ہے۔ خصوصاً جب کہ اسماءِ الٰہیہ کے ساتھ عبد کا لفظ ملا کر نام رکھا گیا، مثلاً **عبدالرحیم، عبدالکریم، عبدالعزیز** کہ یہاں مُضاف اِلیہ سے مُراد **اللہ تعالٰی** ہے اور ایسی صورت میں تصغیر (چھوٹا کرنا) اگر قصداً ہوتی تو مَعاذَ اللہ **کفر** ہوتی، کیونکہ یہ اس شخص کی تصغیر نہیں بلکہ معبودِ برحق کی تصغیر

ہے مگر عوام اور ناواقفوں کا یہ مقصد یقیناً نہیں ہے اِسی لیے وہ حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ اُن کو سمجھایا اور بتایا جائے اور ایسے موقع پر ایسے نام ہی نہ رکھے جائیں جہاں یہ اِحتمال (گمان) ہو۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۶۸۸)

عبدالقادر کو قادر کہنا کیسا؟

سُوال: عبدُ القادِر، عبدُ القدیر، عبدُ الرَّزّاق وغیرہا مُبارَک نام والے افراد کو قادِر، قدیر اور رزّاق کر کر پکارنا کیسا ہے؟

جواب: اِسی طرح کے ایک سُوال کا جواب دیتے ہوئے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حُضُور مفتیِ اعظم ہند مولیٰنا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ المنان فرماتے ہیں: ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف (یعنی الگ کر دینا) بہت بُرا ہے اور کبھی ناجائز و گناہ ہوتا ہے اور کبھی سرحدِ **کفر** تک بھی پہنچتا ہے۔ قادر کا اِطلاق تو غیر پر جائز ہے۔ اس صورت میں عبدالقادر کو قادر کہہ کر پکارنا بُرا ہے مگر قدیر کا اِطلاق غیرِ خدا پر ناجائز کما فی البیضاوی (جیسا کہ بیضاوی میں ہے) اور اگر کسی کا نام عبد القدوس، عبد الرحمٰن، عبد القیوم ہے تو اسے قدوس،

رحمٰن، **قیّوم** کہنا ایسا ہی ہے جیسے اُسے (ر) جس کا نام عبداللہ ہو (اس کو) ''اللہ'' کہنا بہت سخت بات ہے والعِیاذُ بِاللّٰہ تعالٰی۔ جس کا نام عبدُ القادر ہو اُسے بھی عبدُ القادر ہی کہا جائے، جس کا عبدُ القدیر اسے عبدُ القدیر ہی کہنا ضرور ہے۔ عبدُ الرَّزّاق کو عبدُ الرَّزّاق، عبدُ المُقتَدِر کو عبدُ المُقتَدِر۔ غیر پر اطلاقِ قدیر و مقتدِر (یعنی اللہ عزّوجلّ کے علاوہ کسی غیر کو قدیر اور مقتدر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اِس مسئلے) میں علما کا اِختلاف ہے کَمَا فِی عِنَایَۃِ القَاضِی حاشیہ شَرحُ البَیضاوی۔ (فتاوٰی مصطفویہ ص۸۹، ۹۰)

''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم'' کہنا کیسا؟

سُوال: جب آدمی کسی کام میں ناکام ہو جاتا ہے تو بعض اوقات اپنے بارے میں بول پڑتا ہے: ''نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔''

جواب: یہ محاورہ بولنے سے بچنا چاہئے۔ اِس کے اِبتدائی الفاظ کے معنٰی یہ بنیں گے کہ ''نہ خدا کا قُرب نصیب ہوا اور نہ ہی صنم کے قریب ہو سکے۔'' عربی لُغت کے اعتبار سے صنم کے معنٰی بُت بھی ہے اور محبوب بھی۔

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم): جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔

پیر صاحِب اور مزارات کے بارے میں سُوال جواب

اپنے پیر کو نبی سے بڑھ کر کہنا

سُوال: ایک جاہلہ عورت کا کہنا ہے: " (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) ہمارے مُرشِد حُضُورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے بڑھ کر ہیں۔ اور کہتی ہے **امام احمد رضا** کیا ہیں! صِرف عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہی تو ہیں۔ اس بارے میں کیا حُکم ہے؟

جواب: پہلے جملے میں اس جاہلہ نے اپنے پیر کو مَعَاذَ اللہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے افضل قرار دیا ہے جو کہ صریح کُفر ہے۔

واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

میرے آقا اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ المَرْتَبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، امامِ عشق و مَحَبَّت، مُجَدِّدِ دین و مِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، آفتابِ وِلایت، باعثِ خیر و بَرَکت، حضرت

عُلامہ مولٰنا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن بے شک زبردست عاشقِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم تھے مگر ساتھ ہی ساتھ زبردست عالمِ دین، قاری وحافِظ، مُفتی اور ولیِ کامل بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً پچاس عُلوم پر دَسترس (یعنی مہارت) رکھتے تھے۔ جدید ترکیب کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک فتووں پر مشتمل فتاوٰی رضویہ شریف تقریباً 30 جلدوں میں زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ میری ناقِص رائے میں یہ اُردو زبان میں دنیا کے ضخیم ترین فتاوٰی ہیں جو کہ صرف ایک ہی مُفتی نے جاری فرمائے ہیں یہ تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سُوالات کے جوابات اور دو سو چھ (206) رسائل پر مشتمل ہیں۔ جبکہ ہزارہا مسائل ضمناً زیرِ بحث آئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دَور کے عُلَمائے حَرَمَینِ طیبین رحمہم اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو 14 ویں صدی کا مُجَدِّد کہا۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تازہ گلستاں ہے آج بھی — خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے — علمائے حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ — احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شمع فروزاں ہے آج بھی

ہر ترا پر نیاز جھکاتا ہے اس لئے

شعر و ادب پہ آپ کا احسان ہے آج بھی

مزید معلومات کیلئے **حیاتِ اعلیٰ حضرت** (تین جلدیں) مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً حاصل کر کے ملاحظہ فرمایئے۔ **اللہ رَبُّ العِزَّت عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس جملے "اللہ کرم فرمائے گا" کو رد کر دینا کیسا؟

سُوال: مرید نے پیر صاحب سے اپنی پریشانی بیان کی۔ پیر صاحب نے کہا: اللہ کرم فرماوے گا۔ اس پر مرید نے کہا: "نہیں، بس آپ کرم فرما دیجئے۔" کیا حکم شرعی ہے؟

جواب: مرید کے جواب میں بظاہر اس بات "اللہ کرم فرماوے گا" کا رد اور انکار ہے اس لئے مرید پر **حکمِ کفر ہے۔**

فرمانِ مصطفےٰ: جو مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ایک قیراط اجر لکھتا اور قیراط اُحد پہاڑ جتنا ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زبان کو بَہُت سنبھال کر چلانا ضَروری ہے کہ جب یہ قینچی کی طرح چلتی ہے تو اس سے کفریات صادِر ہوتے دیر نہیں لگتی۔ آہ! بسا اوقات نہ بولنے کا بول کر بندہ اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اس کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی!

میرا ایمان الٰہی (عزوجل) تُو سلامت رکھنا
مجھ پہ ہر آن فقط اپنی عنایت رکھنا

یا مرشِد! "آپ کرم فرمادیجئے" کہنا کیسا؟

سُوال: تو کیا اپنے پیر و مرشِد سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ "یا مرشِد آپ کرم فرمادیجئے۔"

جواب: اپنے پیر و مرشِد سے مُطلقاً کرم کی بھیک مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر مرشِد کامل ہو تو اپنی زندگی میں بھی وہ نظرِ کرم، توجُّہ اور دعاؤں سے مُریدوں کے کام بناتا ہے اور بعدِ وصال بھی اُس کا فیض جاری و ساری رہتا ہے۔

بیچ میں غوث (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں اور خواجہ معین الدین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں
اے حسن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمام مُجدِّدین رحمہم اللہ المبین اپنے

اپنے مقلّدین کو اور جملہ مشائخ ومُرشِدین اپنے اپنے مُریدین کو دنیا وآخرت میں فیض پہنچاتے اور ان کی نگہبانیاں فرماتے ہیں۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد **رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 9 صفحہ 769 تا 770 پر فرماتے ہیں: اَلحمدُ لِلّٰہ (بعدِ وفات) بَرزخ میں بھی ان کا فیض جاری اور غلاموں کے ساتھ وُہی شانِ امداد و یاری ہے۔ امام اَجَل عبدُ الوَہّاب شَعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورَانی میزانُ الشریعۃِ الکُبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں: تمام اَئِمّۂ **مُجتَہِدِین** (رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِین) اپنے پَیروؤں (اتّباع کرنے والوں) کی شفاعت کرتے ہیں اور دُنیا و بَرزخ و قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں ان پر نگاہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ (پُل) صِراط سے پار ہوجائیں۔ (المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۳) اِسی امام **اَجَل** نے اِسی کتاب اَجمل میں فرمایا: تمام ائمہ فُقَہا وصُوفیہ اپنے اپنے مقلّدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے مقلّد کی رُوح نکلتی ہے جب **مُنکَر نکیر** اُس سے سُوال کو آتے ہیں، جب اس کا حشر ہوتا ہے، جب نامۂ اعمال

فرمانِ مصطفٰے ﷺ: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

کھلتے ہیں، جب حساب لیا جاتا ہے جب عمل تُلتے ہیں، جب (پُل) صراط پر چلتا ہے، غرض ہر حال میں اس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔ حضرت امام شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی مزید فرماتے ہیں:۔۔۔۔۔

امام مالک نے قبر میں جا کر امداد فرمائی

ہمارے اُستاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا جب انتقال ہوا بعض صالحوں (یعنی نیک لوگوں) نے انہیں خواب میں دیکھا، (تو) پوچھا: اللہ تعالٰی نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: جب منکر نکیر نے مجھے سوال کے لئے بٹھایا (تو سیِّدُنا) امام مالک (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) تشریف لائے اور ان (یعنی منکر نکیر) سے فرمایا: (کیا) ایسا شخص (یعنی اتنا زبردست عالمِ دین) بھی اس (بات) کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے خدا و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم) پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے! الگ ہو (جاؤ) اس کے پاس سے (سیِّدُنا امام مالک کے) یہ فرماتے ہی نکیرین مجھ سے الگ ہو گئے۔ اور جب مشائخ کرام صوفیہ قُدِّسَت

نشر، اعمال، ہول و نزع کے وقت دنیا و آخرت میں اپنے پیروؤں (اتباع کرنے والوں) اور مریدوں کا لحاظ رکھتے ہیں تو ان پیشوایانِ مذاہب کا کہنا ہی کیا جو زمین کی میخیں (کیلیں) ہیں اور دین کے ستون، اور شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر اس کے امین۔

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْن. (المیزان الکبریٰ ج ۱ ص ۵۳ ملتقطاً و توضیحاً)

صاحبِ مزار کا اپنے زائر کی خبر گیری کرنا

اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام پر ربُّ الانام جَلَّ جَلالُہٗ کے خوب خوب انعام و اکرام ہوتے ہیں ان کی عظمتوں کے کیا کہنا میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد **رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: **حضرت سیّدی احمد بدوی کبیر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلسِ میلاد **مصر** میں ہوتی ہے۔ مزار مبارک پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔ **امام عبدالوہاب شعرانی** قُدِّسَ سِرُّہُ الاَبقی اِلتزام کے ساتھ ہر سال حاضر ہوتے، اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے کئی ورقوں (یعنی

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

صفحات) میں اس مجلس کے حالات بیان کئے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے۔ ایک دفعہ آپ (یعنی امام شعرانی) کو تاخیر ہو گئی، یہ ہمیشہ (یعنی ہر سال) ایک دن پہلے ہی حاضر ہو جاتے تھے، اس دفعہ آخر دن پہنچے۔ جو **اولیائے کرام** (رحمہم اللہ السلام) **مزارِ مبارک** پر مراقب تھے انھوں نے (امام شعرانی سے) فرمایا: کہاں تھے؟ دو روز سے **حضرت** (سیدی احمد بدوی کبیر علیہ رحمۃ القدیر) مزارِ مبارک سے پردہ اٹھا اٹھا کر فرماتے ہیں: **عبدُ الوہاب آیا؟ عبدُ الوہاب آیا؟** انھوں نے (یعنی امام شعرانی نے) فرمایا: کیا حضور (یعنی صاحبِ مزار) کو میرے آنے کی اِطلاع ہوتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: اِطلاع (بھی) کیسی! حضور (یعنی صاحبِ مزار) تو فرماتے ہیں کہ **کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا ارادہ کرے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اس کی حفاظت کرتا ہوں، اگر اس کا ایک ٹکڑا رسّی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کریگا۔** (یہ حکایت بیان کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے فرمایا) ان (یعنی امام شعرانی) پر خاص توجہ تھی اور ان کو (یعنی امام شعرانی کو) بھی خاص نیازمندی

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم): جس نے مجھ پر ۱۰ مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالٰی اس پر ۱۰۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

(خصوصی عقیدت) تھی، اسی وجہ سے حضرت (سیّدی احمد بدوی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر) کو ان سے خاص محبت تھی۔ حدیث میں ہے: ”جو کوئی دریافت کرنا چاہے کہ **اللہ** کے یہاں اُس کی کس قدر قدر و منزلت ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں **اللہ** (عزوجل) کی کس قدر قدر و منزلت ہے جتنی ہی اس کی **اللہ** (عزوجل) کے یہاں ہے“

(قم کا عامل حیرت حصہ ۲ ص ۲۶۱، **مُستدرَک لِلحاکِم ج۲ ص۲۲۵ حدیث ۱۸۶۱**)

مزار کو سجدہ کرنا کیسا؟

سُوال: اپنے پیر صاحب کو یا ان کی تصویر کو یا کسی بزرگ کے مزار کو **سجدہ** کرنا **کفر** ہے یا نہیں؟

جواب: **اللہ** عزوجل کے سوا کسی اور کو سجدۂ عبادت کرنا بے شک **کفر** ہے جبکہ سجدۂ تعظیمی کرنا **حرام** اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: بالفرض کبھی کوئی نادان مسلمان کسی مزار کو سجدہ کرتا نظر آئے تو اس کے سجدہ کو **سجدۂ تعظیمی** ہی پر محمول کریں گے کیوں کہ یہ بعید از قیاس ہے کہ کوئی جاہل سے جاہل

مسلمان بھی **عبادت** کی نیت سے کسی بزرگ کے مزار کو **سجدہ** کرے ہاں اگر یقینی طور پر معلوم ہو جائے مَثَلاً وہ خود اقرار کرے کہ میں نے مزار کو عبادت کی نیت سے سجدہ کیا ہے تو بے شک **کافر** ہے۔ نیت معلوم نہ ہونے کے باوُجود اس کے سجدے کو محض اپنے قِیاس سے خوامخواہ **سجدۂ عبادت** قرار دینا ایک مسلمان کے بارے میں بدگمانی ہی نہیں بلکہ صریح اِفتراء (یعنی کھلی تہمت) ہے جو کہ حرام اور جہنَّم میں لے جانے والا کام ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۴۲۳)

مزار کے سامنے سے زمین چومنا کیسا؟

سُوال: مزار کے سامنے زمین چوم سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں چوم سکتے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22 صَفْحَہ 474 پر فرماتے ہیں: مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا **حرام** اور حدِّ رُکوع تک جھکنا ممنوع۔ "دعوتِ اسلامی" کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 312 صَفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" حصہ 16 صَفْحَہ 115 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جب تم رسولوں علیہم السلام پر درود پاک پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "عالم یا کسی بڑے کے سامنے زمین کو بوسہ دینا **حرام** ہے جس نے ایسا کیا اور جو اس پر راضی ہوا دونوں گنہگار ہیں۔ (**تبیین الحقائق** ج ۷ ص ۵٦) مزید فرماتے ہیں: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں، یہ جھکنا اگر حدِ رکوع تک ہو تو **حرام ہے** اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ١٦ ص ١٠٧) حضرت صدرُ الشریعہ رکوع کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ (ایضاً حصہ ٣ ص ٨١ ، درِّمختار ج ٢ ص ١٦٥ـ١٦٦ وغیرہ) جب ظاہری زندوں کے لئے یہ احکامات ہیں تو مزارات کے معاملات میں مزید محتاط رہنا ہوگا کہ اس کے نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ شیطان بھولے بھالے مسلمانوں کو وسوسے ڈال کر اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام کے مزارات اور اہلسنّت کے معمولات سے دور کرنے کی مذموم کوششیں کریگا۔ (ان مسائل کی تفصیلی معلومات کیلئے **فتاویٰ رضویہ** جلد 22 میں رسالہ "اَلزُّبدَۃُ الزَّکِیَّۃ

لِتحرِیمِ سُجُودِ التَّحِیَّة'' کا مطالعہ فرمالیجئے)

سمجھانے پر ضد کرنے والے کی مذمّت

سُوال: بعض اوقات دیکھا گیا ہے اگر کسی نے صریح کفر بک دیا اور سمجھاتے ہوئے توبہ، تجدیدِ ایمان وتجدیدِ نکاح کا مشورہ دیا گیا تو وہ بپھر جاتا اور ضِد پر آجاتا ہے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حکمِ شرعی سن کر گناہ پر ہٹ دھرمی کرنے والوں پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ پارہ 2 سورۃُ البقرہ آیت نمبر 206 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتۡہُ الۡعِزَّۃُ بِالۡاِثۡمِ فَحَسۡبُہٗ جَہَنَّمُ ؕ وَلَبِئۡسَ الۡمِہَادُ ﴿۲۰۶﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ایسے کو دوزخ کافی ہے اور وہ ضرور بہُت بُرا بچھونا ہے۔

''لوگ بے موت مر رہے ہیں'' کہنا کیسا؟

سُوال: دہشت گردوں کی طرف سے کئے جانے والے بم دھماکوں میں یکمشت کافی افراد کی ہلاکت پر یہ کہنا کیسا کہ حالات بہت خراب ہیں، بہت سارے لوگ بے موت مر رہے ہیں۔

جواب: ''لوگ بے موت مر رہے ہیں'' یہ الفاظ حکمِ قرانی کے خلاف ہونے کی وجہ سے بہُت سخت ہیں کیوں کہ ''بے موت'' کوئی مر ہی نہیں سکتا۔ چُنانچِہ طاعون میں بکثرت مرنے والوں کے لئے اِسی طرح کے الفاظ استعمال کرنے والوں کو تَنبِیہ (تَم۔بِیہ یعنی خبردار) کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 24 صَفْحَہ 199 پر فرماتے ہیں: ''جو لوگ کہتے ہیں کہ لوگ اس میں بے موت مر جاتے ہیں وہ گمراہ ہیں، اس میں قرانِ عظیم کا انکار ہے، ان پر توبہ فرض ہے اور تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح چاہیے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی جان بے حکمِ خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا ہے۔

(پ ٤ ال عمران ١٤٥)

پیڑ سے (اکثر) ایک آدھ پھل ٹپکتا (ہی) رہتا ہے (اور) اِسی (ایک آدھ) کا ٹپکنا لکھا تھا اور (بعض اوقات) ایک آندھی آتی ہے کہ

ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں، (جھڑنے میں) ان کا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ (پ۲۷ القمر ۵۳)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

مجھے جزائے خیر نہیں چاہئے کہنا کیسا؟

سُوال: کسی نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے، محسن بولا: مجھے جزائے خیر نہیں چاہئے۔ محسن کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: محسن کے جواب میں ثواب کو ہلکا جاننا پایا جا رہا ہے اس لئے اس کا جُملہ کفریہ ہے۔

یہ کہنا: اچّھا جاؤ (پوجا) کرلو

سُوال: ایک شخص کسی کافِر کی دکان پر کسی کام سے گیا تو اُس کافِر نے کہا: تم تھوڑی دیر بیٹھو میں پوجا کر کے آتا ہوں۔ جواباً اُس شخص نے کہا: "اچّھا جاؤ کرلو۔" شخصِ مذکور کا یہ جملہ کہنا کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ جُملہ کفرِیہ ہے کہ کافر کا پوجا کے لئے جانا کفر ہے اور اِس

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم): مجھ پر دُرُود شریف پڑھو اللہ تم پر رحمت بھیجے گا۔

جُملے سے اس کفر پر رِضا و تحسین (یعنی اچھا سمجھنا اور رِضا مندی) ثابت ہو رہی ہے اور کسی کفر پر راضی ہونا یا اسے اچھا کہنا دونوں باتیں **کفر** ہیں۔ حضرت سیِّدُنا **مُلّا علی قاری** علیہ رحمۃ اللہ البارِی ارشاد فرماتے ہیں: ''کسی نے دوسرے سے کہا: تم چاہو تو مسلمان ہو جاؤ یا یہودی دونوں ہی میرے نزدیک برابر ہیں تو یہ کہنا **کفر** ہے کہ یہ کفر پر راضی ہونا ہے اور کسی کے کفر پر راضی ہونے والے کی **تکفیر** کی جائے گی۔ (یعنی اس کو کافِر قرار دیا جائے گا) **(منح الروض ص ۴۹۲)** میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا **شاہ امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اس سے ملتے جلتے ایک سُوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: سلطانِ اسلام ہرگز کفّار کو مراسم کفر (یعنی کفریہ رُسومات) کی اجازت نہیں دے سکتا کیا اجازتِ کفر دے کر خود کافِر ہوگا! بلکہ **تَترُکُھُم وَمَا یَدِینُون** (یعنی ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑتے ہیں) یعنی جہاں جس بات کے اِزالہ (یعنی زائل کرنے) کا حکم نہیں وہاں تَعَرُّض (تَ۔عَر۔رُض یعنی روکنا) نہ کرے گا نہ یہ کہ ان سے کہے گا کہ ہاں ایسا کرو۔ **(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۱۳۶)**

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

پوجا کرکے آتا ہوں" کہنے والے کو کیا جواب دے؟

سُوال: کُفّار کی اکثریت والے ممالک میں اِس طرح کی صورتیں پیش آ سکتی ہیں، اب اگر کوئی کہہ دے کہ "ٹھہرو میں پوجا کرکے آ رہا ہوں" ایسی صورت میں آدمی کیا جواب دے؟ اگر کچھ محتاط الفاظ مل جائیں تو مسلمانوں کیلئے سہولت رہیگی۔

جواب: ایسے موقع پر چُپ ہو جائے یا یوں کہہ دے: میں یہیں بیٹھا ہوں یا کہے: اِدھر ہی ہوں یا کہے: تمہارا انتِظار کروں گا۔ (اچھا جی، بہتر ہے، ٹھیک ہے، جلدی آنا، زِیادہ دیر مت لگانا وغیرہ الفاظ نہ کہے کہ ان میں بھی رضا مندی کا پہلو نکل رہا ہے)

ذِکر کے مُتَعَلِّق کُفریات کی 9 مثالیں

﴿1﴾ دو آدمیوں کا جھگڑا ہوا، ان میں سے ایک نے کہا: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ اِس پر دوسرے نے کہا: لاحول کچھ بھی نہیں ہے یا ﴿2﴾ کہا: میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا کیا کروں!؟ یا ﴿3﴾ کہا: **لاحول** بھوک کی جگہ فائدہ نہیں دیتی۔ یا ﴿4﴾ کہا: **لاحول** روٹی کا کام نہیں دیتی۔ یا ﴿5﴾ کہا: **لاحول** روٹی کی جگہ کفایت نہیں کرتی۔

یا ﴿6﴾ کہا: **لاحول** کچھ فائدہ نہیں دیتی یا ﴿7﴾ کہا: **لاحول** پیالے میں ثرید نہیں۔ یہ تمام اقوال **کفریہ** ہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲ عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۲ منح الروض ص ۴۹۱)

﴿8﴾ تسبیحات (مثلاً سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ) کے متعلق مذکورہ بالا الفاظ کہنے کا حکم بھی یہی ہے یعنی **کفر** ہے۔ **(منح الروض ص ۴۹۱)**

﴿9﴾ کسی نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! اس پر دوسرے نے کہا: ''تو نے **اللہ** کے نام کی کھال اتار دی۔'' یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ **(ایضاً)**

مُتَفَرِّقات کی 45 مثالیں

﴿1﴾ یہ کہنا کہ ''یہ بھی خدا، وہ بھی خدا اور سب خدا (ہیں)'' **کلمۂ کفر** ہے۔ **(فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۶۱)**

﴿2﴾ جو کہے: اگر قیامت کے دن **اللہ تعالیٰ** انصاف کریگا تو میں انصاف کروں گا۔'' ایسے پر حکم **کفر** ہے۔ **(اَلْبَحْرُ الرَّائِق ج ۵ ص ۲۰۲)**

﴿3﴾ جو عالَم میں کسی شے کو قدیم (یعنی ہمیشہ سے) مانے یا اس کے حُدُوث میں (یعنی پہلے نہ تھی پھر موجود ہوئی اس میں) شک کرے وہ **کافر** ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ اوّل ص۲) مطلب یہ کہ صرف اللہ عزوجل ہی قدیم یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ اس کے علاوہ ہر ہر چیز بعد میں حادث ہوئی یعنی کوئی بھی شے ہمیشہ ہمیشہ سے نہیں ہر چیز بعد میں پیدا کی گئی۔

﴿4﴾ اللہ تعالیٰ سے کسی شے کے ایک ذرّے کے علم کی نفی (انکار) کرنا **کفر** ہے اور ﴿5﴾ یونہی معدوم (جس کا وجود نہ ہوا اس) کے علم کی نفی (انکار) کرنا بھی **کفر** ہے۔ (ایمان کی حفاظت ص۱۱) یعنی اللہ عزوجل کو ہمیشہ ہمیشہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ذرّہ ذرّہ کا علم ہے کوئی بھی ذرّہ اس سے پوشیدہ نہیں نیز ہر وہ شے جو ابھی تک وجود میں نہیں آئی اس کا بھی علم ہے۔

﴿6﴾ جو کہے: "جب تک خدا و رسول کو آنکھ سے دیکھ نہ لیں گے ایمان نہ لائیں گے" وہ **کافر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ٦٦٠)

﴿7﴾ کفر کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ کہنا **کفر** ہے۔ (ایضاً ج ۱۵ ص ۲۸۷)

﴿8﴾ جو کہے: "میں توحید (یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت) کو نہیں جانتا" وہ **کافر** ہے۔ (فتاوٰی عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷)

﴿9﴾ اللہ تعالیٰ سے اِستِغناء (اِس تِغ نا یعنی بے پروائی) ظاہر کرنا

صریح کفر ہے یعنی یہ کہنا **﴿10﴾** مجھے **اللہ** تعالیٰ کی پرواہ نہیں یا **﴿11﴾** مجھے **اللّٰہ** کی رضا کی ضرورت نہیں یا **﴿12﴾** **اللہ** تعالیٰ ناراض ہوجائے مجھے اس کی پرواہ نہیں، مجھے تو اپنے محبوب کی رضا چاہیے۔ اس طرح کے کفریہ جملے اکثر گانوں اور عشقِ مجازی کرنے والوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان سے بچنا فرض ہے۔ عشقِ مجازی کے بارے میں حیرت انگیز معلومات حاصل کرنے کیلئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 409 صفحات پر مشتمل کتاب، "**پردے کے بارے میں سوال جواب**" صفحہ 318 تا 356 کا مطالعہ کیجئے۔

﴿13﴾ جو کسی سے کہے: "اگر تو اللہ العٰلمین بھی ہوتا تب بھی تجھ سے اپنا حق لے لیتا" یہ **کلمۂ کفر** ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۰)

﴿14﴾ کسی سے کہا گیا: خدا سے حیا کر۔ اس نے کہا: "میں نہیں کرتا" یہ قول **کفر** ہے۔ (فتاوٰی قاضی خان ج ۴ ص ۴۷۰)

﴿15﴾ ضروریاتِ دین کے منکِر کو کافر نہ جاننا بھی **کفر** ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۱ ص ۳۷۸ ملخصاً)

{16} جو کہے: ''میں توبہ نہیں کروں گا جب تک **اللہ** تعالیٰ نہ چاہے'' یہ کہنے والا اس بات کو اپنی توبہ کے لئے اگر عذر بناتا ہے تو اس پر حکم **کفر** ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض ص۵۰۵)

{17} جو کفر کی فتح (یعنی جیت) اور اسلام کی شکست چاہتا ہے اس کے **کفر** میں شک نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۲)

{18} جو اسلامی طریقہ و روایت کے منکر ہوں وہ **کافر** ہیں۔

(ملخصاً از فتاوٰی رضویہ ج ۲۱ ص ۲۵۴)

{19} جس نے دوسرے سے کہا: ''تجھ پر اور تیرے اسلام پر لعنت ہے'' ایسا کہنا **کفر** ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷)

{20} فرعون کو مؤمن کہنا اور اس کا ایمان مؤمنوں کے ایمان سے زیادہ بتانا دونوں باتیں **کفر** ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۵ ص ۲۲۲)

{21} کسی نے کہا: **اللہ** تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرتا ہے دوسرے نے کہا: ''میں تو لعنت نہیں کرتا'' یہ کہنے والے پر حکمِ **کفر** ہے۔ (مِنَحُ الرَّوض ص ۴۹۱)

{22} جو یہ اعتقاد رکھے کہ: ''**اللہ** تعالیٰ کفر پر راضی ہے'' وہ **کافر** ہے۔

(البحرُ الرّائق ج ۵ ص ۲۰۲)

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا اُس نے جفا کی۔

﴿23﴾ جس نے کہا: اگر میں نے فُلاں کام کیا ہو تو مجُوسی ہوں یا ﴿24﴾ اللہ سے بیزار ہوں اور کہنے والا جانتا ہے کہ اس نے یہ کام کیا ہے تو اس پر حکمِ کفر ہے۔ (منح الروض ص ۵۱۱)

﴿25﴾ کسی نے کہا: ”اگر میں فُلاں کام کروں تو کافِر ہو جاؤں“ پھر اُس کام کے کرنے کو کفر جانتے ہوئے کیا تو کافِر ہو جائے گا۔ (منح الروض ص ۵۱۱) اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو اور وہ کام کیا تو قسم توڑنے کا کفّارہ دینا ہوگا۔

﴿26﴾ کافِروں کے کسی (مذہبی) فعل کو اچھا کہنا کفر ہے مَثَلاً یہ کہنا کہ کھاتے وقت خاموش رہنا مجوسیوں کا اچھا کام ہے۔ (عالمگیری ج۲ ص ۲۷۷)

﴿27﴾ دھوکہ دینے کے لئے الفاظِ کُفر بکنا بھی کُفر ہے۔

(ماخوذ از: فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۵۹۹)

﴿28﴾ اگر کسی مریض نے بیماری سے گھبرا کر کہا: ”یا اللہ! تجھے اختیار ہے چاہے مسلمان مار چاہے کافِر مار“ یہ قول کُفر ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۸۲)

﴿29﴾ اگر کوئی حج کی فرضیت کا انکار کرے تو کافِر ہے۔

[illegible]

﴿30﴾ جنت و دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا **کافر** ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۷۲)

﴿31﴾ "جنت میں داخلے کے بعد دیدار الٰہی نہیں ہوگا" ایسا کہنا **کفر** ہے۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۴)

﴿32﴾ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ **کافر** ہے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۹)

﴿33﴾ تمام امت کو مشرک کہنا **کفر** ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۱۱)

﴿34﴾ جو شخص بغیر تاویل کے کہے: "یہ عبادتیں **اللہ** عزوجل نے ہمارے لئے عذاب بنا دی ہیں" وہ **کافر** ہے۔

﴿35﴾ جو شخص بغیر تاویل کے کہے: "اگر اللہ تعالیٰ فلاں چیز ہمارے اوپر فرض نہ کرتا تو اچھا تھا" یہ قول **کفر** ہے۔ (منح الروض ص ۵۰۵)

﴿36﴾ جس نے کہا: "میں ان شاء اللہ (یعنی اللہ نے چاہا تو) مومن ہوں" اگر اپنے ایمان میں تردد (یعنی شک) کی وجہ سے کہا تو **کفر** ہے اور اگر اس وجہ سے کہا کہ معلوم نہیں خاتمہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر، تو کفر نہیں۔

(عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷، منح الروض ص ۴۷۶)

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

﴿37﴾ جو اسلام و ایمان پر راضی نہ ہو وہ کافر ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۵۷)

﴿38﴾ جو غیرِ خدا کو "اے معبود!" یا "اے میرے معبود!" کہے وہ کافر ہے۔ (مِنَحُ الرّوض ص ۵۱۵)

﴿39﴾ "اپنے پیروں کو خدا اور رسول" کہنے والا کافر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۴ ص ۶۱۰)

﴿40﴾ کفر کو معمولی بات سمجھتے ہوئے بک دینا بھی کفر ہے اگرچہ جو کچھ بکا اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۶) یعنی ایسا بے باک ہو کر کفر بکنے کو بڑی بات نہ سمجھتا ہو بے دھڑک ہو کر کفر بک دے۔

﴿41﴾ مجوس یا شیطان کے نام پر (غلام) آزاد کیا کہ غلام اب بھی آزاد ہو جائے گا مگر اس کا یہ فعل کفر ہوا کہ ان کے نام پر آزاد کرنا دلیلِ تعظیم ہے اور ان کی تعظیم کفر۔ (بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۲)

﴿42﴾ جس سے کہا گیا: "کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟" اس نے کہا: "نہیں۔" یہاں جواباً "نہیں" کہنا کفر ہے۔ (مَجْمَعُ الْاَنْهُر ج ۲ ص ۵۰۵)

"عالمگیری" میں ہے: جب میاں بیوی کے درمیان آپس میں جھگڑا

طویل ہوا، تو شوہر نے بیوی سے کہا: خدا سے ڈر اور اپنے آپ کو اس کی نافرمانی سے بچا، پس بیوی نے جواب دیا: **میں اس سے نہیں ڈرتی۔** (تو اس کے بارے میں) حضرت سیِّدنا شیخ ابوبکر محمد بن الفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اگر شوہر نے اس کو ظاہری گناہ پر ملامت کی اور اسے اللہ تعالیٰ سے خوف دلایا اور اس نے یہ جواب دیا تو مرتدہ ہو جائے گی اور اپنے شوہر سے "بائنہ" ہو جائے گی، اور شوہر نے اس کو ایسے امر پر ملامت کی جس میں خدا کی طرف سے خوف کا مقام نہیں، تو کافرہ نہ ہو گی، لیکن اگر اس نے اپنے اس کلام سے استخفاف کا ارادہ کیا ہے تو اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے گی۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲٦١) میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس مسئلے کے تحت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں (بیوی کے اس قول) "میں اس سے نہیں ڈرتی" کے دو معنی ہیں: پہلا معنی کہ غرور و تکبر کی وجہ سے (خدا کے) خوف سے انکار کرنا کفر ہے۔ دوسرا معنی جس طرح اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ہے اس

طرح ڈرنے کی اپنے آپ سے نفی (انکار) کیا اور یہ حق وثابت ہے۔ "عالمگیری" میں ہے: ایک شخص نے دوسرے کو مارنا چاہا تو وہ بولا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ تو اس نے کہا: "نہیں۔" حضرت سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا: اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اس لیے کہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ تقویٰ اسی میں ہے، جو میں کرتا ہوں، اور اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہوا دیکھا گیا، پس کسی دوسرے نے اس سے کہا: کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ تو اس نے کہا: "نہیں" تو کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ اس کی تاویل ممکن نہیں ہے۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۱) میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اس مسئلے کے تحت فرماتے ہیں: اور اس چیز کو یاد رکھو جو ہم نے ابھی ذکر کی ہے ــــ الخ۔

(مترجم حاشیہ عالمگیری کتاب احکام المرتدین ص ۳۱۳۱)

﴿43﴾ نشہ کی حالت میں اگر کوئی کلمۂ کفر بکا تو اُسے مرتد کا حکم نہ دیں گے یعنی اس کی عورت بائن نہ ہوگی رہا یہ کہ عند اللہ بھی کافر ہوگا یا

نہیں؟ اگر قصداً کفر بکا ہے تو عند اللہ کافر ہے ورنہ نہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۱۰)

﴿44﴾ نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اور زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۷۴) مگر تجدیدِ نکاح کیا جائے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۷ ص ۹۳)

﴿45﴾ ''عالمگیری'' میں ہے: اگر کسی مسلمان نے کہا میں فلسفہ جدید ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی، اور اگر اس نے عذر کیا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کفر ہے تو اس کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۷۹) امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرحمٰن اس مسئلے کے تحت فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں لیکن ''**غمز عیون**'' وغیرہ میں صراحت کی کہ فتویٰ اس پر ہے کہ مکفرات (کفریات بکنے والے) میں جہل (معلوم نہ ہونا) عذر ہے ہاں مگر یہ کہا جائے یہ مذکورہ مسئلہ ان مسائل میں ہے جس سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی اس میں عذر (جہل) قبول کیا جائے گا پس غور کرنا چاہئے۔

(مترجم حاشیہ عالمگیری باب احکام المرتدین ص ۹)

تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح وغیرہ کے بارے میں سوال جواب

تجدیدِ ایمان کا طریقہ

سُوال: تجدیدِ ایمان کا طریقہ بتا دیجئے۔

جواب: جس کفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہوگی جبکہ وہ اُس کفر کو کفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو **کفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو** مثلاً جس نے ویزا فارم پر اپنے آپ کو کرسچین لکھ دیا وہ اس طرح کہے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں نے **جو ویزا فارم میں اپنے آپ کو کرسچین ظاہر کیا ہے اس کفر سے توبہ کرتا ہوں۔** لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم (اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں)'' اس طرح **مخصوص کفر** سے توبہ بھی ہوگئی اور **تجدیدِ ایمان** بھی۔ اگر معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ کئی **کفریات** بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! **مجھ سے جو جو کفریات**

صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔" پھر کلمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجمہ دُہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اِس طرح کہئے: "**یا اللہ** عزوجل **اگر مجھ سے کوئی کفر ہو گیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔**" یہ کہنے کے بعد کلمہ پڑھ لیجئے۔

تجدیدِ نکاح کا طریقہ

سُوال: تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے؟

جواب: تجدیدِ نکاح کا معنیٰ ہے: "نئے مَہر سے نیا **نکاح** کرنا۔" اِس کیلئے لوگوں کو اِکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ **نکاح** نام ہے ایجاب وقبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضر ہونا لازِمی ہے۔ خطبۂ **نکاح** شرط نہیں بلکہ مُستَحَب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے

حساب سے 30 گرام 618 ملی گرام چاندی یا اُس کی رقم مہر واجب ہے مثلاً آپ نے پاکستانی 786 روپیا دعا مہر کی نیت کرلی ہے (مگر یاد رکھئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت 786 پاکستانی روپے سے زائد نہ ہو) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ ''ایجاب'' کیجئے یعنی عورت سے کہئے: ''میں نے 786 پاکستانی روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا'' عورت کہے: ''میں نے قبول کیا'' نکاح ہوگیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت ہی خطبہ یا سورۃ فاتحہ پڑھ کر ''ایجاب'' کرے اور مرد کہے: ''میں نے قبول کیا'' نکاح ہوگیا۔ بعد نکاح اگر عورت چاہے تو مہر معاف بھی کرسکتی ہے۔ مگر مرد بلا حاجتِ شرعی عورت سے مہر معاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

حالتِ ارتداد میں ہونے والے نکاح کا مسئلہ

سُوال: اگر کسی نے صریح کفر بکا اور مُرتد ہوگیا اور پھر اِسی حال میں نکاح بھی کیا اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: مُرتد ہوجانے کے بعد کوئی شخص اگرچہ بظاہر ٹھیک راستے پر آگیا،

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر دُرُود پاک نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

داڑھی، زلفوں، عمامے اور ٹخنوں بھر لباس سے بھی آراستہ ہو گیا مگر اس نے اپنے اُس کفر سے توبہ وتجدیدِ ایمان نہ کیا تو بدستور **مُرتَد** ہے توبہ وتجدیدِ ایمان سے پہلے جو بھی نیک عمل کیا وہ مقبول نہیں، بیعت کی تو نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر **نکاح** بھی کیا تو نہ ہوا۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد **11** صفحہ 153 پر فرماتے ہیں: معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح (یعنی نکاح سے قبل) **کفرِ صریح** کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ (نئے سرے سے قبول) اسلام اُن کا **نکاح** کیا گیا تو قطعاً نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہو گی وَلَدُ الزِّنا۔ اسی طرح اگر بعد نکاح اُن میں کوئی معاذ اللہ **مُرتَد** ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ بھی **حرامی** ہو گی۔ لہٰذا کسی نے **اِرتِداد** کے بعد اگر **نکاح** کیا ہو اور **نکاح** کے بعد اگرچہ **توبہ وتجدیدِ ایمان** کر چکا ہو تو بھی اب نئے سرے سے **نکاح** کرنا ہو گا۔ اس کیلئے دھوم دھام شرط نہیں، گھر کی چار دیواری میں بھی **نکاح** ہو سکتا ہے۔ اِس کا طریقہ

آگے گزر چکا ہے۔ ہاں اگر لوگوں کے سامنے **مُرتَد** ہوا تھا اور پھر اِسی حال میں **نِکاح** کیا تھا تو پھر سب کے سامنے **توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح** کرے یا اُن لوگوں کو اپنی توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح پر مُطَّلع کرے۔ حدیثِ **پاک** میں ہے: **سلطانِ دو جہان**، مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب تم کوئی گناہ کرو تو توبہ کرلو، السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃُ بِالْعَلَانِیَۃِ یعنی پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور عَلانیہ گناہ کی توبہ عَلانیہ۔'' **(منتخب کنز ج ۲ ص ۱۰۸ ، حدیث ۲۳۱)**

عَلانیہ توبہ کا اَہم ترین مسئلہ

میرے آقا اعلیٰ **حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **عَلانیہ گناہ کی عَلانیہ توبہ** کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے **فتاوٰی رضویہ** شریف جلد 21 صَفْحَہ 146 پر فرماتے ہیں: سَو (100) کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو (2) کے آگے اظہارِ توبہ کر دیا تو اس کا اِعلان مِثلِ اِظہار گناہ نہ ہوا اور وہ (عَلانیہ توبہ کے) فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ

ہوئے بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعثِ اعلان تھا توبہ میں کی اعلان (یعنی نا قص اعلان) پر بھی وُ ہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمعِ کثیر میں کر لیا اور (اب انہیں لوگوں کے سامنے) اپنی خطا پر اقرار کرتے عار (یعنی شرم) آتی ہے صفحہ 144 پر فرماتے ہیں: **گناہِ علانیہ** دوہرا گناہ ہے کہ اعلانِ گناہ (بھی) گناہ بلکہ اس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔ **رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: ''میری سب اُمّت عافیت میں ہے سوا اُن کے جو گناہ آشکارا (یعنی علی الاعلان) کرتے ہیں۔'' **(بخاری ج ۴ ص ۱۱۸ حدیث ۶۰۶۹)** نیز حدیث میں ہے: **رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''بیشک **اللہ تعالٰی** کا عذاب بندوں سے دُور رہے گا جبکہ وہ **اللہ تعالٰی** کی نافرمانیوں کو ڈھانپیں اور چھپائیں گے پھر جب علانیہ گناہ اور (کھلم کھلا) نافرمانیاں کریں گے تو وہ عذاب کے مستحق اور سزاوار ہو جائیں گے۔'' **(فردوس الاخبار للدیلمی ج ۵ ص ۱۱ حدیث ۲۵۷۸)**

احتیاطی تجدیدِ ایمان کب کب کریں؟

سُوال: کیا جب چاہیں جتنی بار چاہیں **احتیاطی تجدیدِ ایمان** کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں دن میں چاہیں تو 112 بار کر لیجئے۔ **مَدَنی مشورہ** ہے روزانہ کم از کم ایک بار مَثَلاً سونے سے قبل (یا جب چاہیں) **احتیاطی توبہ و تجدیدِ ایمان** کر لیجئے اور اگر بآسانی گواہ دستیاب ہوں تو میاں بیوی توبہ کر کے گھر کے اندر ہی کبھی کبھی احتیاطاً **تجدیدِ نکاح** کی ترکیب بھی کر لیا کریں۔ ماں، باپ، بہن بھائی اور اولاد وغیرہ عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت **نِکاح** کے گواہ بن سکتے ہیں۔ احتیاطی **تجدیدِ نکاح بِلا مہر** بھی درست ہے اس کے لئے **مہر کی بھی ضرورت نہیں**۔

شوہر مُرتد ہو جائے تو بیوی کیا کرے؟

سُوال: عورت کو شوہر کے ارتِداد کی اطلاع ملی تو کیا وہ **نِکاح** سے آزاد ہو گئی؟

جواب: جی ہاں اُس کا **نِکاح** ٹوٹ گیا۔ چنانچہ **فُقَہائے کِرام** رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام فرماتے ہیں: عورت کو خبر ملی کہ اس کا شوہر **مُرتَد** ہو گیا تو **عِدّت** گزار کر (کسی اور سے) **نِکاح** کر سکتی ہے۔ خبر دینے والے دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں بلکہ ایک **عادِل** کی خبر بھی کافی

ہے۔ (درمختار، ردالمحتار ج ۶ ص ۳۸۶)

مُرتَد توبہ کرکے عدت کے اندر نکاح کرسکتا ہے یا نہیں

سُوال: زید معاذَ اللہ **صریح کفر** بک کر **مرتد** ہو گیا مگر اسی دن نادِم ہو کر اس نے **تجدیدِ ایمان** کرلیا۔ آیا **تجدیدِ نکاح** بھی فوراً کرلے یا پہلے عورت کو **عِدَّت** گزار لینے دے؟ عورت کو کتنا عرصہ **عِدَّت** گزارنی ہوگی؟ اگر دورانِ عِدَّت ہی زید نے **تجدیدِ نکاح** کرلیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے معاذَ اللہ عزوجل **صریح کلمۂ کفر** بکا تو وہ **مُرتَد** ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، جو کچھ نیک اعمال کئے تھے سب اَکارت (یعنی ضائع ہو) گئے۔ اگر نادِم ہو کر اس نے تجدیدِ ایمان کرلیا تو اگر وہ عورت راضی ہو تو دوبارہ اُسی سے **نکاح** کرسکتا ہے اگرچہ **دورانِ عِدَّت** ہی کرلے۔ ہاں اگر وہ عورت اس کے علاوہ کسی اور سے **نکاح** کرنا چاہتی ہے تو **عِدَّت** پوری کرنے کے بعد کرسکتی ہے اور اس صورت میں **عِدَّت** کی وہی تفصیل ہوگی جو مُطَلَّقہ عورت کی **عِدَّت** کی ہے یعنی اگر وہ عورت حاملہ ہو تو وضعِ حمل (یعنی بچہ کی وِلادت ہو جانا) اور اگر عورت نابالغہ یا آئسہ یعنی

پچپن سالہ یا اس سے زائد عمر کی ہے تو اُس کی عدّت ہجری سِن کے حساب سے تین مہینہ ہوگی ورنہ حَیض والی ہو تو تین حیض ہوگی۔ ''عدت کے تفصیلی مسائل'' کی آگاہی کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 182 صَفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصّہ 8 صَفحہ 126 تا 134 کا مُطالعہ فرمالیجئے۔

مُشرِکہ کا شوہر مسلمان ہوگیا نکاح کا کیا بنا؟

سُوال: اگر شوہر مسلمان ہو گیا اور بیوی بُت پرست ہے تو بیوی کے ساتھ نِکاح برقرار رہا یا ٹوٹ گیا؟

جواب: صدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علّامہ مولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: عورت اگر مُشرِکہ ہے تو مسلمان کی زَوجِیت میں نہیں رہ سکتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط ترجمۂ کنز الایمان: نہ یہ اِنہیں حلال نہ وہ اُنہیں حلال۔ (پ ۲۸ مُمتَحِنَہ ۱۰) شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد قاضی عورت پر اسلام پیش کرے گا اگر اسلام سے انکار کرے نِکاح جاتا رہے گا۔ اور جہاں قاضی نہ ہوں

جیسے آج کل ہندوستان میں تو یہاں عورت کو تین حیض آنے پر نکاح ٹوٹ جائیگا۔ یہ حکم نکاح ٹوٹنے کا ہے یعنی اگر تین حیض گزرنے کے بعد عورت بھی مسلمان ہو گئی اور اسی شوہر کے پاس رہنا چاہتی ہے تو تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہو گی کہ اب وہ پہلا نکاح جاتا رہا۔ رہا عورت سے جماع کرنا تو مرد کے اسلام لاتے ہی (اس کافرہ بیوی سے) حرام ہو گیا۔

(فتاوٰی امجدیہ ج ۲ ص ۱۶۶)

بیوی مُرتَدّہ ہو گئی تو نکاح ٹوٹا یا نہیں؟

سُوال: اگر عورت مُرتَدّہ ہو گئی تو شوہر کے نکاح میں رہی یا نہیں؟

جواب: مرتدہ عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں کچھ اس طرح سُوال ہوا کہ حکمِ شریعت سن کر ہندہ جو کہ شادی شدہ ہے نے غصّہ میں آکر یا تو یہ کہا: "چولھے میں جائے ایسی شریعت" یا پھر یوں کہا: "مری پڑے ایسی شریعت۔"

فرمانِ مصطفیٰ ﷺ: جو لوگ اپنی مجلس سے اللہ کے ذکر اور نبی پر درود شریف پڑھے بغیر اُٹھ گئے تو وہ بدبودار مُردار سے اُٹھے۔

الجواب زاہدہ نے پہلا فقرہ کہا ہو خواہ دوسرا (دونوں جملے صریح کفریات ہیں لہٰذا) ہر طرح اس کا ایمان جاتا رہا کہ اس نے شرعِ مُطہرہ کی توہین کی مگر زاہدہ (مرتدہ ہو جانے کے باوجود) نکاح سے نہ نکلی، نہ اسے روا (یعنی جائز) ہے کہ بعد اسلام کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ ہاں (چونکہ وہ اپنے ارتداد کے سبب اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے لہٰذا) بعد (قبولِ) اسلام سابقہ شوہر ہی سے تجدیدِ نکاح پر مجبور کی جائے گی۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۲ ص ۲۱۲۔۲۱۳ ملخّصاً)

کیا سابقہ مُرشِد ہی سے تجدیدِ بَیعت کرے؟

سُوال: قطعی کفر بکنے کے بعد تجدیدِ ایمان کی صورت میں کیا سابقہ پیر صاحب ہی سے تجدیدِ بیعت کرنی ہوگی؟ اگر پیر صاحب وفات پا گئے ہوں تو کیا کرے؟

جواب: بیعت ٹوٹ جانے کی صورت میں سابقہ پیر صاحب بقیدِ حیات ہوں تب بھی دوبارہ انہیں سے بیعت کرنا ضروری نہیں، کسی بھی جامعِ شرائط پیر صاحب کی بیعت کی جا سکتی ہے۔

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

اِسی کتاب ”کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب“ کے مُتَعَلِّق مُتَوقَّع وَسوَسوں کے بارے میں سُوال جواب

کیا کلمہ گو بھی کافر ہو سکتا ہے؟

سُوال: آپ نے اپنی کتاب ”کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب“ میں کُھلے کافروں کو نہیں بلکہ کلمہ پڑھنے والوں کو **کفریات** سے آگاہ کیا ہے تو کیا کوئی **کلمہ گو** دوبارہ بھی **کافر** ہو سکتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں، اگر کلمہ گو سے کوئی قول یا فعل **قطعی** کفر صادِر ہوا تو وہ **کافر** ہو جائے گا **دیکھئے!** مالدار کو مالدار اُسی وقت تک ہی کہا جائے گا جب تک اُس کے پاس مال و دولت ہے اِسی طرح کسی انسان کو اُس وقت تک ہی **مسلمان** کہیں گے جب تک اُس کا **ایمان** سلامت ہے۔ مسلمان ہونے کی بنیاد ہی **ایمان** پر ہے۔ عَلّامۃُ الدّہر حضرتِ سیِّدُنا سعدُ الدّین **تفتازانی** قُدِّسَ سِرُّہُ النّورانی ”شرحِ عقائدِ نسفی“ میں **ایمان** کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”شریعت میں ایمان اُن اُمور کی تصدیق کا نام ہے جو

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم): جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درودِ پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

اللہ عزوجل کی طرف سے آئے یعنی اجمالی طور پر **حضورِ اکرم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دل سے **تصدیق** کرنا ہر اس چیز میں جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، اللہ عزوجل کی طرف سے لائے جس کا ثبوت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے قطعی (یقینی) طور پر ہو۔ (شرح عقائد نسفی ص ۱۲۶) میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **ایمان** کی اسی تعریف کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے، **حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقانیت کو صدقِ **دل** سے ماننا **ایمان** ہے جو اس کا مُقِر (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے **مسلمان** جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ عزوجل و **رسول** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یا تکذیب (یعنی جھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۵۴) **صدرُ الشّریعہ، بدرُ الطّریقہ** حضرتِ علامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''(ایمان یہ ہے کہ) سچے **دل** سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو

ضروریاتِ دین سے ہیں۔" (بہارِ شریعت حصہ اوّل ص ۹۲)

ضروریِ دینی کا منکر کفر کے نام سے چڑتا ہو تب بھی کافر ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کیلئے **کلمہ گو** یعنی کلمہ پڑھنے والا ہونے کے ساتھ ساتھ اُن سب باتوں کی تصدیق کرنے والا ہونا بھی لازم ہے جو **ضروریاتِ دین** سے ہیں۔ مثال کے طور پر **ایک کلمہ گو** ہے لیکن وہ ضروریاتِ دین میں ایک ضرورتِ دینی مثلاً "جنت" کے وُجُود کا انکار کرتا ہے تو کیا وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً اسے **کافر و مرتد** ہی کہا جائے گا چاہے وہ روزانہ ایک بار نہیں ایک ہزار بار کلمہ پڑھتا ہو اور بظاہر اسلام کا زبردست شیدائی بھی بنتا ہو بلکہ **کفر کے نام تک سے چڑتا ہو۔**

بربادیٔ ایمان کے امکان کا قرآن سے ثُبوت

سُوال: کیا قراٰنِ پاک میں کہیں اِس بات کا ذکر ہے کہ **مسلمان** ہونے کے بعد بھی کوئی **کافر** ہو سکتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں! ایسی کئی آیاتِ مبارَکہ ہیں۔ مثلاً پارہ 2 سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ کی آیت نمبر 217 میں مسلمانوں ہی سے ارشاد

ہوتا ہے:

وَمَنۡ یَّرۡتَدِدۡ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَیَمُتۡ وَہُوَ کَافِرٌ فَاُولٰٓئِکَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۚ وَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۱۷﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کا کیا اَکارت گیا دنیا میں اور آخِرت میں اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

کُفر کی آندھیوں سے حفاظت کی پناہ گاہیں

انسان کا دل گویا خشک اور ہلکا (سا) پتّا ہے، دُنیا ایک سُنسان جنگل ہے جہاں کفر، نِفاق اور طُغیان کی تیز آندھیاں چل رہی ہیں، جن کی وجہ سے انسانی دل کو قرار نہیں، ہر وَقت خطرہ ہے کہ نہ معلوم کون سی ہوا اس دل کو کب اور کِدھر اُڑا لے جائے، ایسے جنگل میں ایسے ہلکے (پُھلکے) پتّے کیلئے امان کی صِرف ایک ہی صورت ہے، وہ یہ کہ پہاڑ کی آڑ میں آجائے یا کسی وزنی پتھر کی ماتَحتی قبول کر لے، حضراتِ اولیاء (رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ)، انبیائے عُظّام (عَلَیھِمُ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلام) حُضُوصاً حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے لئے پہاڑ ہیں جن کے دامن میں عالم کو پناہ ملتی ہے۔ حضرات صَحابہ حُضُور صلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے وابستہ تھے، وہ ہر قسم کی ہوا سے محفوظ رہے تیز آندھیاں آئیں اپنا زور دکھا کر چلی گئیں مگر وہ اُس سے مَس نہ ہوئے۔ منافقین نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پناہ نہ لی، جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ ہر کفر میں فوراً داخل ہو جاتے تھے۔

(تفسیرِ نعیمی جلد ۱ ص ۲۰۳)

آپڑے ہیں تیرے قدموں میں یہ سوچ کر ہم بھی
جو تیرے قدموں میں گرتے ہیں سنبھل جاتے ہیں

کلمہ پڑھ لیا اب جنّت سے کون روک سکتا ہے!

سُوال: حدیثِ پاک میں ہے: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ "جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا جنّت میں جائے گا" پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے **کافر** کیسے ہو سکتا ہے؟

جواب: مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ یہ شیطان کا بَہُت بڑا وار، **مکر** اور دھوکہ ہے کہ بس کلمہ پڑھ لیا اب جو چاہو کرو اور جو مُنہ میں آئے بکو جنّت میں جانے سے تمہیں کوئی نہیں روک سکتا! میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمام اہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کلمہ کو

گستاخانِ خدا و مصطفٰے کا رَدّ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

مسلمانو! ذرا ہوشیار! خبردار! اِس **مکرِ** ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زَبان سے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے (کہ جس طرح) آدمی کا بیٹا اگر اسے (یعنی اپنے باپ کو) گالیاں دے، جُوتیاں مارے، (جو) کچھ (چاہے) کرے اس (یعنی اپنے باپ) کے بیٹے ہونے سے نکل نہیں سکتا یونہی جس نے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ** کہہ لیا اب وہ چاہے **خُدا** عَزَّوَجَلَّ کو جھوٹا کذّاب کہے، چاہے **رسول** کو سَڑی سَڑی گالیاں دے، اس کا **اسلام** نہیں بدل سکتا! اس **مکر** کا جواب ایک تو پارہ 20 سُورَۃُ العَنکَبُوت کی) اِسی آیتِ کریمہ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۲﴾

(ترجَمۂ کنزالایمان: کیا لوگ اِس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی) میں گزرا۔ اسلام اگر فَقَط **کلمہ گوئی** کا نام تھا تو **بیشک** (کلمہ گوئی تو) حاصِل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غَلَط تھا جسے قرآنِ عظیم رَدّ فرما رہا ہے! نیز تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ (پارہ 26 سورۃُ **الحُجُرات** کی آیت

نمبر14 میں) فرماتا ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: گنوار بولے: ہم ایمان لائے۔ تم فرماؤ: تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ مُطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا!

اور (پارہ28 سورۃُ المُنٰفِقُون کی آیت نمبر1 میں **اللّٰہ** رَبُّ العباد ارشاد) فرماتا ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ(۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: جب مُنافق تمہارے حُضُور حاضِر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حُضُور بیشک یقیناً **اللّٰہ** کے رسول ہیں اور **اللّٰہ** جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور **اللّٰہ** گواہی دیتا ہے کہ مُنافق ضَرور جھوٹے ہیں۔

(پ ۲۸ المنافقون ۱)

دیکھو (منافِقین کی) کیسی لمبی چوڑی **کلمہ گوئی** ، کیسی کیسی تاکیدوں سے مُؤَکَّد، کیسی کیسی قسموں سے مُؤَیَّد (مگر) ہرگز (ان کی کلمہ گوئی)

مُوجِب (یعنی باعث) اسلام نہ ہوئی اور **اللّٰہ** واحِدِ قہّار (عَزَّوَجَلَّ) نے ان کے جھوٹے کذّاب ہونے کی گواہی دی تو مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃ (جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا وہ داخِلِ جنّت ہوگا) کا یہ مطلب گھڑنا (کہ اب کسی قول وفِعل کی وجہ سے کافِر ہو ہی نہیں سکتا) صَراحۃً (یعنی کھلّم کھلا) قراٰنِ عظیم کا رَدّ کرنا ہے۔ ہاں جو **کلمہ** پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ، کوئی حرکت، کوئی فعل مُنافیِ اسلام (یعنی جب تک اس سے کسی قسم کا قَطعی کفر) صادِر نہ ہو۔ بعد صُدورِ مُنافی (یعنی اگر قَطعی کفر صادِر ہوا تو پھر) ہرگز **کلمہ گوئی** کام نہ دے گی۔ (پارہ 10 سورۃُ التَّوبہ آیت نمبر 74 میں) تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

ترجَمۂ کنزالایمان: اللّٰہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا، اور بے شک ضَرور اُنہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔

آقا نے غیب کی خبر دی

اِبنِ جَرِیر وَطَبَرانی وَ اَبوالشَّیخ وَابنِ مَردَوَیہ عبداللّٰہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک پیڑ کے سائے میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا: عنقریب ایک شخص آئے گا تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی (یعنی نیلی) آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: ”تو اور تیرے رفیق (ساتھی) کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں؟“ وہ گیا اور اپنے رفیقوں (ساتھیوں) کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر **اللہ** عزوجل نے یہ (پارہ 10 **سورۃ التوبہ** کی 74 ویں) آیت اُتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد **کافر** ہو گئے۔“ دیکھو **اللہ** گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ، **کلمۂ کفر** ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی (یعنی دعویٰ کرنے والا) کروڑ بار کلمہ گو ہو، (مگر) **کافر** ہو جاتا

ہے۔ (تمہید الایمان مع حاشیہ ایمان، ص ۵۶_۵۷، ۹۱_۹۲)

کیا اہلِ قبلہ کو بھی کافِر کہا جا سکتا ہے؟

سُوال: کہتے ہیں اہلِ قبلہ کی تکفیر تو ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ حدیثِ پاک میں واضح طور پر فرما دیا گیا ہے کہ "جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔" (بخاری ج ۱ ص ۱۵۳ حدیث ۳۹۱)

جواب: بے شک حدیثِ پاک حق حق اور حق ہے لیکن اس کے معنیٰ ہرگز یہ نہیں کہ اہلِ قبلہ کہلانے والوں کو ہر طرح کے کفریات بکنے کی کھلی چھوٹ ملی ہوئی ہے۔ شارحِ بخاری حضرتِ علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تمام باتوں کو حق کہتے اور مانتے ہوں جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی طرف سے لائے ہیں اور ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہ کرتے ہوں جو شخص اپنے کو مسلمان کہلاتا ہے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے مگر ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہے وہ اہلِ قبلہ میں سے نہیں۔ سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

ہیں کہ ہم اہلِ سنّت ، **اہلِ قبلہ** کو کافر نہیں کہتے ۔ اس سے مراد **اہلِ قبلہ** بمعنی مذکور (یعنی جو معنی پچھلی سطور میں بیان کئے گئے) ہیں اس لئے قادیانی وغیرہ جو کہ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں ان کو ضرور کافر کہا جائے گا ۔ (نزھۃ القاری ج ۲ ص ۱۰۷) میرے آقا اعلیٰ حضرت ، امامِ اَہلسنّت ، مولیٰنا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: اصطلاحِ ائمہ میں **اہلِ قبلہ** وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں ایک بات کا بھی **منکر** ہو تو قطعاً اجماعاً **کافر مرتد** ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ (تمہید الایمان ص ۱۰۳)

میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت مزید فرماتے ہیں: کلمہ پڑھنے والے گستاخانِ خدا و مصطفےٰ کا رَدّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مسلمانو! اِس **مکر** خبیث (ناپاک دھوکہ) میں (اب) ان لوگوں نے **نری** (یعنی فقط) **کلمہ گوئی** سے عُدول (روگردانی) کرکے صرف **قبلہ روئی** (قبلے کی طرف منہ کرنے) کا نام **ایمان** رکھ دیا! یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ لے مسلمان ہے اگرچہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ کو جُھوٹا کہے، **محمدٌ رَّسولُ اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے، کسی صورت کسی طرح **ایمان** نہیں ٹلتا!

چُوں وُضوئے محکم بی بی تمیز

(یعنی جس طرح ایک جاہلہ عورت یہ نہیں سمجھتی کہ رِیح وغیرہ خارِج ہونے سے وُضو کیسے ٹوٹتا ہے، گویا اسی طرح یہ شُبہ وارِد کرنے والے بھی یہ جاننے سے قاصِر ہیں کہ کفرِیّات سے ایمان کیسے چلا جاتا ہے!)

اوّلاً اس **مکر** کا جواب: (پارہ2 سورۃُ البَقرہ آیت 177 میں) تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ

(پ ۲ البقرۃ ۱۷۷)

ترجَمۂ کنزالایمان: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اور قِیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر۔

دیکھو! صاف فرمادیا کہ **ضَرورِیاتِ دین** پر ایمان لانا ہی اصل

کار (کام) ہے بغیر اس کے نماز میں **قبلہ کو منہ کرنا** کوئی چیز نہیں۔ اور (پارہ 10 سورۃُ التَّوبہ آیت 54 میں) فرماتا ہے:

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

(پ ١٠ توبہ ٥٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قَبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ **اللہ** اور **رسول** سے مُنکِر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے۔

دیکھو! ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انہیں **کافِر** فرمایا۔ کیا وہ قِبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ **فقط قبلہ کیسا، قبلۂ دل وجاں، کعبۂ دین وایماں، سَروَرِ عالمیاں** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم کے **پیچھے** جانبِ قِبلہ نماز پڑھتے **تھے** اور (پارہ 10 سورۃُ التَّوبہ آیت 11 تا 12 میں) فرماتا ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىٕمَّةَ الْكُفْرِۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾

ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور ہم آیتیں مُفَصَّل بیان کرتے ہیں جاننے والوں کے لئے۔ اور اگر عہد کرکے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کُفر کے سَرغنوں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس اُمّید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

دیکھو! نَماز وزکوٰۃ والے اگر دین پر طَعنہ کریں تو انہیں کُفر کا پیشوا، کافِروں کا سَرغنہ (گُروگھنٹال) فرمایا، (تو) کیا **خدا** اور **رسول** کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طَعنہ نہیں؟ (یعنی ضَرور بِالضَّرور یہ اُمُور بھی کُفر ہی ہیں) (تمہیدالایمان مع حاشیہ ص ۹۷-۹۹)

نیک نمازی کیسے کافِر ہو سکتا ھے؟

سُوال: جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا، نیک نَمازی بھی ہے وہ کیسے **کافِر** ہوسکتا ہے؟

جواب: مسلمان ہونے کیلئے ''نَمازی'' ہونا کافی نہیں اور کافِر ہونے کیلئے

''بے نَمازی'' ہونا شَرط نہیں۔ دیکھئے! **قادِیانی** لوگ مسجِدیں بھی بناتے اور نَمازیں بھی پڑھتے ہیں مگر نہ اُن کی مسجِد، مسجِد ہے نہ اُن کی نَماز، نَماز کیوں کہ وہ **کافِر** ہیں۔ دینِ اسلام کی بُنیاد **ایمان** پر ہے جب تک ایمان باقی رہے گا بندہ **مسلمان** کہلائے گا، اور جب کوئی بدنصیب مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا تو **خارِج اَز اسلام** ہوجائے گا۔ قراٰنِ مجید کے پارہ 6 سورۂ مائِدہ کی آیت 5 میں واضح الفاظ میں بیان فرمادیا گیا:

وَمَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۠ ﴿۵﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو مسلمان، سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اَکارت(1) گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار(2) ہے۔ (پ ٦: المائدہ: ٥)

حاجی نمازی کوئی بھی ہو سب کیلئے کفر کا خوف ہے

دیکھئے! کس قَدَر واضح الفاظ میں **اللہ** رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے **مسلمان** کو ڈرایا ہے کہ خبردار! اگر **کافِر** ہو گئے تو سب کچھ

مدینہ

(1) بے کار۔ (2) نقصان اٹھانے والا۔

آکا زت (بیزار) ہو جائے گا۔ اگر ایک دفعہ ایمان لا کر **کفر** کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ **کافر** ہو جانے سے کیوں ڈراتا؟ **بہرحال** حاجی، نمازی، روزہ دار وغیرہ جو کوئی بھی ہو اگر وہ کسی **ضرورتِ دینی** کا انکار کرے گا تو **کافر** ہی ٹھہرے گا۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب رَدُّ الْمُحتار جلد 2 صفحہ 357 پر ہے: ''اس شخص کے کفر کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں جو **ضروریاتِ دین** میں سے کسی چیز کا انکار کرے اگرچہ وہ اہلِ قبلہ میں سے ہو اگرچہ کرتا عمر طاعات وعبادات کرتا رہے۔''

ایمان سینے میں داخل ہو کر نکل بھی سکتا ہے!

سُوال: کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' پڑھ کر تو یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ سینے میں ایمان داخل ہو کر بسا اوقات وہاں سے بھی نکل جاتا اور سابق مسلمان اصلی کافر سے بھی بدتر کافر یعنی **مُرتَد** ہو جاتا ہے! اس کے متعلق کچھ **مَدَنی پھول** عنایت کر دیجئے۔

جواب: جی ہاں ایسا ہی ہے لہٰذا ایک بار **ایمان** لے آنے کے بعد موت تک اس کی حفاظت کی فکر لازم ہے ورنہ اگر کوئی **قطعی کفر** صادر ہو

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

گیا تو اصلی کافر سے بھی بدتر یعنی **مُرتَد** ہو جائیگا۔ ہم اس سے **اللہ** عزوجل کی پناہ چاہتے ہیں۔ ایمان کی حفاظت کا ذہن دینے ہی کیلئے اس کتاب میں بُری صحبت سے اجتناب اور زبان کی احتیاط پر بھی کافی زور دیا گیا ہے کہ صحبتِ بد اور زبان کی بے جا بک بک **بربادیٔ ایمان** کا سبب بن سکتی ہے۔ بہر حال مسلمان کا **ایمان** برباد ہو جانے کا ہر امکان موجود ہے۔ ہم **اللہ** رحمٰن عزوجل کی بارگاہ میں **ایمان کی حفاظت** کی گڑگڑا کر التجاء کرتے ہیں۔

یا الٰہی میرا ایمان سلامت رکھنا

نفس و شیطان سے مجھ کو بحفاظت رکھنا

اٰمین بجاہِ النبیِّ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نابینا کو بدنگاہی سے کوئی نہیں روکتا

میٹھے میٹھے اسلامی **بھائیو!** یاد رکھئے! ہمیشہ منع اسی کام سے کیا جاتا ہے جس کا وقوع (یعنی واقع ہونا) ممکن ہو۔ نابینا کو کوئی نہیں کہتا کہ بدنگاہی مت کرو کیوں کہ اس بدنگاہی کا واقع ہونا ممکن ہی نہیں۔ بینا (یعنی آنکھ والے) ہی کو بدنگاہی سے روکا اور اس کے

عذابات سے ڈرایا جاتا ہے۔ افسوس! یہ بھی شیطان کا ایک بہت بڑا اور بڑا وار ہے کہ اس نے کثیر مسلمانوں کو نہ صرف سلبِ ایمان کے خوف سے دُور رکھا ہوا ہے بلکہ انہیں یہاں تک باوَر (یعنی یقین) کروادیا ہے کہ بس ایک دفعہ (ق ف ـ عہ) ایمان لانا ہی کافی ہے پھر جس کا جو دل چاہے کرے اب وہ کسی بھی طرح اسلام سے باہر نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھئے! یہ سوچ آخرت کو برباد کرنے والی سوچ ہے۔ مسلمان کو ہر آن بربادیِ ایمان کے خوف سے لرزاں و ترساں رہنا چاہیے۔ "بخاری شریف" جلد اوّل صفحہ 30 پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے جبکہ منافق ہی اس سے بے خوف ہوتا ہے۔" اس قول کا مطلب و منشا یہ ہے کہ مومن کو ہمیشہ خلافِ شرع اُمور اور کفر و شرک سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے اور بحضور ربُّ العالمین عزوجل حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ (ماخوذ از فیض الباری شرح بخاری ج۱ ص ۲۰۶)

ہر مُلک میں جَرائم کی سزائیں ہیں

دُنیا کے تقریباً تمام مُلکوں اور مختلف برادریوں نے چھوٹے بڑے

جرائم کا تعین اور ان کی دُنیوی سزائیں مقرّر کر رکھی ہیں۔ چھوٹا جرم کرنے پر چھوٹی سزا اور بڑا جرم کرنے پر بڑی سزا ملتی ہے۔ مگر کوئی باشعور آدمی کسی مجرم کی سزا کو ظلم و زیادتی نہیں سمجھتا بلکہ مجرم کی سزا نہ دینے کو ہی ناپسند کرتا ہے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شریعتِ مطہرہ (مُ۔طَ۔هْ۔ رَه) نے ہمیں عدل و انصاف پر مبنی ایک انتہائی مضبوط نظام بخشا ہے۔ اللّٰہُ رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ اور مصطفٰے جانِ رحمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی اطاعت کو نیکی اور ان کی نافرمانی و معصیت کو گناہ قرار دیا ہے اور ہر گناہ کی سزا بھی مقرّر کی گئی ہے۔ چنانچہ بعض گناہ ایسے ہیں جن میں ملوث (مُ۔لَوْ۔وَث) ہونے والے کو دنیا میں بھی سزا دی جاتی ہے جیسے چور، زانی، قاتل وغیرہ۔ مگر چور، زانی وغیرہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ لیکن بعض جرائم ایسے ہیں کہ جن کا کرنے والا مسلمان نہیں رہتا، کافر ہو جاتا ہے مثلاً رَمَضانُ المُبارَک کے روزوں یا یومیہ پانچ نمازوں کی فرضیت کا انکار کرنے والا وغیرہا۔

غدّار کو کوئی بھی محبِ وطن نہیں کہہ سکتا

دنیا کے مختلف ممالک نے حُرمت و تقدس اور اخلاق و آداب کا اپنا

اپنا ایک معیار مقرّر کر رکھا ہے۔ اور سادہ سی عقل میں بھی یہ بات آجانے والی ہے کہ مُلک کی جو چیز، جو شخص، جو ادارہ جس قدر اہم ہوتا ہے اسے ویسی ہی قدر و منزلت دی جاتی ہے اور اس کے تقدس کی پاسداری ہر ایک کی قانونی ذمہ داری ہوتی ہے۔ مثلاً کسی ملک کا باشندہ اپنے ملک کے جھنڈے یا قانون یا افواج وغیرہ میں سے کسی کی بے حرمتی کرے تو اُسے غدّار قرار دے کر سخت سزا دی جاتی ہے۔ غدّاری کا الزام ثابت ہو جانے پر اگرچہ کوئی لاکھ **حُبُّ الوطنی** کا دعوٰی کرتا رہے کوئی اسے **مُحِبِّ وطن** نہیں کہے گا، اُسے غدّار ہی سمجھا جائے گا۔ بلاتشبیہ (یعنی مثال نہیں دیتا) **اسلام** میں بھی حُرمت و تقدس کی پاسداری کا ایک معیار ہے، چنانچہ اگر کوئی **اللّٰہ رَبُّ العٰلمین** عَزَّوَجَلَّ کی توہین کرے یا **انبیائے کرام** عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی گستاخی کا مُرتکب ہو تو ایسے شخص کو دینِ اسلام کا **باغی** قرار دے کر مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر کے **کافر** شمار کیا جاتا ہے اگرچہ وہ لاکھ دعوٰیِ ایمانی کرے اس کے دعوے کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ **ذرا سوچئے!** کیا مرزا غلام احمد

قادِیانی کلمہ گو نہیں تھا؟ یقیناً تھا مگر جب اُس سے کُفرِیات صادِر ہوئے تو مفتیانِ اسلام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام نے اسے **کافِر و مُرتد** قرار دیا۔ اِسی طرح بدنام دشمنِ اسلام **سلمان رُشدی** کیا اسلام لانے کے بعد **مرتد** نہیں ہوا؟ کیا رُسوائے زمانہ گستاخِ رسول **تسلیمہ نسرین** مسلمان گھرانے میں پیدا نہیں ہوئی تھی؟ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں **اللّٰہُ** رَبُّ العباد قرآنِ پاک پارہ 10 سورۃُ التَّوبہ آیت نمبر 74 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (پ ۱۰ التوبہ ۷۴)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ضَرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

قطعی کفر کے صُدور کے بعد کوئی آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا

اے بھولے بھالے اسلامی بھائیو! شیطانی وسوسوں کو سمجھنے کی ضَرورت ہے، کیا **اللّٰہُ** المُبین عَزَّوَجَلَّ کی صریح توہین، اُس کے رسولِ مقبول **محمدٌ رَّسولُ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی شان میں واضح گستاخی اور **ضَروریاتِ دین** کے انکار کو بھی بھلا کوئی

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

مسلمان اچھا کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کہہ سکتا، جو کہے گا، وہ بھی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ کفر کو کفر ہی کہا جائے گا، **قطعی کفر** کے صُدور کے بعد ہرگز ایمان سلامت نہیں رہ سکتا۔

اگر مجرم ہی زیادہ ہوں تو قاضی کیا کرے!

سُوال: اگر کروڑوں میں کسی **ایک آدھ مسلمان** پر حکمِ کفر لگ جائے تو آدمی کی عقل میں آبھی جائے۔ آپ کی کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب'' کے مُطالَعہ سے تو آج کے دور کے بے شمار ظاہری مسلمان خارج از اسلام نظر آرہے ہیں!

جواب: مذکورہ کتاب میں مَعاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کسی بھی مسلمان کو اپنی مرضی سے **کافر** نہیں کہا گیا۔ اِس کتاب کا اگر بنظرِ غائر (یعنی گہری نظر سے) مُطالَعہ کیا جائے تو یہی بات سامنے آئے گی کہ اِس میں گویا حد بندیاں بیان کی گئی ہیں کہ خبردار! فُلاں فُلاں بات یا فُلاں فُلاں حَرَکات سے بچنا ورنہ **ایمان** چلا جائے گا۔ اب اگر اِس دَور میں بَہُت سارے لوگ **کفریات** بکنے والے پائے جا رہے ہوں اور وہ **مُبَیَّنَہ** (یعنی بیان کردہ) اسلامی احکام کی زد میں آرہے ہوں تو اس

فرمانِ مصطفےٰ: (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جو مجھ پر روزِ جمعہ دُرُود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا۔

میں **کتاب کے مُرتّب** کا کیا قُصور؟ دیکھئے نا! اگر مجرم ہی زیادہ ہو جائیں تو کیا **قاضی** پر یہ الزام آئے گا کہ کیسا بے رحم آدمی ہے کہ ہر روز اتنے سارے مجرموں کو سزا سناتا ہے! ظاہر ہے کوئی بھی **عقل** مند آدمی قاضی کو الزام نہیں دے گا، بلکہ **مجرم** ہی کی مذمّت کرے گا اور اپنی حیثیت کے مطابق **جُرم** کی روک تھام کے لئے کوشاں ہوگا۔ پس جب **اللہ** عزَّوَجَلَّ اور اس کے **رسول** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کے احکام سے منہ موڑا جائے، یہود و نصارٰی اور مادہ پرست لوگوں کی بے ہُودہ تہذیب کے گندے نالے میں مسلمانوں کو ڈبونے کی سعی کی جائے بلکہ **کفریات** اسلام ہی کا انکار و اِستِخفاف (یعنی ہلکا جاننا) پایا جانے لگے تو ایسے سنگین حالات میں غافلین کو جگانے والے **مُصلحین**، واعظین، مُفکّرین، مُبلّغین، مُؤلّفین اور مُصنّفین جو کہ اُمّت کے مُحسِن ہیں ان کو بے جا تنقید سے نہیں ذِکرِ خیر سے نوازنا چاہئے۔

آئندہ کافِر ہو جانے کی پیشین گوئی!

مَعاذَاللہ عزَّوَجَلَّ فی الحال اِس بات میں قِیل وقال کی جارہی ہے

فرمانِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔

کہ کُفریات بکنے والے نڈر و بے باک افراد پر حکمِ کُفر کیوں لگایا
گیا؟ جب کہ ایسے ایسے روشن ضمیر عُلَمائے حق بھی گزرے ہیں جو
اسلام کے پکے خاصے شیدائی نظر آنے والے کے لئے بسا اوقات
پہلے ہی سے پیشین گوئیاں فرما دیا کرتے تھے کہ **فُلاں مُستقبل میں**
کافر ہو جائیگا! چُنانچہ عُلَمائے حق کے رہبر، علم و عمل کے عظیم پیکر،
بِاِذنِ ربّ، غیب کی باتوں سے باخبر حضرتِ **سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر**
رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمتِ سراپا علم و حکمت میں حاضِر ہو کر **رُبَیعہ** بن
اُمَیَّہ بن خَلَف نے عرض کی: میں نے کل رات خواب دیکھا ہے کہ
میں سرسبز جگہ پر تھا پھر بنجر زمین پر پہنچ گیا جہاں کوئی پیداوار نہیں ہے
اور یہ بھی دیکھا ہے کہ دونوں ہاتھ مل گئے اور طَوق کی طرح گردن میں
لٹک گئے ہیں۔ حضرتِ **سیِّدُنا ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:
اگر تو نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ تُو **اِسلام** کو
چھوڑ کر **کُفر** اختیار کرے گا، (یعنی مُرتَد ہو جائے گا) اَلغَرَض میرے
مُعامَلات دُرُست رہیں گے، اور میرے دونوں ہاتھ دنیا کی آلائشوں
سے پاک رہیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ امیرُ المؤمنین حضرت

سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قریبہ مدینۂ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً سے رُوم پہنچا، اور قیصرِ رُوم کے یہاں جا کر نصرانی (یعنی کرسچین) ہو گیا۔ (تفسیر [illegible] ج ۱ ص ۰٤)

علماء پر اعتراض کہ جب دیکھو کفر کا فتویٰ داغ دیتے ہیں!

سُوال: اگر کوئی یہ کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب'' پڑھنے کے بعد یوں کہے کہ مولویوں کو تو کفر کے فتوے دینے کے سوا کوئی کام ہی نہیں، **جب دیکھو کفر کا فتویٰ داغ دیتے ہیں!** ایسے شخص کیلئے کچھ **مدنی پھول** دے دیجئے۔

جواب: اِس طرح کے تأثرات کا اظہار یقیناً دین سے دُوری کا نتیجہ ہے اِسی دُوری نے بعض لوگوں کو بے باک بنا دیا ہے وہ **علمائے دین** کی حقیقت ہی نہیں سمجھتے، انہیں اتنا بھی احساس نہیں کہ آخر وہ کن ہستیوں کی **عزت و ناموس** پر حملہ کر رہے ہیں؟ کن کے خلاف دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں؟ اُن کے خلاف، جن کو دین میں **ستون** کی حیثیت حاصل ہے جو دین کے **محافظ** ہیں لاریب و شک علمائے دین بہت بڑی شانوں کے مالک ہیں ان کی

مخالَفَت سَبَبِ ہلاکت اور ان کی اطاعت دونوں جہاں کیلئے باعثِ سَعادت ہے۔ چُنانچہ پارہ 5 سورۃُ النِّساء آیت نمبر 59 میں ارشادِ ربُّ العباد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

ترجَمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں

عُلَماء کی اطاعت رسول کی اطاعت ھے

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اِس آیتِ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: ''خواہ دینی حُکومت والے ہوں جیسے عالِم، مُرشِدِ کامل، فَقِیہ، مُجتَہِد یا دنیاوی حُکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حُکّام۔ لیکن دینی حُکّام کی اطاعت دنیاوی حُکّام پر بھی واجِب ہوگی، مگر ان دونوں کی اِطاعت میں یہ شَرط ہے کہ نَص کے خِلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں ۔۔۔۔ مزید فرماتے ہیں فُقَہاء کی طرف رُجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فُقَہاء حُضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم ہی کا حکم

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جب تم رسولوں پر درود پڑھو تو مجھ پر بھی پڑھو، بے شک میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں۔

سناتے ہیں، جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت ہے ایسے ہی عالمِ دین کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔

(نورُ العرفان ص ۱۲۴)

سُوال میں مذکور اعتراض میں بڑا تعصُّب (یعنی بے جا حمایت) مُطلقاً یہ بات کہی گئی ہے کہ مولویوں کو تو **کفر کا فتویٰ** دینے کے سوا کوئی کام ہی نہیں ـــــ ہے! مَعَاذَ اللہ عزوجل خود یہ جملہ اِنتہائی سخت ہے اس میں عُلمائے دین کی **توہین** کا پہلو واضح ہے بلکہ عُلمائے دین کی توہین ہی مقصود ہو تو **کھلا کفر و اِرتِداد** ہے۔ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، نبیِّ مُحتَشَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ مُعظّم ہے: ”تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر مُنافِق کھلا مُنافِق، ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا **علم والا**، تیسرا عادِل بادشاہ۔“ (المُعجَم الکبیر ج۸ ص۲۰۲ حدیث ۷۸۱۹)

عُلَمائے دین کی توہین سنگین جُرم ہے

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا**

فرمانِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم): جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو وہ لوگوں میں سے کنجوس ترین شخص ہے۔

خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ شریف** جلد 23 صفحہ 649 پر عُلَماءِ دین کی توہین کرنے سے متعلِّق فرماتے ہیں: ”سخت حرام سخت گناہ اَشَدّ کبیرہ، **عالِمِ دین** سُنّی صحیحُ العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے **محمّدٌ رَّسولُ اللہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا نائب ہے اس کی تحقیر (توہین) مَعاذَ اللہ **محمّد** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی توہین ہے اور **محمّد** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی جناب میں گستاخی مُوجِبِ لعنتِ الٰہی وعذابِ الیم ہے۔“ **(فتاوٰی رضویہ)**

شیطان لوگوں کو عالِموں سے کیوں دُور کرتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان لوگوں کے دلوں سے علماءِ دین کی **وَقعت** (یعنی عزّت) نکالنا چاہتا ہے تاکہ عُلَماءِ کرام جب کسی بات کو **اللہ** رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ اور مصطَفٰے **جانِ رحمت** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نافرمانی و مَعصِیَت قرار دیں تو لوگ ان کی نصیحت پر کان نہ دھریں اور بے دھڑک شیطانی کاموں میں لگے رہیں۔

شیطان ماں باپ کے رُوپ میں!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں شیطان کے وار کو ناکام بنانے

ہوئے ہر دم باعمل عالموں کے دامن سے وابستہ رہنا چاہئے تا کہ دینی معلومات ہوتی رہیں ورنہ شیطان کہیں ایمان چھیننے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ عُلَمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام فرماتے ہیں: **ایمان** کا معاملہ بے حد حساس ہے **عقائد و نظریات** بگڑ جانے یا الفاظِ کفر کی تحسین یا افعالِ ارتداد کے ارتکاب کے سبب ایمان ضائع ہو گیا تو کیا ہو گا! سیِّدُنا **امام قُرطُبی** علیہ رحمۃُ اللّٰہِ القوی نقل فرماتے ہیں کہ (سکرات کے وقت) **شیطان** دائیں جانب سے آتا ہے اور یہودی دین کا اچھا ہونا بیان کرتا ہے اور اس کے **باپ** کا روپ دھار کر یہودی مذہب قبول کرنے کیلئے اُکساتا ہے اگر قبول نہ کرے تو پھر شیطان بائیں جانب سے آتا ہے اور اس کی ماں کا روپ دھار کر عیسائیوں (کرسچینوں) کا مذہب قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ **شیطان** ایسے موقع پر پانی کا پیالہ لے کر آتا ہے کہ اگر تو وہ کہہ دے جو میں کہہ رہا ہوں اور دعوتِ **کفر** دے رہا ہوتا ہے (یعنی تُو اسلام چھوڑ کر

کافر ہو جائے) تو پیالہ تجھے پیش کر دوں گا۔

(حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ ج ۱ ص ٣٠٥)

یا اللہ عزوجل! ہم تیری رحمت کے بھکاری اور تجھ سے ایمان کی حفاظت کے طلبگار رہیں۔ **محبوب** صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صدقہ نزع میں رسوا نہ کرنا۔ اٰمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عطار ہے ایماں کی حفاظت کا سوالی

خالی نہیں جائے گا یہ دربارِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے

عُلَماء کے بغیر اسلام کا نظام نہیں چل سکتا

عُلَماءِ اسلام کا کام تو **اللہ** ربُّ الْاَنام عزوجل اور اس کے پیارے رسول، شہنشاہِ انبیائے کرام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیغام کو درست طریقے پر عام فرمانا ہے۔ عُلَمائے دین تو شریعت کے قوانین کے مُحافظین ہیں۔ عُلَمائے کرام تو دینِ اسلام کے احکام کے مطابق ہی کسی چیز کو حلال یا حرام، کفر یا اسلام قرار دینے کے پابند ہیں۔ اپنی طرف سے ہرگز کچھ نہیں کہتے یہی ان کا منصب ہے۔ یقیناً عُلَمائے دین ہی کی برکتوں، کوششوں، علمی کاوِشوں اور

مساعیِ تبلیغ سے گلزارِ اسلام کی بہاریں ہیں۔ عُلَما ئے حق ہی کی بدولت گلشنِ اسلام ہرا بھرا لہلہا رہا ہے اگر عُلَما ہی مَعدوم (یعنی ختم) ہو جائیں تو کفّار کو اسلام کی **دعوت** کون دے گا؟ کفّار کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتِراضات کے مُسکِت (مُس۔کِت یعنی خاموش کر دینے والے) **جوابات** کیسے دیئے جا سکیں گے؟ عامّۃُ المسلمین کو **ارکانِ اسلام** کی تعلیم دینے کی ترکیب کیسے بنے گی؟ انہیں **قرانِ وحدیث** کے رُمُوز (یعنی بھیدوں) سے کون آشنا (واقِف) کرے گا؟

عُلَماء کی بارگاہ میں حاضری توبہ کی توفیق کا ذریعہ....

عُلَمائے رَبّانیّین (رَبّ۔بانی۔یّین) کی بارگاہوں میں حاضِری توبہ کی توفیق ملنے اور ایمان کی حِفاظت کیلئے کوشِش کا سبب بن سکتی ہے چُنانچِہ ایک عظیم تابِعی بُزُرگ وزبردست عالِمِ دین حضرتِ سیِّدُنا **سعید بن مُسَیَّب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضِر ہو کر کسی نے عرض کی کہ "میں نے خواب میں کعبۂ مُشرَّفہ کے اوپر خود کو نماز پڑھتے دیکھا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **خدا** کا خوف کر! شاید تو دینِ اسلام

سے پھر گیا ہے! اُس نے عرض کی: میں توبہ کرتا ہوں کیونکہ تقریباً دو ماہ سے "فِرقۂ قدریہ" (یعنی تقدیر کا انکار کرنے والے فِرقے) کے عقائد پر ہوں۔ (خوابوں کی تعبیر ص ۱۰۵)

کیا جاہل کے ایمان پر خاتمے کی اُمید نہیں؟

سُوال: اِس کتاب کی اِبتداء میں آپ نے **کُفریہ کلمات وغیرہ فرض عُلوم** سیکھنے پر کافی زور دیا ہے مگر اب اِس نفسا نفسی کے دور میں عُموماً لوگوں کے پاس اِتنا وقت تو ہوتا نہیں کہ وہ کسی دینی مدرسے میں داخلہ لے کر عالم کورس کرے تو کیا ایسی صورت میں اب **جاہل** کے ایمان پر خاتمہ ہونے کی کوئی اُمید ہی نہیں؟

جواب: ایسا نہیں ہے کہ ہر غیر عالم مسلمان **مَعَاذَ اللہ ثُمَّ مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کُفر** ہی پر مرے گا مگر انسان کو خود سوچنا چاہئے کہ **فانی دُنیا** بنانے کی خاطر دُنیوی علوم وفُنون سیکھنے پر زندگی کا اچھا خاصا حصہ صَرف کر دیتا ہے تو آخر **باقی آخرت** بنانے کی خاطر ضَروری علوم سیکھنے میں کیوں کوتاہی کرتا ہے! میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد

24 صفحہ 158 پر فرماتے ہیں: بدیہیاتِ دینیہ(1) (یعنی بدیہیاتِ دینیہ) سے ہے کہ اوّلاً عقائدِ اسلام و سنّی پھر احکامِ صلوٰۃ و طہارت وغیرہا ضروریاتِ شرعیہ **سیکھنا سکھانا** فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب و پسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا **حرام**۔ فتاوٰی رضویہ شریف جلد 18 صفحہ 501 پر فرماتے ہیں: ”**مسلمان بے علمِ دین ایک قدم نہیں چل سکتا۔** اللہ عزّوجلّ علم دے اس پر عمل دے اس کو قبول فرمائے“

ایمان چھیننے کا عجیب شیطانی انداز

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا **خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن **ایمان کی حفاظت** کیلئے علمِ دین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بغیر علم کے صوفی کو **شیطان** کچے تاگے (یعنی کمزور دھاگے) کی لگام ڈالتا ہے **منقول** ہے: بعد نمازِ عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں، **ابلیس** کا تخت

---

(1) یعنی وہ مشہور و معروف دینی احکام جن کو عام و خاص سب جانتے ہوں۔

فرمانِ مصطفےٰ: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھا تحقیق وہ بدبخت ہو گیا۔

دیکھتا ہے شیاطین کی کارگزاری پیش ہوتی ہے کوئی کہتا ہے: اس نے (یعنی میں نے) اتنی شرابیں پلائیں، کوئی کہتا ہے، اس نے (یعنی میں نے) اتنے زنا کرائے سب کی سنیں۔ کسی نے کہا: اس نے (یعنی میں نے) آج فلاں طالب علم (دین) کو پڑھنے سے باز رکھا۔ (شیطان یہ) سنتے ہی تخت پر سے اُچھل پڑا اور اس کو گلے سے لگا لیا اور کہا: اَنْتَ اَنْتَ (یعنی بس) تُو نے (زوردار) کام کیا۔ اور شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ان کو کچھ نہ کہا اور اس (شیطان کے چیلے) کو (طالب علم دین کو صرف ایک چھٹی کروا دینے پر) اتنی شاباش دی! ابلیس بولا: تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی (علم دین پڑھنے سے روکنے والے) کا صدقہ ہے۔ اگر (دینی) علم ہوتا تو وہ (لوگ) گناہ نہ کرتے۔ بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا **عابد** (عبادت گزار) رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک **عالم** بھی رہتا ہو۔ انہوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب (ابلیس اپنے چیلے) شیاطین کو لئے ہوئے اس مقام پر پہنچا۔

اور شیاطین بھی (پیچھے) رہے اور یہ (یعنی ابلیس) انسان کی شکل بن کر رستے پر کھڑا ہو گیا۔ **عابد** صاحب تہجد کی نماز کے بعد نمازِ فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستے میں **ابلیس** کھڑا ہی تھا، حضرت! مجھے ایک مسئلہ (مَس۔ءَ۔لہ) پوچھنا ہے۔ **عابد** صاحب نے فرمایا: جلد پوچھو، مجھے نماز کو جانا ہے۔ اس (ابلیس) نے اپنی جیب سے ایک **شیشی** نکال کر پوچھا: (کیا) **اللہ** تعالیٰ قادر ہے کہ ان سماوات و ارض (یعنی آسمانوں اور زمینوں) کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کر دے؟ **عابد** صاحب نے سوچا اور کہا: ''کہاں آسمان و زمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی!'' (ابلیس) بولا: بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جایئے اور (پھر اپنے چیلے) شیاطین سے کہا: دیکھو (میں نے) اس (عابد) کی راہ مار دی، اس کو **اللہ** کی قدرت پر ہی ایمان نہیں (اس بے ایمان مرتد کے اب) عبادت کس کام کی! طلوعِ آفتاب کے قریب **عالم** صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے اس (ابلیس) نے کہا: مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے وہی سوال

کیا۔(سُن کر عالم صاحِب نے فرمایا:) **ملعون !** تُو اِبلیس معلوم ہوتا ہے، ارے! وہ قادِر ہے کہ یہ شیشی تو بہُت بڑی ہے ایک سُوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان وزمین داخِل کردے۔ **اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴿۲۰﴾** (ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** سب کچھ کرسکتا ہے۔پ ۱ البقرہ، ۲۰) **عالم** صاحِب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے (ابلیس) بولا: دیکھو! یہ علم کی بَرَکت ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصّہ سوم ص ۳۵۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! **عالم** صاحِب **اللہُ** رَبُّ الْعِزَّت کے عنایت کردہ علمِ دین کی بَرَکت سے شیطان سے اپنے **ایمان کی حفاظت** کرنے میں کامیاب ہوئے جبکہ وہ **جاہل** صُوفی اور بے عِلم تَہَجُّد گزار **عابِد** علمِ دین سے دُوری کے سبب شیطان کی باتوں میں آکر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اِس لئے ایمانیات اورکُفریات کے بارے میں معلومات حاصِل کرنا ہر مسلمان کیلئے ناگزیر ہے کہ کہیں شیطان ایمان نہ لے اُڑے۔ اِس روایت سے وہ طَلَبہ علمِ دین بھی درس حاصِل کریں جو معمولی سی

مجبوری یا محض سُستی کی بنا پر اپنی پڑھائی کی چھٹیاں کر کے شیطان کی کیسی حوصلہ افزائی اور اپنا کتنا زبردست نقصان کر بیٹھتے ہیں! اِسی طرح سنّتوں بھرے اجتماعات اور سنّتوں کی تربیت کے مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سفر سے تَغافُل (سُستی) برتنے والوں کیلئے بھی اِس روایت میں ہدایت کے کافی **مَدَنی پھول** ہیں ۔

[illegible]

مجبوبِ خدا! سر پہ اجل آ کے کھڑی ہے

شیطان سے مکّار کا ایمان بچا لو

اچھا خاصا مسلمان کُفر کے غار میں کیسے جا پڑتا ہے؟

سُوال: "اچھا خاصا مسلمان **کفر کے غار** میں کیسے جا پڑتا ہے" اِس کے لئے مزید عقلی و نقلی مَدَنی پھول عنایت فرما دیجئے۔

جواب: دنیا میں ہر چیز کی ایک ضِد (یعنی اُلٹ) پائی جاتی ہے گرمی کی ضد سردی، خوشبو کی ضد بدبو، مٹھاس کی ضد کڑواہٹ، جھوٹ کی ضد سچ، اچھائی کی ضد بُرائی اور رضا مندی کی ضد ناراضی ہے یوں ہی **ایمان** کی ضد **کفر** ہے جو صاحبِ ایمان ہوگا وہ **کفر** سے خالی ہو

گا اور جو کافر ہوگا وہ **ایمان** سے محروم ہوگا۔ جہاں **ایمان** ہوگا وہاں نہ تو **اللہ ورسول** عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم کی توہین ہوگی نہ اِنکار نہ اِستِخفاف (اِس میں خِفاف یعنی شان گھٹانا)۔ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1250 صَفحات پر مشتمل کتاب، "**بہارِ شریعت**" جلد اوّل صفحہ 172 تا 176 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "(ایمان یہ ہے کہ) سچے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو **ضَروریاتِ دین** سے ہیں۔" مزید فرماتے ہیں: مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں، کہ **بلا اِکراہِ شرعی** (1)

---

(1) یعنی جو جان سے مار دینے یا جسم کا کوئی عضو تلف (ضائع) کر دینے یا ضربِ شدید (سخت مار لگانے) کی صحیح دھمکی دیتا، جس کو دھمکی دی گئی وہ جانتا ہے کہ ظالم جو کچھ کہہ رہا ہے وہ کر گزرے گا یہ اِکراہِ شرعی کہلاتا ہے۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم: مجھ پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے۔

مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کر سکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وقعت ہے کہ جب چاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔ مزید فرماتے ہیں: **بعض اعمال** جو قطعاً منافیٔ ایمان ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا، جیسے بُت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا اور قتلِ نبی یا نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبۂ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یوہیں **بعض اعمال** کفر کی علامت ہیں، جیسے زُنّار باندھنا، سر پر چُوٹیا رکھنا، قشقہ لگانا، ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا **(بہارِ شریعت حصہ ۱ ص ۱۷۲۔۱۷۶)** اعلیٰ حضرت امام **اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرحمٰن فرماتے ہیں: جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کو جھٹلائے وہ **اللہ** رَبُّ العزّت عزوجل کے نزدیک بھی کافر ہے اگرچہ یہ دعویٰ کرتا ہو کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درودِ پاک پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

ہے۔ (المعتقد المنتقد، حاشیہ نمبر ۲۲، ص ۱۹۶) مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی **ایمان** کا دعویٰ کرے مگر **کفریاتِ دین** میں سے کسی **ضروریٔ دینی** کا انکار کرے ایسا شخص ہرگز **ایمان** کے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا، یہ تو اُس شخص کی مانند ہے جو کہے: "اِس وقت دن بھی ہے اور رات بھی۔" حالانکہ نادان سے نادان انسان بھی جانتا ہے کہ دن کے وقت رات اور رات کے وقت دن کا ہونا نہیں پایا جا سکتا، دن اور رات آپس میں ضِد ہیں اور اجتماعِ ضِدَّین مُحال (یعنی دو اُلٹ چیزوں کا جمع ہونا ناممکن) ہوتا ہے مَثَلاً آگ اور پانی یکجا ہوہی نہیں سکتے! بس اِسی طرح **ایمان نور** (یعنی روشنی) ہے اور **کفر اندھیر** الہٰذا ایمان اور کفر بھی آپس میں ضِد ہیں اور یہ بھی دن اور رات کی طرح ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔ اُمید ہے یہ بات سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ اچھا **خاصا مسلمان نظر آنیوالا کفر کی کھائی میں کیسے جا پڑتا ہے!** کلمۂ کفر آدمی کو خارج اَز اسلام کب اور کیوں قرار دیتا ہے نیز یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ ایمان و کفر دو الگ الگ چیزیں ہیں اور جو ان دونوں کو ایک سمجھے وہ خود **کافر** ہے

ایمان کی حفاظت کی فکر ضروری ہے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 186 صفحات پر مشتمل کتاب، ''بہارِ شریعت'' حصہ 9 صفحہ 172 تا 173 پر صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی ارتداد اور کہ یہ کفرِ اصلی سے بھی باعتبارِ احکام سخت تر ہے جیسا کہ اس کے احکام (جاننے) سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہئے کہ اس (کفر و ارتداد) سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ ''شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح تیرتا ہے۔'' آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی طاعت (عبادت) و اعمال پر بھروسا نہ چاہئے، ہر وقت خدا عزوجل پر اعتماد کرے اور اسی سے بقائے ایمان کی دعا چاہئے کہ اسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لوٹ پوٹ (الٹ پلٹ) ہوتا رہتا ہے ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ

خَفی (یعنی پوشیدہ) ہے اور اس سے بچنے کی حدیث (پاک) میں ایک دُعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۲ ۔ ۱۷۴)

ایمان کی حفاظت کی دُعا کیلئے دربارِ اعلیٰ حضرت میں حاضری

ایمان کی حفاظت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ **اَللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ** کے نیک بندوں سے **ایمان کی حفاظت** کی دُعا کی درخواست کرتا رہے کہ نہ جانے کس کی دُعا کی برکت سے **ایمان** سلامت لیکر دنیا سے رخصت ہونا نصیب ہو۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ اِمام **احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن چونکہ بَہُت بڑے ولیُّ اللہ اور ایک زبردست عاشقِ رسول تھے، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی خدمتِ بابرکت میں اہلِ عقیدت دُور دُور سے حاضر ہوتے تھے چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفحات پر مشتمل کتاب ،

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: مجھ پر دُرُود پاک کی کثرت کرو بے شک یہ تمہارے لئے طہارت ہے۔

"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" صفحہ 311 پر شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلسنّت، حُضُور مفتیِ اعظم ہند مولیٰنا مصطفےٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ایک روز بعد فراغِ نمازِ عشاء لوگ دست بوس ہو رہے تھے اِس مجمع میں سے ایک صاحب نے (حُضُورِ اعلیٰ حضرت کی) خدمتِ بابرکت میں عرض کی: حُضُور! میں ضِلع ہوشنگ آباد" کا رہنے والا ہوں، مجھے حُضُور کی "جبل پور" تشریف آوری کی ذیل (ذریعہ) میں شَرَفِ نیاز حاصل ہے صرف دُعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم (عزَّوَجَلَّ) ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔ حُضُور نے دُعا دی اور ارشاد فرمایا: اکتالیس بار صبح(1) کو يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اوّل وآخِر دُرُود شریف، نیز سوتے وقت اپنے سب اَوراد کے بعد سورۂ کافِرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام (گفتگو) وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام (بات) کرنے کے بعد پھر سورۂ

---

(1) آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح کہلاتی ہے اور دوپہر ڈھلے سے غروبِ آفتاب تک شام کہلاتی ہے۔

فرمانِ مصطفٰے: (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) جس نے مجھ پر دس مرتبہ صبح اور دس مرتبہ شام درود پاک پڑھا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

کافِرون تلاوت کرلیں کہ خاتمہ (اختتام) اسی پر ہو، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دُعا کا وِرد رکھیں: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا نَعْلَمُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ۔

یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم! ہمارا ایمان سلامت رکھ۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! زندگی بھر میں کسی لمحے کے کروڑویں حصّے میں بھی ہم پر کبھی کُفر وارِد نہ ہو۔ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں کُفرِیَّہ کلِمات اور دیگر فرض عُلُوم سیکھنے کا جذبہ عنایت فرما اور یہ عُلوم یاد رکھنے والا حافِظہ بھی نصیب کر، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری بے حساب مغفرت فرما۔ امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد
تُوبُوا اِلَی اللّٰہ! اَسْتَغْفِرُاللّٰہ
صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

فہرست

❁ ❁ ❁ ❁